شیعہ مذہب

المعروف

جلد چہارم

فقہ جعفریہ

تصنیف [illegible] اسلام شیخ الحدیث [illegible]

مولانا محمد علی صاحب

مکتبہ [illegible]

بلال گنج لاہور

لاتقبلوا علینا حدیثا الا ما وافق القرآن والسنۃ

فرمان امام جعفرؒ

ترجمہ

ہماری طرف سے وہی حدیث قبول کرو جو قرآن اور سنت کے موافق ہو۔ (شیعوں کی معتبر کتاب رجال کشی ص ۱۹۵)

فقہ جعفریہ

جلد چہارم

باب اول:	فقہ حنفی پر اصولی اعتراضات
باب دوم:	امام اعظم ابوحنیفہ کے مناقب۔
باب سوم:	فقہ حنفی کی جزئیات پر اعتراضات کا رد۔

تالیف

مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی

مکتبہ نوریہ حسینیہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ امیر روڈ بلال گنج لاہور فون ۲۲۴۲۳۹

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب: ــــــ فقہ جعفریہ جلد چہارم

مصنف ــــــ محقق الاسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی صاحب

ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

کتابت: راجہ محمد صدیق حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

قیمت: ــــــ ۱۲۵ روپے

مطبع ــــــ حامد جمیل پرنٹرز لاہور

سن طباعت: دسمبر ۱۹۹۰ء

marfat.com

تمام دنیائے شیعیت کو کھلا چیلنج

الحمد للہ فقہ جعفریہ جلد چہارم زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اگر میری جبین نیاز خدائے رحمان و رحیم کی بارگاہ میں کروڑ ہا دفعہ خاک آلود ہو تو بھی اس امر کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا کہ رد شیعیت پر میری تحریر کا اکثر حصہ منصہ شہود پر آ چکا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ تحفہ جعفریہ ۵ جلد، عقائد جعفریہ ۴ جلد اور فقہ جعفریہ ۴ مجلدات ان میں سے فقہ جعفریہ جلد ۲، ۱ اور ۳ میں دور حاضر کے معروف شیعہ مصنف غلام حسین نجفی کی دو کتابوں "ماتم اور صحابہ" اور "حقیقت فقہ حنفیہ" کا بالترتیب رد لکھا گیا ہے۔ میں نے نجفی صاحب کی ان دونوں کتابوں کے ایک ایک صفحہ اور اس میں مذکور ایک ایک اعتراض کا شیعوں کی ہی کتب سے مفصل رد لکھا ہے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ غلام حسین نجفی نے فقہ جعفریہ کی ابتدائی جلدوں کے رد میں کچھ صفحات اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کیے ہیں۔ اور عنقریب اسے چھپوایا جا رہا ہے۔ نجفی صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ پہلے تحفہ جعفریہ اور پھر عقائد جعفریہ کا رد لکھتے مگر اس کی انہیں ہمت نہ ہو سکی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اب اگر انہوں نے فقہ جعفریہ کا رد شروع کیا ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ ان میں کچھ اخلاقی جرأت اور دل میں ذرہ برابر بادۂ انصاف موجود ہے تو وہ فقہ جعفریہ کی پہلی جلد سے چوتھی جلد تک صفحہ وار بالترتیب جواب لکھیں۔ جیسا کہ ہم نے انکی مذکورہ دو کتابوں کا مکمل صفایا کیا ہے۔ اگر وہ عقل و نقل کی روشنی میں بالترتیب جواب منظر عام پر لے آئیں کہ جسے اہل انصاف حق کہیں تو انہیں ایک لاکھ روپے انعام دیا جائے گا۔ مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ پاکستان، ایران اور دنیا بھر کے شیعہ جمع ہو کر بھی ہماری تصنیف کا بالترتیب جواب نہیں لکھ سکتے کیونکہ یہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے روحانی تصرف و تعاون سے او بہ تکمیل پہنچی ہے۔ کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آستانہ عالیہ کا انتخاب فرمایا ہے۔ انشاء اللہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل سنت کا جھنڈا اب تا روز محشر لہراتا رہے گا۔ کہ جس کو اب کوئی گستاخ صحابہ اتار نہیں سکے گا۔

نام ۱ ۔ ۔ ۔ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف محمد علی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

marfat.com

انتساب

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفین حجۃ الکاملین، میزبان مہمانانِ رحمۃ للعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب والعجم حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع مدینہ طیبہ، خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دعا سے فقیر نے اس کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد علی عفا اللہ عنہ

marfat.com

الانتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو قدوۃ السالکین حجۃ الواصلین
پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نورالحسن شاہ صاحب رحمۃ
اللہ علیہ سرکار کیلیانوالہ شریف اور نگہدارِ ناموسِ اصحابِ رسول
محبِ اولیاء و بتول پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ
پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زیب سجادہ کیلیانوالہ شریف
کی ذاتِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تصرف
سے ہر مشکل مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے
ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین:

احقر العباد

محمد علی عفا اللہ عنہ

marfat.com

فہرست مضامین

فقہ جعفریہ جلد چہارم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	باب اوّل فقہ حنفی پر نجفی کے اصولی اعتراض	۲۷
۲	اعتراض نمبر(۱): پیغمبر اسلام کے صحابہ ہی اسلام کو بہتر جانتے تھے مگر سنیوں نے وہ ترک کر دیا۔	۲۸
۳	اعتراض نمبر(۲): ابوبکر و عمر نے دین بگاڑ دیا تھا حضرت علی نے اس کی اصلاح فرمائی۔ اس لیے ابوبکر و عمر والی شریعت نہیں چاہیئے۔	۴۰
۴	اعتراض نمبر(۳): حالتِ تقیہ ختم ہو گئی ہے۔ اس لیے شیعوں کو اپنی فقہ پر آزادی سے عمل درآمد کی اجازت ہونی چاہیئے	۴۷
۵	اعتراض نمبر(۴): فقہ حنفی رسول کی طرف منسوب ہے نہ صحابہ کی طرف۔ اور اس میں کتے کے چمڑے کی طہارت جیسے فتوے بھی ہیں۔	۵۱

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶	اعتراض نمبر ۵: ابو حنیفہ تو بہت بڑے جولاہے تھے اور جولاہا اسلام کو کیا سمجھے۔	۵۵
۷	ابو حنیفہ اور ان کے والد گرامی کی شخصیت ایک شیعہ کی نظر میں۔	۶۰
۸	ابو حنیفہ مٹی کے ستون کو دلائل سے سونے کا ستون ثابت کر سکتے تھے۔	۶۲
۹	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امام ابو حنیفہ کے سوتیلے باپ ہیں۔	۶۶
۱۰	اعتراض نمبر ۶:	۶۸
۱۱	اگر یہ دعوے درست ہے کہ امام جعفر کے ارشادات ہی فقہ حنفی کی بنیاد ہیں۔ تو بخاری و مسلم نے ائمہ اہل بیت سے روایات کیوں نہیں لیں۔	۶۸
۱۲	ائمہ اہل بیت والی سند کو اگر مجنون پر پڑھ کر پھونکا جائے تو وہ شفا یاب ہو جائے گا۔ (امام ابن ماجہ کا ارشاد)	۷۱
۱۳	اعتراض نمبر ۷:	۷۲
۱۴	فقہ حنفی کے راوی اور سنیوں کے مسلم خلیفے ناقابل اعتماد ہیں۔	۷۲
۱۵	اعتراض نمبر ۸:	۸۹
۱۶	فقہ حنفی کا مایہ ناز راوی عمر بن خطاب ناقابل اعتماد ہے۔	۸۹
۱۷	اعتراض نمبر ۹:	۹۸
۱۸	جیش اسامہ سے پیچھے رہنے والے ارشاد نبی کے مطابق لعنتی تھے اور وہی لوگ فقہ حنفی کی بنیاد ہیں۔	۹۸
۱۹	اعتراض نمبر ۱۰: سنیوں کی فقہ کا ایک اور مایہ ناز راوی عثمان بن عفان ہے جس نے قرآن جلوا دیئے تھے۔	۱۰۴

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۰	**اعتراض نمبر ۱۱:**	۱۰۸
۲۱	سنیوں کی فقہ کی ایک مایہ ناز راویہ بی بی عائشہ ہے جسے بقول ابوہریرہؓ شیشے اور سرمے سے فرصت نہ تھی (معاذاللہ)	۱۰۸
۲۲	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص میں شیعوں کی بعض من گھڑت روایات۔	
۲۳	حضرت ابوہریرہ رضؓ کی سیرت کی چند جھلکیاں۔	۱۱۸
۲۴	**اعتراض نمبر ۱۲:**	۱۲۹
۲۵	سنیوں کی فقہ کا ایک مایہ ناز راوی طلحہ بھی ہے جس نے بی بی عائشہ سے نکاح کی تمنا کی تھی۔ (معاذاللہ)	۱۲۹
۲۶	حضرت طلحہ کے جنتی ہونے پر ابن ابی حدید شیعہ کا اعتراف	۱۳۲
۲۷	**اعتراض نمبر ۱۳:**	
۲۸	سنیوں کی احادیث کا ایک راوی عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہے جو قرآن کی دو آخری سورتوں کا منکر تھا۔	۱۳۶
۲۹	**اعتراض نمبر ۱۴:**	۱۳۹
۳۰	سنیوں کا ایک اور راوی عبداللہ بن عباس بھی ہے۔ جو متعہ کو جائز سمجھتا ہے۔	۱۳۹
۳۱	**اعتراض نمبر ۱۵:**	۱۴۲
۳۲	فقہ حنفی کا ایک مایہ ناز راوی عبداللہ بن زبیر بھی ہے جس نے جھوٹی گواہی دلوائی تھی۔	۱۴۲
۳۳	**اعتراض نمبر ۱۶:**	۱۵۲

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۴	اہل سنت کا ایک، مایہ ناز راوی ابوہریرہ رض ہے جسے حضرت عمر نے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کی پاداش میں پٹوایا تھا۔ (معاذ اللہ)	۱۴۸
۳۵	اعتراض نمبر ۱۷:	۱۵۲
۳۶	ابوموسے اشعری بھی سنیوں کا راوی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔	۱۵۲
۳۷	اعتراض نمبر ۱۸:	۱۵۴
۳۸	سنیوں کا ایک اور راوی عبداللہ بن عمر ہے جس نے یزید پلید کی بیعت کی تھی	۱۵۴
۳۹	**باب دوم** امام اعظم کے مناقب اور آپ پر مخالفین کے اعتراضات کی تردید	۱۵۹
۴۰	**فصل اول**	
۴۱	آپ پر وارد کردہ اعتراضات کی تردید۔	۱۶۱
۴۲	اعتراض نمبر ۱:	۱۶۱
۴۳	بقول امام مالک دین کو سب سے زیادہ نقصان ابوحنیفہ نے پہنچایا ہے (معاذ اللہ)	۱۶۱
۴۴	اعتراض نمبر ۲: بقول امام مالک بن انس ابوحنیفہ کا فتنہ ابلیس کے فتنے سے سخت ہے۔ (معاذ اللہ)	۱۶۶

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۵	اعتراض نمبر ۳:	۱۷۰
۴۶	بقول عبدالرحمٰن مہدی دجال کے بعد اسلام کے لیے سب سے بڑا فتنہ ابوحنیفہ کی رائے ہے۔	۱۷۰
۴۷	اعتراض نمبر ۴:	۱۷۴
۴۸	ابوحنیفہ نے اسلامی مشین کے پیچ ڈھیلے کیے ہیں۔	۱۷۴
۴۹	اعتراض نمبر ۵:	۱۸۱
۵۰	نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوحنیفہ کے فتووں پر عمل کرنے سے منع کیا۔	۱۸۱
۵۱	اعتراض نمبر ۶:	۱۸۴
۵۲	ابوحنیفہ کی کتاب الحیل کی شان۔	۱۸۴
۵۳	اعتراض نمبر ۷:	۱۹۱
۵۴	ابوحنیفہ کی بیٹھک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف نہیں پڑھا جاتا تھا۔	۱۹۱
۵۵	اعتراض نمبر ۸:	۱۹۷
۵۶	حق ابوحنیفہ کے فتویٰ کی مخالفت میں ہے۔	۱۹۷
۵۷	اعتراض نمبر ۹:	۲۱۱
۵۸	ابوبکر کی گواہی کہ ابوحنیفہ نے دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدل دیا ہے۔	۲۱۱
۵۹	اعتراض نمبر ۱۰:	۲۲۸
۶۰	ابوحنیفہ کے جنازہ پر عیسائیوں کے پادری۔	۲۲۸

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۱	اعتراض نمبر ۱۱:	۲۳۲
۶۲	ابوحنیفہ کا دعوٰے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔	۲۳۲
۶۳	اعتراض نمبر ۱۲:	۲۳۵
۶۴	ابوحنیفہ کے نزدیک مومن کی شان۔	۲۳۵
۶۵	محرم عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے۔ اور کسی ناجائز کام کا کوئی گناہ نہیں بعقیدہ اہل تشیع۔	۲۴۰ ۲۴۳
۶۶	اعتراض نمبر ۱۳:	۲۴۳
۶۷	ابوحنیفہ کے نزدیک جوتے کی پوجا۔	۲۴۳
۶۸	اعتراض نمبر ۱۴:	۲۴۷
۶۹	ابوحنیفہ کا ابوبکر کے ایمان کے متعلق فتویٰ۔	۲۴۷
۷۰	اعتراض نمبر ۱۵:	۲۵۲
۷۱	امام اعظم کا چالیس سال وضو۔	۲۵۲
۷۲	فصل دوم امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت اور فضائل ومناقب تاریخ بغداد کے آئینہ میں	۲۶۴
۷۳	۱۔ امام اعظم کا نسب۔	۲۶۴
۷۴	۲۔ امام اعظم کی شخصیت۔	۲۶۶

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۷۵	۳۔ امام اعظم کی فقاہت اور خداداد صلاحیت۔	۲۶۷
۷۶	۴۔ آپ کے اساتذہ کرام۔	۲۷۰
۷۷	۵۔ امام اعظم کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا مظہر ہے۔	۲۷۲
۷۸	۶۔ قیامت سے قبل امام ابوحنیفہ کے علم کا ظہور ہو گا۔	۲۷۳
۷۹	۷۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا۔ آپ نے صحابہ کرام اور انہوں نے تابعین اور انہوں نے ابوحنیفہ کو منتقل کیا۔	۲۷۴
۸۰	۸۔ مسند حدیث پر بیٹھے ہوئے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا حوصلا اور بردباری	۲۷۵
۸۱	۹۔ امام ابوحنیفہ کا مقام ان کے ہم عصر علماء کے نزدیک۔	۲۷۶
۸۲	۱۰۔ امام اوزاعی کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں تاثرات۔	۲۷۷
۸۳	۱۱۔ امام اعظم کو وسیلہ بنانے والے پر خوف نہیں رہتا۔	۲۸۰
۸۴	۱۲۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امام اعظم رضی اللہ عنہ کو خراج عقیدت۔	۲۸۱
۸۵	۱۳۔ بے مثال فقیہہ۔	۲۸۲
۸۶	۱۴۔ پسندیدہ رائے والا۔	۲۸۳
۸۷	۱۵۔ تمام فقہائے کرام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔	۲۸۳
۸۸	۱۶۔ بہت بڑے متقی اور فقیہہ۔	۲۸۴
۸۹	۱۷۔ خوفِ خدا کے آثار والا چہرہ۔	۲۸۴
۹۰	۱۸۔ دنیا کو ٹھکرا دینے والے۔	۲۸۵
۹۱	۱۹۔ امام ابوحنیفہ کا زہد و تقویٰ۔	۲۸۶

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹۲	۲۰- چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔	۲۸۶
۹۳	۲۱- ایک روایت کے مطابق پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچوں نمازیں ادا کرتے رہے۔	۲۸۷
۹۴	۲۲- شب بیداری میں آپ کا مقام۔	۲۸۸
۹۵	۲۳- آپ کی عبادت اور تدریسی مصروفیات۔	۲۸۹
۹۶	۲۴- حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی سنت کا امام اعظم کے ہاں مرتبہ و مقام۔	۲۹۰
۹۷	۲۵- امام اعظم رض کی خداداد صلاحیت۔	۲۹۱
۹۸	۲۶- امام اعظم رض کی رائے اور مقام کا مرتبہ	۲۹۲
۹۹	۲۷- امام اعظم رض کی سخاوت	۲۹۴
۱۰۰	۲۸- ضرورت مندوں کا خیال	۲۹۵
۱۰۱	۲۹- احسان و حاجت روائی	۲۹۶
۱۰۲	۳۰- خوف خدا سے رونا اور دوزخ سے بچاؤ کی دعائیں۔	۲۹۷
۱۰۳	۳۱- خشوع و خضوع کی ایک جھلک۔	۲۹۸
۱۰۴	امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کتب شیعہ سے فضائل و مناقب اور سیرت۔	۳۰۴
۱۰۵	امام اعظم رضی اللہ عنہ کے آباؤ کرام۔	۳۰۴
۱۰۶	امام اعظم رض کا فقہی مقام و بصیرت، دراصل حضرت علی رض کی دعا کا اثر ہے۔	۳۱۰
۱۰۷	امام اعظم رض نے علوم ظاہری و باطنی حضرت امام جعفر صادق رض سے حاصل کیے۔	۳۱۱

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۸	امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان دو سالوں پر فخر کرتے تھے جو آپ نے امام جعفر صادق کی خدمت میں بسر کیے۔	۳۱۲
۱۰۹	امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو امت محمدیہ کا بہت بڑا عالم سمجھتے تھے۔	۳۱۳
۱۱۰	امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرتے تو ابن رسول سے خطاب کرتے۔	۳۱۷
۱۱۱	امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال کا مقام۔	۳۱۹
۱۱۲	امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقاہت۔ مکالمہ مابین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ و زنادقہ۔	۳۲۱
۱۱۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے متعلق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ۔	۳۲۲
۱۱۴	اسباب قتل ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ	۳۲۸
۱۱۵	کتب شیعہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و سیرت کا مختصر خاکہ۔	۳۳۴
۱۱۶	**باب سوم** فقہ حنفی پر شیعی کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات اور ان کے بالترتیب جوابات	۳۳۹
۱۱۷	اعتراض نمبر ۱۔	۳۴۱
۱۱۸	سنی فقہ میں شان قرآن پاک۔	
۱۱۹	اعتراض نمبر ۲: فقہ حنفی میں قرآن مجید کو بوسہ لینا بدعت ہے۔	۳۴۹

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۲۰	اعتراض نمبر۳ :	۳۵۵
۱۲۱	قرآن مجید کا زم گواز رمل ۔	۳۵۵
۱۲۲	اعتراض نمبر۴ :	۳۶۰
۱۲۳	فقہ حنفی میں نجاست چاٹنا جائز ہے ۔	۳۶۰
۱۲۴	اعتراض نمبر۵ :	۳۶۵
۱۲۵	فقہ حنفی میں پیشاب کے قطرے پاک ہیں ۔	۳۶۵
۱۲۶	اعتراض نمبر۶ :	۳۷۲
۱۲۷	فقہ مالکی میں خنزیر وغیرہ کا جھوٹا پاک ہے ۔	۳۷۲
۱۲۸	اعتراض نمبر۷ :	۳۷۶
۱۲۹	سنی فقہ میں وضوء کی شان ۔	۳۷۶
۱۳۰	اعتراض نمبر۸ :	۳۸۱
۱۳۱	ہنسنے سے وضوء باطل	۳۸۱
۱۳۲	اعتراض نمبر۹ :	۳۸۸
۱۳۳	گدھے کی کھال پر مسح ۔	۳۸۸
۱۳۴	اعتراض نمبر۱۰ :	۳۸۹
۱۳۵	گردن کے مسح کا جائز استحباب ۔	۳۸۹
۱۳۶	اعتراض نمبر۱۱ :	۳۹۱
۱۳۷	سنی فقہ میں استنجاء کی شان ۔	۳۹۱
۱۳۸	اعتراض نمبر۱۲ :	۳۹۴
۱۳۹	استنجاء کے بعد استبراء کا عجیب طریقہ ۔	

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۴۰	اعتراض نمبر۱۳:	۳۹۸
۱۴۱	سنی فقہ میں غسل کی شان:	۳۹۸
۱۴۲	اعتراض نمبر۱۴:	۴۰۶
۱۴۳	انزال کے بغیر غسل واجب نہیں۔	۴۰۶
۱۴۴	اعتراض نمبر۱۵	۴۱۱
۱۴۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرنا یاد نہ رہا۔	۴۱۱
۱۴۶	اعتراض نمبر۱۶:	۴۱۷
۱۴۷	سنی فقہ میں میت کی شان	۴۱۷
۱۴۸	اعتراض نمبر۱۷:	۴۲۲
۱۴۹	میت کی دبر میں روئی ڈالی جائے۔	۴۲۲
۱۵۰	اعتراض نمبر۱۸:	۴۲۸
۱۵۱	جنازہ میں نو تکبیریں۔	۴۲۸
۱۵۲	اعتراض نمبر۱۹:	۴۳۴
۱۵۳	شیعوں کی مخالفت میں قبر کی کوہان۔	۴۳۴
۱۵۴	اعتراض نمبر۲۰: بے وضو اذان دینے میں کچھ حرج نہیں	۴۳۷
۱۵۵	اعتراض نمبر۲۱: حی علی خیر العمل کو اذان سے نکالنا اور الصلوۃ خیر من النوم کے اجراء کی بدعت۔	۴۴۱
۱۵۶	"الصلوۃ خیر من النوم" پڑھنے کا حکم امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔	۴۴۶
۱۵۷	اعتراض نمبر۲۲:	۴۴۹
۱۵۸	اہل سنت حنفیوں کی مایہ ناز نماز۔	۴۴۹

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۹	اعتراض نمبر ۲۳:	۴۵۵
۱۶۰	بیوی کے رانوں کے محراب میں نماز	۴۵۵
۱۶۱	اعتراض نمبر ۲۴:	۴۶۰
۱۶۲	سنی فقہ میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں بھانت بھانت کے فتوے	۴۶۰
۱۶۳	اعتراض نمبر ۲۵:	۴۷۴
۱۶۴	فقہ حنفی میں امام مسجد کی شان	۴۷۴
۱۶۵	اعتراض نمبر ۲۶:	۴۸۰
۱۶۶	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدعتیں نکالیں۔	۴۸۰
۱۶۷	اعتراض نمبر ۲۷:	۴۸۵
۱۶۸	سنی فقہ میں نمازی کے مصلیٰ کی شان	۴۸۵
۱۶۹	اعتراض نمبر ۲۸:	۴۸۹
۱۷۰	سنی فقہ میں روزہ کی شان	۴۸۹
۱۷۱	اعتراض نمبر ۲۹:	۴۹۳
۱۷۲	حضرت عمر روزہ کی حالت میں ایک کنیز سے ہم بستری کرتے تھے۔	۴۹۳
۱۷۳	اعتراض نمبر ۳۰:	۴۹۶
۱۷۴	نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کا ابطال۔	۴۹۶
۱۷۵	اعتراض نمبر ۳۱:	۵۰۱
۱۷۶	جانوروں سے وطی روزہ نہیں توڑتی۔	۵۰۱
۱۷۷	اعتراض نمبر ۳۲:	۵۰۶
۱۷۸	حالت روزہ میں دبر میں انگشت ڈالنا جائز ہے۔	۵۰۶

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۷۹	اعتراض نمبر ۳۳:	۵۰۸
۱۸۰	سنی فقہ میں حج کی شان۔	۵۰۸
۱۸۱	اعتراض نمبر ۳۴:	۵۱۶
۱۸۲	سنی فقہ کی رو سے کعبہ بھی غلط ہے۔	۵۱۶
۱۸۳	اعتراض نمبر ۳۵:	۵۱۹
۱۸۴	سنی فقہ میں حجر اسود کا کوئی مقام نہیں	۵۱۹
۱۸۵	اعتراض نمبر ۳۶:	۵۲۲
۱۸۶	سنی فقہ میں قربانی کی شان۔	۵۲۲
۱۸۷	اعتراض نمبر ۳۷:	۵۲۶
۱۸۸	قربانی کا جانور ذبح کرنے میں کافر کو نائب بنانا جائز ہے۔	۵۲۶
۱۸۹	اعتراض نمبر ۳۸:	۵۳۰
۱۹۰	سنی فقہ میں عقیقہ کی شان	۵۳۰
۱۹۱	اعتراض نمبر ۳۹:	۵۳۳
۱۹۲	سنی فقہ میں ختنہ کی شان۔	۵۳۳
۱۹۳	اعتراض نمبر ۴۰:	۵۳۶
۱۹۴	سنی فقہ میں عید کی شان۔	۵۳۶
۱۹۵	اعتراض نمبر ۴۱:	۵۴۴
۱۹۶	خطبہ نماز عید سے قبل پڑھنا مروان کی سنت ہے۔	۵۴۴
۱۹۷	اعتراض نمبر ۴۲:	۵۴۷
۱۹۸	سنی فقہ میں جمعہ کی شان۔	۵۴۷

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۹۹	اعتراض نمبر ۴۳:	۵۵۲
۲۰۰	سنی فقہ میں زکوٰۃ کی شان۔	۵۵۲
۲۰۱	اعتراض نمبر ۴۴:	۵۵۶
۲۰۲	زکوٰۃ کے متعلق بھانت بھانت کے فتوے۔	۵۵۶
۲۰۳	اعتراض نمبر ۴۵:	۵۶۰
۲۰۴	سنی فقہ میں جہاد کی شان	۵۶۰
۲۰۵	اعتراض نمبر ۴۶:	۵۷۶
۲۰۶	سنی فقہ میں نکاح کی شان۔ جس کی بیویاں زیادہ ہوں وہ سب سے افضل ہے۔	۵۷۶
۲۰۷	اعتراض نمبر ۴۷:	۵۸۰
۲۰۸	اپنی بہن۔ بیٹی نیک لوگوں کو پیش کی جائے۔	۵۸۰
۲۰۹	اعتراض نمبر ۴۸:	۵۸۵
۲۱۰	شادی کے موقع پر ہر گھر میں ڈھولکی بجنی چاہیے۔	۵۸۵
۲۱۱	اعتراض نمبر ۴۹:	۵۸۸
۲۱۲	شادی سے پہلے دلہن کا فوٹو دولہا میاں کو دکھایا جائے۔	۵۸۸
۲۱۳	اعتراض نمبر ۵۰:	۵۹۱
۲۱۴	عورت سے وطی فی الدبر کرنا سنت امام مالک ہے۔	۵۹۱
۲۱۵	اعتراض نمبر ۵۱:	۵۹۸
۲۱۶	وطی فی الدبر سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔	۵۹۸

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۷	اعتراض نمبر ۵۲:	۶۰۱
۲۱۸	مسجد میں عورت سے صحبت، جائز ہے	۶۰۱
۲۱۹	اعتراض نمبر ۵۳:	۶۰۷
۲۲۰	مرد اور عورت ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو ہاتھ پھیرا کریں۔	۶۰۷
۲۲۱	اعتراض نمبر ۵۴	۶۱۱
۲۲۲	جنت میں خدا ایک ایسی مخلوق پیدا کرے گا کہ جس کا پچھلا حصہ عورتوں اور اوپر والا مردوں جیسا ہوگا	۶۱۱
۲۲۳	اعتراض نمبر ۵۵:	۶۱۶
۲۲۴	نعمانی فقہ میں بکری اور بیوی میں تمیز نہیں رکھی گئی	۶۱۶
۲۲۵	اعتراض نمبر ۵۶:	۶۱۹
۲۲۶	فقہ حنفی میں نکاح کی شان	۶۱۹
۲۲۷	اہل تشیع کے ہاں نکاح کی شان	۶۲۱
۲۲۸	اعتراض نمبر ۵۷:	۶۲۶
۲۲۹	بیوی اور میاں کی ملاقات کے بغیر بھی اولاد حلال ہے۔	۶۲۶
۲۳۰	اعتراض نمبر ۵۸:	۶۲۸
۲۳۱	ثبوتِ نسب کا عجیب طریقہ۔	۶۲۸
۲۳۲	اعتراض نمبر ۵۹	۶۳۶
۲۳۳	سنی فقہ میں طلاق کی شان۔	۶۳۶
۲۳۴	امر اول کا جواب نمبر (۱)	۶۳۹
۲۳۵	امر دوم کا جواب نمبر	۶۴۳

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۳۶	امر سوم کا جواب۔ امر چہارم کا جواب	۶۵۱
۲۳۷	امر پنجم کا جواب	۶۵۵
۲۳۸	امر ششم کا جواب	۶۵۱
۲۳۹	اعتراض نمبر ۶۰:	۶۶۳
۲۴۰	زنا کی متعدد صورتوں میں حد کی تنسیخ۔	۶۶۷
۲۴۱	ابو حنیفہ نامی شیعہ عالم اور مصنف کا ثبوت از کتب شیعہ (القاضی ابو حنیفہ النعمان بن محمد منصور بن حیون المغربی)	۶۷۵
۲۴۲	اعتراض نمبر ۶۱:	۶۷۹
۲۴۳	شراب کی سزا معاف	۶۷۹
۲۴۴	اعتراض نمبر ۶۲:	۶۸۴
۲۴۵	چوری کی متعدد صورتوں میں ہاتھ کاٹنے کی تنسیخ۔	۶۸۴
۲۴۶	اعتراض نمبر ۶۳:	۶۹۲
۲۴۷	سنی فقہ میں تضادات کا بیان	۶۹۲
۲۴۸	اعتراض نمبر ۶۴:	۶۹۹
۲۴۹	سنی فقہ میں حلال جانوروں اور حرام جانوروں کے احکام	۶۹۹
۲۵۰	اعتراض نمبر ۶۵:	۷۰۵
۲۵۱	مختلف حرام جانوروں کی تحلیل۔	۷۰۵
۲۵۲	اعتراض نمبر ۶۶۔ کھانے میں گر جائے تو اسے ڈبو دیں	۷۰۹
۲۵۳	اعتراض نمبر ۶۷: بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ کی جزء نہیں۔	۷۱۲
۲۵۴	اعتراض نمبر ۶۸	۷۱۵

marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۵۵	ولد الزنا (حرامی) کے پیچھے نماز جائز ہے۔	۷۱۵
۲۵۶	**اعتراض نمبر ۶۹:**	۷۱۹
۲۵۷	ظہر و عصر، مغرب و عشاء ملا کر پڑھنا جائز ہیں۔	۷۱۹
۲۵۸	**اعتراض نمبر ۷۰:**	۷۲۵
۲۵۹	سنی فقہ میں ہے کہ نماز جنازہ بغیر وضو پڑھنا جائز ہے۔	۷۲۵
۲۶۰	**اعتراض نمبر ۷۱:**	۷۲۹
۲۶۱	شیعوں کی مخالفت میں انگوٹھی دائیں ہاتھ میں نہیں پہننی چاہیئے	۷۲۹
۲۶۲	**اعتراض نمبر ۷۲:**	۷۳۱
۲۶۳	بکری کا بچہ خنزیر کے دودھ سے پالا جائے تو وہ حلال ہے۔	۷۳۱
۲۶۴	اعتراض نمبر ۳، بعض نجس چیزوں کی حلت	۷۳۵
۲۶۵	اعتراض نمبر ۴: سنی فقہ میں گھوڑے کی حلت	۷۳۸
۲۶۶	اعتراض نمبر ۵: جوتوں، جرابوں اور عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے۔	۷۴۵
۲۶۷	اعتراض نمبر ۶: حالت نماز میں دائیں طرف تھوکنا جائز ہے۔	۷۴۶
۲۶۸	اعتراض نمبر ۷: اپنی بیوی سے غیر فطری ہم بستری کرنا سنت عمر ہے	۷۴۹
۲۶۹	اعتراض نمبر ۸: غصبی مال کو کھانا جائز ہے۔	۷۵۲
۲۷۰	نوٹ: چند شیعہ راویوں کی ناجائز وکالت کا رد	
۲۷۱	بحث اول: ابو بصیر کی صفائی کہاں تک ہوئی	۷۵۷
۲۷۲	بحث دوم: زرارہ کی صفائی۔	۷۶۴
۲۷۳	عہد زریں	۷۷۰

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ائمہ مجتہدین میں سے آپ کو جو تفقہ فی الدین عطا فرمایا۔ وہ بے مثل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے دور کے اولیاء کاملین میں سے ایک عظیم ولی اللہ تھے اور رب ذوالجلال نے آپ کے مقلدین میں بھی غوث و قطب اور ابدال پیدا فرمائے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب امالی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایسے حضرات آپ ہی سے مستفیض و مستفید تھے۔ خود امام اعظم کے اساتذہ کرام آپ کی فقہی بصیرت اور ذہنی استعداد پر حیران تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی مخالفت کے لیے اگر ابلیس اٹھا۔ تو اس سے فضیلتِ آدم علیہ السلام کم نہ ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرعون نے کانٹے بوئے۔ تو ناکامی کا منہ بالآخر اُسے ہی دیکھنا پڑا۔ ابراہیم علیہ السلام کے لیے اگر نمرود نے الاؤ تیار کیا۔ تو اس سے خلیل اللہ علیہ السلام کا بال بیکا نہ ہوا۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ابولہب و ابوجہل نے بُرا بھلا کہا۔ تو رفعتِ ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی نہ آئی۔ امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزیدیوں نے اگر محاصرہ کر کے شہید کر دیا۔ تو ان کی بجائے نام زندہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہی رہا۔ اسی طرح اگر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت، قرآن شناسی، حدیث فہمی اور قوتِ استدلال و استنباط میں دو لوگوں، نے کیڑے نکالنے کی کوشش کی۔ تو اس سے شہرتِ امام موصوف کو مزید

چار چاند لگے۔

ے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ان "لوگوں" میں سے کئی ہو گزرے ہیں اور کچھ آج بھی اپنی دوکان چمکانے کی فکر میں ہیں۔ انہی میں سے ایک "شپرہ چشم" غلام حسین نجفی شیعی بھی ہے۔ ابتدائیہ میں شاید میرا یہ "شپرہ چشم" کہنا آپ کو کچھ ناگوار گزرے۔ لیکن جب آپ اس کا پہلا اعتراض پڑھیں گے۔ اور اس میں انداز گفتگو ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو یقین سے کہتا ہوں۔ کہ آپ میرے اس لفظ کو اس کی شان میں "ادنیٰ لفظ" کہیں گے۔ نجفی شیعی نے امام اعظم پر کیے گئے اعتراضات کو ایک کتابی صورت میں شائع کیا۔ اور اس کا نام "حقیقت فقہ حنفیہ" رکھا۔ اعتراضات میں کچھ ایسی روایات بھی ذکر کی گئیں جن کا فقہ حنفیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ان کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔ ہاں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اور ان کی فقاہت پر جو حملے کیے گئے۔ ان کا مسکت جواب دوں گا۔ جس سے قارئین کرام "حنفی فقہ" کی حقیقت اور معترض کی "موتِ حمیرہ" آپ پر واضح ہو جائیگی۔ انشاء اللہ العزیز اس کے ساتھ ساتھ ہم ہر مقام پر انشاء اللہ "فقہ جعفریہ" (جو بد قسمتی سے فقہ جعفریہ کہلاتی ہے۔ کا آئینہ بھی دکھائیں گے۔ اور "جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ مِّثْلُهَا" کے تحت کچھ ہمارے قلم میں بھی روانی ہو گی۔ کیونکہ "احسان" وہاں مناسب ہوتا ہے۔ جہاں اس کا کوئی "احسان مند" ہو۔ ورنہ اعدو الھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل الخ کے تحت اینٹ کا جواب پتھر سے دینا "عدل" ہوتا ہے۔ اب آیئے میدانِ سوال و جواب میں۔ اور دیکھئے کہ ظالم "اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ" کا کیسے مصداق بنتے ہیں۔

marfat.com

بَابُ اوّلْ

فقہ حنفی پر نجفی کے اعتراضات

marfat.com

باب اوّل

فقہ حنفی پر نجفی کے اصولی اعتراضات

اعتراض نمبر ۱

پیغمبر اسلام کے صحابہ ہی اسلام کو بہتر جانتے تھے مگر سنیوں نے وہ ترک کر دیا

حقیقت فقہ حنفیہ

پیغمبر اسلام نے جو اسلام پہنچایا تھا۔ آنجناب کے اہل بیت اس اسلام کو دوسرے لوگوں سے بہتر جانتے تھے۔ اور اہل بیت نبوت نے وہ اسلام ہم شیعوں تک پہنچایا ہے۔ پس صحیح اسلام ہمارے پاس ہے۔ اور حنفی حضرات جس اسلام کو فقہ حنفی کی شکل میں پیش کرتے ہیں ہم اس کو اسی طرح قبول نہیں کرتے۔ جس طرح مالکی شافعی حنبلی اور اہل حدیث سے قبول نہیں کرتے۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲)

جواب:

اس اعتراض میں جو کچھ کہا گیا وہ یہ کہ اسلام چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور کسی معاملہ کو گھر والوں سے بڑھ کر دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے اسلام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں تک جو پہنچا وہی صحیح اسلام ہے۔ اور یہ اسلام اہل تشیع کے پاس

marfat.com

ہے۔ حنفی فقہ قابل قبول نہیں۔ کیونکہ نہ اسے مالکی مانتے ہیں۔ نہ شافعی و حنبلی اور نہ اہلحدیث گویا اس اعتراض کے دو حصے ہوئے۔

۱۔ اسلام۔ شیعوں والا ہی صحیح ہے۔ کیونکہ وہ اہل بیت کے واسطے سے پہنچا

۲۔ حنفی حضرات کا پیش کردہ اسلام قابل قبول نہیں کیونکہ اسے نہ مالکی، نہ شافعی اور نہ ہی حنبلی وغیرہ تسلیم کرتے ہیں۔

marfat.com

حصہ اوّل کی تردید

اہل بیت کرام کے پاس ہی اصلی اسلام تھا۔ اور انہوں نے اپنے شیعوں کو ہی صرف وہ اسلام سکھایا۔ غلام حسین نجفی اور اس کے ہم نواؤں میں سے کسی نے بھی براہ راست، کسی اہل بیت سے کوئی حکم شرعی نہ لیا۔ اور نہ ہی انہوں نے ان چودہ سو سال بعد آنے والوں کو عالم ارواح میں اسلام سکھایا۔ بلکہ نجفی وغیرہ تک ۔جو اسلام پہنچا وہ ان لوگوں کے توسل سے پہنچا۔ جو کسی امام کے دور میں موجود تھے۔ اور انہیں اس امام نے دین بتایا ہو۔ قطع نظر اس سے کہ اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے۔ کہ ائمہ اہل بیت نے صرف اپنے شیعوں کو اسلامی احکام بتلائے۔ تو اس سے ائمہ اہل بیت پر اللہ کے احکام کو چھپانا لازم آتا ہے کیونکہ جب کوئی غیر شیعہ مسئلہ پوچھنے گیا تو انہوں نے اُسے گھر کا فرد نہ سمجھ کر مسئلہ بتانے سے انکار کر دیا۔ اور اگر بتا دیا تو پھر دو صورتیں ہوں گی۔ صحیح بتایا ہوگا یا غلط اگر صحیح بتایا تو معلوم ہوا کہ گھر کے فرد کے علاوہ دوسرے لوگوں کے پاس بھی صحیح اسلام منتقل ہوا۔ اسے صرف شیعوں تک محدود رکھنا حقائق کے خلاف ہوگا۔ اور غلط بتایا۔ تو شرعی مسئلہ غلط بتانے والا منصب امامت کے کہاں قابل؟

اب ہم اصل اعتراض کی طرف پھر لوٹتے ہیں۔ بات یہاں تک چلی تھی۔ کہ امام باقر یا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے نجفی وغیرہ آج کل کے مجتہد و ذاکرین کے پاس جو "صحیح اور اصلی اسلام" پہنچا وہ کئی واسطوں سے پہنچا۔ ائمہ اہل بیت سے براہ راست "صحیح اسلام" حاصل کرنے والوں نے بعد میں آنے والے شیعوں کو اُن کی تعلیمات پہنچائیں۔ تو گویا "صحیح اسلام" کا دارو مدار ائمہ اہل بیت سے منتقل ہو کر ان کے بلاواسطہ شاگردوں کی طرف آگیا۔ اب ہم

marfat.com

شیعہ کتب سے یہ بتلاتے ہیں۔ کہ ائمہ اہل بیت کو اپنے اِن بلاواسطہ شاگردوں پر کوئی اعتبار نہ تھا۔ اور اُن کی بد دیانتی اور بدنظری کی بنا پر اُن پر لعن طعن تک کا قول موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی:

حَدَّثَنِیْ هِشَامُ ابْنُ الْحَكَمِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ
لَا تَقْبَلُوْا عَلَیْنَا حَدِیْثًا اِلَّا مَا وَافَقَ الْقُرْاٰنَ وَ السُّنَّةَ
اَوْ تَجِدُوْنَ مَعَهٗ شَاهِدًا مِنْ اَحَادِیْثِنَا الْمُتَقَدِّمَةِ
فَاِنَّ الْمُغِیْرَةَ بْنَ سَعِیْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ دَسَّ فِیْ كُتُبِ اَصْحَابِ
اَبِیْ اَحَادِیْثَ لَمْ یُحَدِّثْ بِهَا اَبِیْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَقْبَلُوْا
عَلَیْنَا مَا خَالَفَ قَوْلَ رَبِّنَا تَعَالٰی وَ سُنَّةَ نَبِیِّنَا......
وَقَالَ لِیْ اِنَّ اَبَا الْخَطَّابِ كَذَبَ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع)
لَعَنَ اللّٰهُ اَبَا الْخَطَّابِ وَكَذٰلِكَ اَصْحَابُ اَبِی الْخَطَّابِ یَدُسُّوْنَ
هٰذِهِ الْاَحَادِیْثَ اِلٰی یَوْمِنَا هٰذَا فِیْ كُتُبِ اَصْحٰبِ اَبِیْ
عَبْدِ اللّٰهِ (ع) فَلَا تَقْبَلُوْا عَلَیْنَا خِلَافَ الْقُرْاٰنِ۔

(رجال کشی مصنفہ عمرو بن عبدالعزیز الکشی ص ۱۹۵ اور حالات مغیرہ ابن سعید مطبوعہ کربلا)

ترجمہ:

ہشام بن حکم کہتا ہے۔ کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرمایا۔ ہماری طرف سے وہی حدیث قبول کرنا جو قرآن و سنت کے موافق ہو یا ہماری پہلے سے کہی گئی احادیث اس کی شہادت اور تائید کرتی ہوں۔ کیونکہ مغیرہ ابن سعید ملعون نے میرے والد گرامی کے اصحاب کی کتابوں میں ایسی بہت سی حدیثیں ٹھونس دی ہیں جو میرے والد گرامی نے

marfat.com

بیان ہی نہیں کی تھیں۔ خدا کا خوف کرو اور ہماری ایسی کوئی بات قبول نہ کرو۔ جو اللہ کے قول اور اس کے رسول کی سنت کے خلاف ہو........

امام رضا نے مجھے یہ بھی فرمایا۔ کہ ابو الخطاب نے بھی میرے والد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر من گھڑت حدیثوں کا بہتان باندھا۔ ابو الخطاب پر خدا کی پھٹکار۔ اسی طرح ابو الخطاب کے ساتھیوں نے بھی آج یہی وطیرہ بنایا ہوا ہے۔ کہ یہ سب میرے والد گرامی ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث میں اپنی طرف سے من گھڑت حدیثیں ٹھونستے ہیں۔ لہٰذا کوئی روایت جو خلاف قرآن ہو اسے قبول نہ کرنا۔

رجال کشی:

عن هشام بن الحكم انه سمع اباعبد الله عليه السلام يقول كان المغيرة بن سعيد يتعمد الكذب على ابي و ياخذ كتب اصحابه و كان اصحابه المستترون باصحاب ابي ياخذون الكتب من اصحاب ابي فيدفعونها الى المغيرة فكان يدس فيها الكفر والزندقة ويسندها الى ابي ثم يدفعها الى اصحابه فيامرهم ان يبثوها في الشيعة۔

(رجال کشی ص ۱۹۶)

ترجمہ:

ہشام بن الحکم کہتا ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مغیرہ بن سعید میرے والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا کرتا تھا۔ اُن کے اصحاب کی کتابیں لے لیتا۔ اس کے ساتھی میرے

والد کے اصحاب سے چوری چھپے ملتے جلتے تھے۔ اس طرح وہ میرے والد کے اصحاب کی کتب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے جب انہیں کوئی کتاب ہاتھ لگتی تو وہ مغیرہ بن سعید کے پاس پہنچا دیتے۔ وہ اس میں کفر اور بے دینی (کی باتیں) ٹھونس دیتا۔ اور ان کی نسبت میرے والد کی طرف کر دیتا۔ اس طرح ہیرا پھیری کرنے کے　بعد وہ کتاب واپس میرے والد گرامی کے اصحاب کو دے دی جاتی۔ اور ادھر اپنے ساتھیوں کو کہتا۔ کہ تم اس روایت و حدیث کو شیعوں میں پھیلا دو۔

رجال کشی:

عَنْ حَبِيْبِ الْخَثْعَمِيْ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ لِلْحَسَنِ كَذَّابٌ يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُسَمِّهِ وَكَانَ لِلْحُسَيْنِ عليه السلام كَذَّابٌ يَكْذِبُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُسَمِّهِ وَكَانَ الْمُخْتَارُ يَكْذِبُ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ ابْنُ السَّعِيْدِ يَكْذِبُ عَلٰى اَبِيْ

(رجال کشی ص ۱۹۷ تذکرہ مغیرہ بن سعید)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حبیب خثعمی نے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ امام حسن سے ایک کذاب جھوٹی حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔ حالانکہ اس نے امام موصوف سے وہ روایت سنی تک نہ ہوتی۔ اسی طرح امام حسین پر بھی کذب و افترا باندھنے والا تھا۔ اس نے بھی ان احادیث کی امام موصوف سے سماعت نہ کی تھی۔ مختار نامی شخص نے امام زین العابدین پر جھوٹ باندھا اور مغیرہ بن سعید سے امام باقر رضی اللہ عنہ

marfat.com

پر بہتان باندھے۔

توضیح:

امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم ہماسے ہر ایک کے ساتھ ایک نہ ایک ضرور کذاب لگا رہا۔ جو ان کے نام سے کفر و بے دینی سے بھری روایات ذکر کرتا اور کمال چالاکی سے اُسے اپنے شیعوں میں پھیلا دیتا یہ کام اس قدر عام ہوا کہ خود حضرات ائمہ اہل بیت تک اس کی حقیقت واضح ہو گئی۔ اور کچھ کذاب و ملعون تو ایسے تھے۔ کہ ان کی اس شہرت اور جھوٹی حدیثوں کو لگاتار پھیلانے کا معاملہ اپنے بیگانے سبھی میں عام ہو گیا۔ جس بنا پر خود حضرات ائمہ اہل بیت نے ان کا نام لے کر ان کے کرتوت بتائے۔ اس لیے ہر امام نے ایسے لوگوں سے جہاں خبردار کیا وہاں واضح طور پر یہ بھی فرما دیا۔ کہ ہماری طرف سے ہر حدیث اور روایت کو تسلیم نہ کر لیا کرو۔ بلکہ قرآن و حدیث کے موافق پاؤ تو۔ ورنہ وہ کسی کذاب کی ہوگی جو ہماری طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ اب نجفی صاحب بتائیں۔ کہ "صحیح اسلام" ائمہ اہل بیت کے پاس تھا۔ لیکن ان سے جن واسطوں کے ذریعہ تم تک پہنچا۔ اُن پر خود امام نے لعنت ڈالی وہ اب کہاں سے تلاش کریں۔ اگر اس بارے میں نجفی وغیرہ یہ کہیں۔ کہ ان کذابوں کی روایات کو ہمارے اسماء الرجال کے ماہرین نے نشاندہی کر کے نکال باہر پھینکا ہے اب جو ذخیرہ اور مواد ہماری کتب احادیث میں ہے۔ وہ حضرات ائمہ کے قول کے مطابق قرآن و سنت کے موافق ہے۔ اس لیے "صحیح اسلام" اب بھی شیعوں کے پاس ہی ہے۔

تو اس دھوکہ اور فریب کی قلعی ہم یوں کھولیں گے۔ کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ ہمارے ائمہ کی احادیث قرآن کے مطابق ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس قرآن سے تمہاری مراد کون سا

marfat.com

قرآن ہے۔ اگر موجودہ قرآن کہتے ہو۔ تو خود تمہارے اکابر کا متفقہ عقیدہ ہے۔ کہ یہ قرآن محرف اور کمی بیشی سے بھرا پڑا ہے۔ اصل قرآن امام زمان غار سامرا میں لیے بیٹھے ہیں۔ اور اگر اس قرآن کے مطابق ہے۔ جو امام زمان کے پاس ہے۔ تو اس کے مضامین و آیات کا کسی شیعہ کو بھی علم نہیں۔ پھر ان کے ساتھ مطابقت کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔

انوار نعمانیہ:

اَلثَّالِثُ اِنَّ تَسْلِیْمَ تَوَاتُرِهَا عَنِ الْوَحْیِ الْاِلٰهِیِّ وَکَوْنِ الْکُلِّ قَدْ اَنْزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ یَفْضِیْ اِلٰی طَرْحِ الْاَخْبَارِ الْمُسْتَفِیْضَةِ بَلِ الْمُتَوَاتِرَةِ الدَّالَّةِ بِصَرِیْحِهَا عَلٰی وُقُوْعِ التَّحْرِیْفِ فِی الْقُرْاٰنِ کَلَامًا وَمَادَّةً وَاِعْرَابًا۔

(۱۔ انوار نعمانیہ جلد دوم ص ۳۵۷ تذکرہ نور فی الصلوۃ طبع جدید تبریز)

(۲۔ انوار نعمانیہ طبع قدیم ص ۲۲۷ دستی صفحہ)

ترجمہ:

موجودہ قرآن کے تبدیل شدہ ہونے پر تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ قرآن متواتر وحی الٰہی ہے۔ اور یہ کہ جبرائیل امین جسے لے کر آئے وہ مکمل طور پر یہی ہے۔ تو پھر ان اخبار مستفیضہ بلکہ متواترہ کو پھینکنا پڑے گا۔ جو صراحت کے ساتھ اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔

marfat.com

کہ اس قرآن کریم میں مادہ، کلام اور اعراب ہر طرح سے تبدیلی ہوئی ہے؟

الحاصل:

ایک طرف ائمہ اہل بیت نے کذابین کی من گھڑت روایات کا بانگ دہل تذکرہ فرمایا۔ اور دوسری طرف اپنے ارشادات کو اس شرط کے ساتھ قبول کرنے کا ارشاد فرمایا۔ کہ وہ قرآن وسنت کے مطابق ہوں۔ ان حالات میں اہل تشیع کے ہاں جو "صحیح اسلام" فقہ جعفریہ کی صورت میں ملتا ہے۔ یہی وہ اسلام ہے جسے نجفی وغیرہ صحیح اور گھر والوں کا اسلام کہہ رہے ہیں۔

اور خود گھر والے اس اسلام کے ناقلین سے بیزار ہیں۔ ان احادیث و روایات کی پرکھ کا طریقہ قرآن وسنت پر پیش کرنا تھا۔ موجودہ قرآن جب اہل تشیع کے نزدیک محرف ہے۔ تو اس پر پیش کرنا درست نہ ہوا۔ ان حقائق کی روشنی میں ایسی بات سامنے آتی ہے۔ کہ اہل تشیع کے نزدیک جو احادیث موجود ہیں۔ وہ بقول ائمہ اہل بیت نامقبول ہیں۔ اور ان کی قبولیت کا جس پر دارومدار تھا وہ بھی محرف ہے۔ اس لیے "فقہ جعفریہ" کا صحیح اسلام ہونا تو درکنار اسلام کی اسے تو ہوا بھی نہ لگ سکی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ امام غائب سے کہیں کہ حضرت اب تشریف لائیے۔ اور اصلی قرآن ہمیں عطا کیجئے۔ ہم اس کی روشنی میں اپنی فقہ جانچنا چاہتے ہیں۔ یا نئے سرے سے بنانا چاہتے ہیں۔ پھر جب وہ آئیں اصلی قرآن ساتھ لائیں۔ اور فقہ نئی مدون ہو تو نجفی صاحب خوشی منانے کے مستحق ہوں گے لیکن نہ امام آنے کے لیے تیار، نہ کسی کو اصلی قرآن دینے پر آمادہ تو پھر "صحیح اسلام" واقعی گھر والوں کے پاس رہا۔ اور وہ آسے غار میں لیے محو استراحت ہیں۔ کروڑوں امتیوں کے کفر و اسلام کی انہیں کوئی فکر نہیں۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا کے وقت شاید وہ اس بوجھ کو خود باہر پھینکے۔ لیکن اس وقت کون

marfat.com

دیکھے گا۔

تردید حصہ دوم:

نجفی نے فقہ حنفیہ کے تسلیم نہ کرنے کو ایک تشبیہ دے کر کہا، کہ ہم فقہ حنفی کو اسی طرح نہیں مانتے جس طرح شافعی، مالکی اور حنبلی تسلیم نہیں کرتے چونکہ نجفی نے پہلے فقہ حنفی کو "صحیح اسلام" سے نکالا تھا۔ اور اپنے آپ کو صحیح اسلام والے بتایا تھا۔ اب اس تشبیہ کے ذریعہ کم از کم اتنا تو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ شافعی، مالکی اور حنبلی چونکہ احناف کے مخالف ہیں۔ اس لیے ان کا اسلام صحیح ہے۔ حالانکہ یہ تینوں فقہی مکاتب فکر بھی "دو گھر والے" نہیں ہیں، بلکہ جس طرح "حنفی" "گھر والے" نہیں کہلاتے اسی طرح یہ بھی اہل تشیع نہ ہونے کی وجہ سے "غیر" ہی ہیں۔ ان کے ساتھ مماثلت اگر ہے تو صرف احناف کی مخالفت کی بنا پر ورنہ حقیقت حال کچھ اور ہے۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے۔ کہ حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی علماء کا باہم اختلاف اصول دین میں نہیں ہے۔ بلکہ چند فقہی مسائل ہیں۔ جو اپنی اپنی اجتہادی رائے کے مطابق ہر ایک کے لیے واجب العمل ہیں۔ اور یہ اختلاف بھی نیک نیتی پر مبنی ہے۔ احناف کے ساتھ فرعی مسائل میں اختلاف زیادہ تر شافعی المذہب علماء کا ہے۔ اس کے باوجود خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور مشکلات کے حل کیلیے مزار ابو حنیفہ کو اکسیر کہتے تھے۔ جب بغداد میں انہیں امام اعظم کے مزار پر حاضری کے دوران نماز ادا کرتے ہیں تو اپنے مسلک رفع یدین کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص کو جب امام ابو حنیفہ کی شان میں ایک قصیدہ پڑھتے سنا۔ تو اُسے فرمائش کی۔ کہ بار بار پڑھو۔ اور ہر بار اسے انعام سے نوازا۔ اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ ھُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعٗ ثابت ہوا کہ ان حضرات کے بین

marfat.com

اختلاف اصول پر نہ تھا۔ توحید و رسالت، آخرت ایسے اصول دین میں سب کا اتفاق ہے۔ لیکن اہل تشیع کے ساتھ اختلاف اصول دین میں ہے۔ کیونکہ مثلاً امامت ان کے ہاں سب سے بڑا اصل دین ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے عقائد جعفریہ جلد دوم کا مطالعہ ضروری ہے۔ بہرحال فقہاء اربعہ کا اختلاف "اختلاف امتی رحمۃ" کا آئینہ دار ہے۔ اگر ایسے اختلافات کو صحیح اور غلط کا معیار بنایا جائے۔ تو پھر خود اہل تشیع بھی ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کی بنا پر کہیں کے نہ رہیں گے۔ اگر اعتبار نہیں تو فقہ جعفریہ جن کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ ذرا اُن کے بارے میں ان کے چہیتے شیعہ کی گفتگو اپنی کتابوں سے سنیئے

فرق الشیعہ

عمر ابن ریاح زَعَمَ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَام عَنْ مَسْئَلَةٍ فَاَجَابَهٗ فِيْهَا بِجَوَابٍ ثُمَّ عَادَ اِلَيْهِ فِيْ عَامٍ اٰخَرَ فَسَاَلَهٗ عَنْ تِلْكَ الْمَسْئَلَةِ بِعَيْنِهَا فَاَجَابَهٗ فِيْهَا بِخِلَافِ الْجَوَابِ الْاَوَّلِ فَقَالَ لِاَبِيْ جعفر هٰذَا خِلَافُ مَا اَجَبْتَنِيْ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ الْعَامَ الْمَاضِيْ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ جَوَابَنَا رُبَمَا خَرَجَ عَلٰى وَجْهِ التَّقِيَّةِ فَشَكَّ فِيْ اَمْرِهٖ وَاِمَامَتِهٖ فَلَقِيَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ جَعْفَرٍ يُقَالُ لَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ لَهٗ

اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَاَجَابَنِيْ فِيْهَا بِجَوَابٍ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ اِنِّيْ سَاَلْتُ عَنْهَا فِيْ عَامٍ اٰخَرَ فَاَجَابَنِيْ فِيْهَا بِخِلَافِ جَوَابِهِ الْاَوَّلِ فَقُلْتُ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ ذَالِكَ فَقَالَ فَعَلْتُهٗ لِلتَّقِيَّةِ وَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنِّيْ مَا سَاَلْتُهٗ عَنْهَا اِلَّا وَاَنَا صَحِيْحُ الْعَزْمِ

marfat.com

عَلَى التَّقِيَّةِ بِمَا يُفْتِيْنِي بِهِ وَ قَبُوْلِهِ الْعَمَلَ بِهِ فَلَا وَجْهَ لِاتِّقَائِهِ إِيَّايَ وَهٰذِهِ حَالِي فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ فَلَعَلَّهُ حَضَرَكَ مَنْ اِتَّقَاهُ فَقَالَ مَا حَضَرَ مَجْلِسَهُ فِي وَاحِدَةٍ مِنَ الْمَسْئَلَتَيْنِ غَيْرِي لَا وَلٰكِنْ جَوَابَيْهِ جَمِيْعًا خَرَجَا عَلَى وَجْهِ التَّبْخِيْتِ وَلَمْ يَحْفَظْ مَا اَجَابَ بِهِ فِي الْعَامِ الْمَاضِي فَيُجِيْبُ بِمِثْلِهِ فَرَجَعَ عَنْ إِمَامَتِهِ وَقَالَ لَا يَكُوْنُ إِمَامًا مَنْ يُفْتِي بِالْبَاطِلِ عَلَى شَيْءٍ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوْهِ وَلَا فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ وَلَا يَكُوْنُ إِمَامًا مَنْ يُفْتِي تَقِيَّةً بِغَيْرِ مَا يَجِبُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

(فرق الشیعہ ص ۶۰ تا ۶۱ ذکر عمر ابن ریاح مطبوعہ نجف حیدریہ)

ترجمہ:

عمر بن ریاح کا زعم ہے۔ کہ اس نے امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب عنایت فرمایا۔ ایک سال کے بعد پھر واپس آیا۔ اور وہی پہلے سال والا سوال کیا۔ لیکن امام باقر نے اب اس کا جواب پہلے جواب سے مختلف دیا۔ اس پر اس نے امام محمد باقر سے کہا۔ آپ کا اس مرتبہ دیا گیا جواب گذشتہ سال دیئے گئے جواب کے خلاف ہے۔؟ آپ نے فرمایا۔ ہم بسا اوقات سوالات کے جواب بطور تقیہ دیتے ہیں۔ اس بات سے عمر بن ریاح کو امام باقر کی امامت اور ان کی شخصیت نے مشکل میں ڈال دیا۔ پھر وہ ابوجعفر کے ایک ہم نشین

marfat.com

محمد بن قیس سے ملا۔ اور کہا۔ کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر سے ایک سوال کیا انہوں نے جواب دیا۔

۔ پھر وہی سوال جب ایک سال کے وقفہ کے بعد پوچھا۔ تو جواب پہلے جواب سے مختلف دیا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ کہنے لگے بطور تقیہ کیا ہے۔ خدا جانتا ہے۔ کہ میں نے اُن سے سوال کیا تھا۔ تو میری صحیح نیت تھی کہ جو فرمائیں گے اُسے ہی میں اپنا دین بناؤں گا۔ اور اسی پر عمل پیرا ہو جاؤں گا۔ اس کے باوجود ان کا میرے ساتھ بطور تقیہ گفتگو کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔؟ یہ سن کر محمد بن قیس بولا۔ شاید اس وقت تمہارے ساتھ کوئی ایسا شخص امام کی مجلس میں موجود ہو۔ جس کی بناپر تقیہ کی ضرورت پیش آئی ہو۔ عمر بن ریاح نے کہا۔ دونوں مرتبہ سوال کرتے وقت میرے ساتھ کوئی ایسا شخص امام کی مجلس میں موجود نہ تھا۔ لیکن ان کے یہ دو جواب دینے ناکامی کی وجہ سے ہیں۔ اور انہیں گزشتہ سال کا دیا جواب یاد نہ رہا۔ تاکہ اب بھی ویسا ہی جواب دیتے۔ اس کے بعد عمر بن ریاح نے امام باقر کی امامت سے رجوع کر لیا۔ اور کہنے لگا۔ وہ شخص ہرگز امام نہیں ہو سکتا۔ جو کسی وجہ پر اور کسی وقت بھی غلط فتویٰ دے۔ اور نہ ہی وہ امام ہو سکتا ہے۔ جو ایسے فتوے دے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک درست نہ ہوں۔

قارئین کرام! نجفی نے فقہ حنفی پر جو اعتراض کیا تھا۔ اگر ایسی بات کا اپنے گھر میں دیکھنا نصیب ہوتا۔ تو کبھی "فقہ جعفریہ" کا بیڑہ کا رز کبلا تا۔ عمر بن ریاح کی بات تھی بھی درست۔ جب احکام شرعیہ کا منبع اور مرکز ہی غلط مسئلے بتانے لگ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین کو چھپاتا پھرے۔ تو پھر اس مرکز و منبع کے نام پر کسی اسلام کی بنیاد

marfat.com

رکھنا کون اُسے "صحیح اسلام" کہے گا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ "فقہ جعفریہ" نام کے اعتبار سے امام جعفر صادق کی تعلیمات پر مشتمل دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اس میں بکثرت ایسی روایات ہیں۔ جو من گھڑت اور تقیہ کے روپ میں بیان ہوئیں۔ گویا اصل اسلام تو وہ تھا۔ جو ان اماموں نے چھپائے رکھا۔ اور جو ظاہر کیا وہ تقیہ کے طور پر ہونے کی وجہ سے غلط تھا۔ اُسی ظاہری ارشادات کے مجموعہ کا نام "فقہ جعفریہ" ہے۔ جسے نجفی "صحیح اسلام" کہہ رہا ہے۔ اور حضرات ائمہ اہل بیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے افراد ہونے کی وجہ سے اسلام کو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ اور صحیح جانتے تھے حنفی فقہ کو تو شافعی وغیرہ تسلیم نہیں کرتے لیکن خود حنفی تو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن فقہ جعفری کو تو خود اس کے بانیوں نے تسلیم نہیں کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اعتراض نمبر ۲

> ابوبکر و عمر نے دین کو بگاڑ دیا تھا حضرت علی نے اس کی اصلاح فرمائی اس لیے ابوبکر و عمر والی شریعت نہیں چاہیے ۔:

حقیقت فقہ حنفیہ:

شیعوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام میں سے ابوذر، سلمان، مقداد، عمار، بلال اور ابوایوب انصاری وغیرہ نے صحابہ کرام سے جو احادیث معتبر طرق سے نقل کیں۔ حجت ہیں۔ اور حضرت علی سے لے کر امام مہدی تک ائمہ اہل بیت نے جو احادیث نبوی بیان فرمائیں اور صحیح اسناد سے ہم تک پہنچی ہیں۔ وہ حجت ہیں۔

خلاصہ:

مذکورہ شیعوں نے جو اسلام کی تشریح کی ہے۔ اور جو شکل و صورت پیش کی ہے

marfat.com

ہم اس کو صحیح اسلام اور دین محمدی سمجھتے ہیں۔ اور اہل سنت کے بزرگوں نے مثلاً ابوہریرہ، ابوبکر، عمر، عثمان، نعمان، شافعی، مالکی، احمد بن حنبل، بخاری مسلم، غزالی، رازی ابن تیمیہ ابن عربی اور ابن کثیر وغیرہ نے جو شکل و صورت اسلام کی پیش کی ہے۔ چودہ سو برس کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ شیعہ اسے کسی قیمت پر قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ جناب امیر نے شیخین کے بگڑے ہوئے اسلام کی اصلاح فرمائی تھی۔ البتہ آنجناب نے اپنی پوری رعایا کو اس پر چلنے کے لیے مجبور نہیں کیا تھا۔ اور یہی انصاف ہے۔ کہ حاکم اپنی رعایا کو اپنے عقیدہ پر چلنے کے لیے مجبور نہ کرے۔ اور نہ اس پران کا قتل عام کرے

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۱۳)

جواب:

نجفی اس اعتراض میں مولوی عبدالستار تونسوی کی ایک بات کا جواب دینا چاہتا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ جب ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے دین واسلام کو اپنے دور خلافت میں بگاڑا تھا۔ تو اس بگاڑ کو حضرت علی المرتضٰے نے کیوں درست نہ کیا؟ اس کا نجفی نے یہ جواب دیا۔ کہ علی المرتضٰے نے اُسے درست ضرور کیا تھا لیکن اس صحیح اسلام پر چلنے کی پابندی نہیں لگائی تھی۔ لہٰذا جن لوگوں نے اصلاح شدہ دین اسلام قبول کیا وہ آپ کے شیعہ کہلائے۔ اور جنہوں نے اپنی مرضی سے وہی دین جو ابوبکر و عمر کا تھا قبول کیے رکھا۔ اور اس کی اصلاحی صورت سے منہ گردانی کی۔ وہ اہلسنت کہلانے لگے۔ گویا شیعوں کے پاس حضرت علی المرتضٰے، ابوذر، سلمان، مقداد وغیرہ صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت کا اسلام ہے۔ اور سنیوں کے پاس رہی ابوبکر و عمر کا اسلام ہے جو بگاڑ دیا گیا تھا۔ علی المرتضٰی نے دین میں اصلاح فرمانے کے باوجود انہیں اصلاح شدہ اسلام پر چلنے کا پابند نہ بنایا تھا۔ اس اعتراض میں بطور خلاصہ دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلے یہ کہ شیخین نے دین بگاڑا تھا۔ دوسری یہ کہ علی المرتضٰے نے اسے درست کیا۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں

marfat.com

درست نہیں ہیں۔

پہلی بات کی تردید:

ابوبکر و عمر کا دین کو بگاڑنا اور اس وجہ سے کسی شیعہ (جن میں ائمہ اہل بیت بھی ہیں) کا ان کی کوئی بات تسلیم نہ کرنا غلط ہے۔ کیونکہ خود شیعہ کتب میں گواہ ہیں۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افعال و اعمال ائمہ اہل بیت کے لیے کسی بھی شرعی مسئلہ میں حجت رکھتے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ:

وعن عروۃ بن عبد اللہ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السُّيُوْفِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ قَدْ حَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَيْفَهٗ قُلْتُ فَتَقُوْلُ الصِّدِّيْقُ قَالَ فَوَثَبَ وَثْبَةً وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّيْقُ نَعَمْ الصِّدِّيْقُ نَعَمْ الصِّدِّيْقُ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهٗ صِدِّيْقٌ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ لَهٗ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ ـ

(کشف الغمہ جلد دوم ص ۱۴۷ ذکر فی معاجز الامام مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:

عروہ بن عبداللہ کا کہنا ہے۔ کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ کیا تلوار پر زیورات لگانے درست ہیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں

marfat.com

کیونکہ ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو زیورات سے مزین کیا تھا۔ میں نے کہا حضرت آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر آپ اپنی جگہ سے اچھلے۔ اور قبلہ رخ ہو کر فرمایا۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ اور جو انہیں صدیق نہیں کہتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی کسی بات کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔

توضیح:

اس روایت سے معلوم ہوا۔ کہ حضرات ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے بتائے گئے مسائل کی تائید و محبت کے طور پر پیش کرتے تھے اور یہ دلیل ہے۔ اس امر کی کہ یہ لوگ اُن کے دین واسلام کو صحیح سمجھتے تھے۔ اور قول و عمل میں انہیں سچا ہونے اور سمجھنے کی بنا پر "صدیق" کہتے تھے۔ اسی طرح امام زین العابدین نے بھی ایک موقعہ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بصیرت اور حق رسی کی داد دی۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

ابن حدید:

ثُمَّ قَالَ زَیْدٌ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ رَجَعَ الْاَمْرُ اِلَیَّ لَقَضَیْتُ فِیْہِ بِقَضَاءِ اَبُوْ بَکْرٍ۔

(شرح ابن حدید جلد ۱۳ ص ۸۲)

ترجمہ:

(حضرت علی کے ایک خط کی شرح کرتے ہوئے جو آپ نے عثمان بن حنیف کی طرف بھیجا) پھر زید نے کہا مجھے اللہ کی

قسم! اگر باغ فدک کے جھگڑے کا معاملہ میرے سامنے پیش ہوتا تو میں بھی اس میں وہی فیصلہ کرتا۔ جو ابو بکر صدیق نے کیا تھا۔

ان دونوں حوالہ جات سے معلوم ہوا۔ کہ ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین کا محافظ اور پاسدار ہی سمجھا۔ اور ان کے قول و فعل کو حجت مانا۔ لیکن نجفی وغیرہ نام نہاد "غلامان اہل بیت" نہ اہل بیت کے غلام ہیں اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ابو بکر و عمر کے خیر خواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطاء فرمائے۔

دوسری بات:

"ابو بکر نے دین بگاڑا اور اسے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے درست کیا۔" یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر ائمہ اہل بیت ابو بکر و عمر کو "عادل" کہتے ہیں۔ اور انہیں دین حق پر استقامت والا کہتے ہیں۔ اور اسی حق پر ان کا انتقال بھی ہوا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ ہو۔

اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَيْهِ

یعنی ابو بکر و عمر دونوں عادل امام تھے۔ دونوں انصاف کرنے والے تھے۔ دونوں حق پر رہے اور حق پر ہی انتقال فرمایا۔ ان حالات میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت علی اور دیگر ائمہ اہل بیت دین کے بگاڑنے والے نہ سمجھتے تھے۔ اور اگر بقول نجفی یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دین کو بگاڑا اس بگاڑ کو علی المرتضیٰ نے درست کیا۔ تو پھر ان کی کتابوں میں علی المرتضیٰ کی اس میں ناکامی کا کیا جواب ہوگا۔ ان کے بڑے مجتہد جناب نور اللہ شوستری اس موضوع پر کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

marfat.com

مجالس المومنین:

چوں حضرت امیر در ایام خلافت خود دید کہ اکثر مردم حسن سیرت ابی بکر و عمر را معتقد اند و ایشاں را برحق می دانند قدرت براں نداشت باشد کہ کاری کند کہ دلالت بر فساد خلافت ایشاں داشتہ باشد بنا بر آنکہ مخالفت قول و فعل ایشاں را دلیل است برآنکہ ایشاں ظالم بودہ اند ولیاقت خلافت حضرت پیغمبر نداشتند۔ وچگونہ قدرت براں داشتہ باشد و حال آنکہ اکثر اہل آں زماں را اعتقاد آں بود کہ امامت حضرت امیر مبنی بر امامت ایشاں است وفساد امامت ایشاں را دلیل فساد امامت او می دانند و مشہور است کہ حضرت امیر در ایام خلافت مردم را از نماز تراویح کہ بدعت عمر است منع کرد وایشاں بفریاد آمدند و آواز بلند کردند۔ کہ وا عمراہ تا آنکہ آں حضرت بنا بر مصلحت وقت ایشاں را بحال خود داشت۔

(مجالس المومنین جلد ۱ ص ۲۵ در ذکر فدک
مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ:

جب علی المرتضیٰ نے اپنے دور خلافت میں دیکھا کہ لوگوں کی اکثریت ابوبکر و عمر کی حسن سیرت کی معتقد ہے۔ اور انہیں حق پر سمجھتی ہے۔ تو آپ کو ہرگز یہ ہمت نہ ہوئی۔ کہ کوئی ایسا کام کریں۔ جو ان دونوں کی خلافت کے فاسد اور غلط ہونے پر دلالت کرے۔ کیونکہ ان دونوں کے قول و فعل کی مخالفت کرنا اس بات کی دلیل بن جاتی کہ یہ

دونوں ظالم تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بننے کی ان میں اہلیت نہ تھی۔ ایسا کرنے کی حضرت علی المرتضے کو ہمت کبھی کیسے ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اس وقت کی اکثریت یہ اعتقاد رکھتی تھی۔ کہ ان کی امامت کا دراصل ابوبکر و عمر کی امامت پر دارومدار ہے۔ اور ان دونوں پر امامت کا فاسد ہونا خود ان کی اپنی امامت کو فاسد کرنا تھا۔ یہ بات مشہور ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے دور خلافت میں لوگوں کو جب نماز تراویح سے منع کیا۔ جو حضرت عمر کی شروع کردہ تھی۔ تو لوگوں نے شوروغوغا بلند کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ اس شوروغوغا کے باعث وقت کی مصلحت کے پیش نظر آپ نے لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

توضیح:

اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا۔ کہ علی المرتضے رضی اللہ عنہ نے ابوبکر و عمر کے بگاڑے ہوئے دین کو درست کرنا چاہا۔ لیکن ایسا نہ کر سکے۔ کیونکہ اس سے خود ان کی امامت و خلافت خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ اور ایک آدھ کوشش کر کے دیکھ لی۔ کہ عوام کی اکثریت ایسا برداشت نہیں کر سکتی۔ لہٰذا آپ نے دین و اسلام کو اسی طرح چھوڑ دیا۔ جس حالت پر ان کے پاس پہنچا تھا۔ خود بھی اسی پر عمل کرتے رہے۔ اور لوگوں کو بھی اسی پر عمل کرتے رہنے دیا۔ اب ان سے جو دین لوگوں نے سیکھا۔ اور اہل بیت نے اس درس گاہ سے جو کچھ حاصل کیا۔ وہ وہی تھا۔ جو ابوبکر و عمر کا قول و فعل تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ صحیح اسلام اگر اہل بیت کے پاس ہے۔ تو وہ بھی شیخین سے ان کو ملا۔

marfat.com

نوٹ:

مجالس المومنین کی مذکورہ عبارت کے مضمون کو ہم قطعاً درست تسلیم نہیں کرتے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت سنبھالنے سے قبل خلفاء ثلاثہ کے مشیر رہے۔ اور ان کے مشورے اور فیصلہ جات پر وہ عمل کرتے رہے۔ اور پھر ان کی اقتداء میں نمازیں ادا فرماتے رہنے کے ساتھ ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی۔ تو پھر یہ کس منہ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابوبکر نے دین کو بگاڑا اور علی المرتضےٰ اُن کے مشیر بھی رہے۔ اس لیے نہ انہوں نے دین بگاڑا۔ اور نہ علی المرتضےٰ نے اسے درست کرنے کی کوشش کی۔ یہ سب فرضی کہانیاں ہیں۔

اعتراض نمبر۳

حالتِ تقیہ ختم ہو گئی ہے اس لیے شیعوں کو اپنی فقہ پر آزادی سے عمل درآمد کی اجازت ہونی چاہیئے

جب اہل سنت کے خلفاء اور حکام ان پر ظلم کرتے تھے اور ان کو قتل کرتے تھے تو شیعوں نے اپنی جان بچانے کی خاطر تقیہ کیا۔ اور اس میں کیا حرج ہے۔ اب جبکہ شیعوں کو جان کا خطرہ نہیں رہا۔ تو تقیہ کی ضرورت بھی نہیں۔ پس شیعوں کا یہ جائز مطالبہ ہے کہ ہم اپنے امور زندگی میں فقہ جعفریہ پر عمل کریں گے۔

(حقیقت حنفیہ ص ۱۴)

جواب:

مندرجہ بالا عبارت ایک اعتراض یا اپنے عقیدہ پر عمل کرنے کی تلقین کے جواب میں ہے۔ وہ یہ کہ اب اہل تشیع حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ "فقہ جعفریہ" کا نفاذ کرو۔ ان کے اس مطالبہ پر عبدالستار تونسوی نے لکھا کہ تمہارا یہ مطالبہ دراصل اپنے مسلک سے دستبرداری کے مترادف ہے۔ لہٰذا تمہیں یہ مطالبہ نہیں کرنا

marfat.com

چاہیئے۔ کیونکہ "تقیہ" کا تمہیں تمہارے ائمہ نے ہر دور میں حکم دے رکھا ہے۔ اب بھی تقیہ کی زندگی بسر کرو۔ اور چاروناچار اہل سنت کے حکومتی قوانین کے تحت زندگی بسر کرو۔ نجفی نے اس مطالبہ کی تائید کی اور تقیہ کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر مندرجہ بالا عبارت میں بیان کیا۔ یعنی "تقیہ ہم ضرور کرتے رہے۔ لیکن یہ اس دور کی بات ہے۔ جب اہل سنت کے حکام و خلفاء ہم پر ظلم و تشدد کرتے تھے۔ ایسے حالات میں ہمارے ائمہ نے ہمیں جان بچانے کے لیے "تقیہ" کا لازمی حکم دیا۔ جب تقیہ کی علت اب موجود نہیں۔ یعنی جان کا خطرہ اہل تشیع کو نہیں۔ تو پھر تقیہ کی ضرورت باقی نہ رہی۔ لہٰذا نفاذ فقہ جعفریہ کا مطالبہ اور تقیہ ان دونوں میں کوئی تعارض یا تضاد نہیں ہے۔

نجفی کے بقول ان کے ائمہ نے جان کے خطرے کے پیش نظر "تقیہ" کی اجازت دی۔ یہ بات یا تو اسے اپنے مسلک کی صحیح معلومات نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یا دھوکہ اور فریب سے متجاہل بن کر اپنے ائمہ کو بدنام کرنے کی ناپاک سعی ہے۔ جہاں تک شیعوں پر اہل سنت کے خلفاء کا ظلم کرنا اور ان سے انہیں اپنی جان کا خطرہ رہنے کا ذکر کیا گیا یہ ایک طویل بحث ہے۔ اس کے بارے میں مختلف عنوانات کے تحت ہم تفصیلی بحث فقہ جعفریہ میں کر چکے ہیں۔ سر دست یہاں نجفی کے اس دھوکہ سے آگاہ کرنا ہے۔ کہ "تقیہ" کیا بوقت ظلم جائز تھا۔ اور پھر ظلم اٹھ جانے پر اس کی اباحت نہیں رہتی؟ اس بارے میں انہی حضرات کے اقوال ملاحظہ ہوں کہ جنہوں نے (بقول نجفی) اہل تشیع کو "تقیہ" کی اجازت دی ہے۔

جامع الاخبار:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ تَرَكَ تَقِيَّةً قَبْلَ خُرُوْجِ قَائِمِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

marfat.com

مَنْ اَذَاعَ عَلَيْنَا شَيْئًا مِنْ اَمْرِنَا فَهُوَ كَمَنْ قَتَلَنَا۔

(جامع الاخبار ص ۲۸ الفصل الثالث
والاربعون فی التقیہ مطبوعہ نجف
اشرف)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جس (شیعہ) نے ہمارے قائم (امام مہدی) کے تشریف لانے سے قبل وہ "تقیہ" کرنا چھوڑ دیا۔ وہ ہم میں سے نہیں .... امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے بھی ہمارے امور میں سے کوئی امر لوگوں میں پھیلا دیا۔ گویا اس نے ہمیں قتل کر دیا۔

جامع الاخبار:

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) يَغْفِرُ اللهُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ كُلَّ ذَنْبٍ وَيُطَهِّرُ مِنْهُ فِي الْاٰخِرَةِ مَا خَلَا ذَنْبَيْنِ تَرْكِ التَّقِيَّةِ وَتَضْيِيْعِ حُقُوْقِ الْاِخْوَانِ۔

(جامع الاخبار ص ۱۰۸ الفصل فی التقیہ

ترجمہ:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے تمام گناہ معاف کر دے گا اور آخرت میں اُن سے پاک کر دے گا۔ مگر دو گناہ ایسے ہیں جن کی نہ مغفرت ہو گی اور نہ ہی آخرت میں ان سے پاکیزگی۔ پہلا تقیہ کو چھوڑ دینا اور دوسرا بھائیوں کے حقوق ضائع

marfat.com

کرنا۔

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے امام مہدی کے خروج تک تقیہ نہ کرنے والے کو "شیعوں" سے نکال دیا۔ اور پھر ایسے کو اپنا قاتل تک فرمادیا۔ امام زین العابدین نے تقیہ نہ کرنے کو ناقابل معافی جرم قرار دیا۔ ان اقوال کی روشنی میں "فقہ جعفریہ" کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والا بقول امام جعفر صادق شیعہ ہی نہیں رہا۔ اور ایسا مطالبہ کرکے اس نے اپنے امام کو قتل کرنے کا ذمہ لیا۔ اور بقول امام زین العابدین یہ مطالبہ "ناقابل معافی جرم" ہے۔

نوٹ:

غلام حسین نجفی نے تقیہ کرنے کی تائید در اثبات میں ابو بکر صدیق کے غار ثور میں تقیہ کرنے، عثمان غنی کا گھر میں بیٹھا رہنا، اور امیر معاویہ کا فتح مکہ سے چند دن پہلے تک ایمان چھپائے رکھنا یہ مثالیں پیش کرکے کہا۔ جب ان حضرات نے تقیہ کیا ہے۔ تو پھر ہمارے لیے بھی جائز ہے .... یہ ایک دھوکہ ہے۔ اس کا مختصر جواب یوں ہے۔ کہ ہم اہل سنت کے ہاں جب جان کا خطرہ ہو۔ تو کلمہ کفر زبان سے ادا کر لینے کی اجازت ہے۔ لیکن اگر کسی نے اس کی بجائے موت کو ترجیح دی تو وہ شہادت کی موت ہو گی۔ اس مسئلہ میں اہل تشیع کے نزدیک اگر کلمہ کفر نہیں بولا جاتا۔ تو شہادت نہیں بلکہ وہ ائمہ اہل بیت سے تعلق توڑ بیٹھا ہے۔ اور یہ گناہ قیامت کو بھی معاف نہ ہوگا۔ لہٰذا ایسا شخص جہنمی ہے۔ اور تقیہ کی اہل تشیع کے نزدیک بہت وسعت ہے۔ حتیٰ کہ دین کا دارومدار اسی پر رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اہل سنت کا تقیہ اور ہے اہل تشیع کا اور

جامع الاخبار:

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَام لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ

marfat.com

وَاِنَّ التَّقِیَّۃَ لَاَوْسَعُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔

(جامع الاخبار ص ۱۰۹/۱ الفصل الثالث

و الاربعون فی التقیہ مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس کا وطیرہ تقیہ کرنا نہیں وہ بے دین ہے۔ اور یقیناً تقیہ میں زمین و آسمان کے خلا سے زیادہ وسعت ہے

اعتراض نمبر۴

فقہ حنفی رسول کیطرف منسوب ہے نہ صحابہ کیطرف اور اس میں کتے کے چمڑے کی طہارت جیسے فتوے بھی ہیں۔

فقہ حنفی نہ ہی رسول اللہ سے منسوب ہے۔ نہ ہی ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ رضی اللہ عنہم اور نہ ہی یزید سے منسوب ہے۔ یہ فقہ صرف ابو نعمان کی طرف منسوب ہے۔ اور حضرت نعمان کی فقہ وہ ہے۔ جس میں کتے کا چمڑا بھی پاک سمجھا جاتا ہے۔ پس ایسی فقہ کو ہم نہیں مانتے ہمارا یہ مطالبہ ہے۔ کہ ہم ایسی فقہ پر عمل کریں گے۔ جو ہمارے بارہ اماموں کی روشنی میں درست ہے۔ (فقہ حنفیہ ص ۱۶)

جواب:

غلام حسین نجفی نے "فقہ حنفیہ" کی نسبت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ عبد الستار تونسوی کی عبارت کا تقابلی طریقہ ہے۔ بہر حال اتنی بات دونوں میں مشترک ہے۔ کہ اگر فقہ حنفیہ رسول اللہ یا آپ کے اصحاب میں سے کسی طرح منسوب نہیں۔ تو فقہ جعفریہ بھی تو ایسی ہی ہے۔ ہم اس لفظی تقابل کو یہیں چھوڑتے ہیں۔ اصل اعتراض کی طرف لوٹتے ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہ پر یہ اعتراض کیا گیا کہ اس میں کتے کا چمڑا پاک قرار دیا گیا۔ لہٰذا ہم ایسی فقہ کو نہیں مانتے۔ کتے کے چمڑے کا پاک ہونا ایک جزئی مسئلہ ہے۔ جو اپنے پیچھے قانون

marfat.com

ضابطہ یا اصل رکھتا ہے۔

اصل یہ ہے۔ کہ فقہ حنفی میں "نجس العین" خنزیر ہی ہے۔ اس کے سوا دیگر حیوانات گندے ناپاک اور حرام بے شک ہیں۔ لیکن اس کی نجاست اُن تمام سے بڑھ کر ہے۔ کتے کے چمڑے کا مسئلہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ کہ اگر شرعی طریقہ کے مطابق کسی نے کتے کو ذبح کر دیا۔ اور اُس سے خون بہہ گیا۔ تو اس کی کھال (چمڑا) پاک ہو گا۔ لیکن ایسا کرنے سے خنزیر کا چمڑا ہرگز پاک نہیں ہو سکتا۔ لیکن حیرانی کی بات ہے۔ کہ اگر کسی فقہ میں کتے کا چمڑا پاک کہا گیا۔ تو وہ ناقابل عمل ہو گئی۔ اور اگر کسی میں خنزیر کے چمڑے کو پاک کہا گیا تو اس کے نفاذ کا مطالبہ؟

من لایحضرہ الفقیہ:

وَسُئِلَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ جِلْدِ الْخِنْزِيْرِ يُجْعَلُ دَلْوًا يُسْتَقَىٰ بِهِ الْمَاءُ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ -

(من لایحضرہ الفقیہ جلد ۱ ص ۹ ذکر فی المیاہ الخ)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ کہ خنزیر کا چمڑا پاک پلید کیسا ہے۔؟ اگر اس کا ڈول بنا کر پانی پینے کے لیے کنوئیں سے نکالا جائے۔ تو اُس پانی کے بارے میں کیا حکم ہے۔؟ فرمایا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ (جائز ہے)

نوٹ:

"فقہ جعفریہ" میں صرف دو حیوانات نجس و حرام ہیں۔ ایک کتا دوسرا خنزیر۔

marfat.com

لیکن بعض اہل تشیع ان دونوں کو بھی جب تک یہ زندہ ہوں نجس نہیں مانتے۔ ہاں مر جانے کے بعد ان کی نجاست کے قائل ہیں۔ حوالہ درج ذیل ہے۔

المبسوط:

وَاَمَّا مَا حُرِّمَ شَرْعًا فَجُمْلَتُهٗ اَنَّ الْحَيَوَانَ ضَرْبَانِ طَاهِرٌ وَ نَجِسٌ فَالنَّجِسُ اَلْكَلْبُ وَالْخِنْزِيْرُ وَمَا تَوَالَدَ مِنْهُمَا اَوْ مِنْ اَحَدِهِمَا وَمَا عَدَاهُمَا كُلُّهٗ طَاهِرٌ فِيْ حَالِ حَيَاتِهٖ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَلْحَيَوَانُ كُلُّهٗ طَاهِرٌ فِيْ حَالِ حَيَاتِهٖ وَلَمْ يَسْتَثْنِ الْكَلْبَ وَالْخِنْزِيْرَ قَالَ اِنَّمَا يَنْجِسُ الْخِنْزِيْرُ وَالْكَلْبُ بِالْقَتْلِ وَالْمَوْتِ۔

(المبسوط جلد ۶ ص ۲۷۹ ذکر ما یحل اکلہ الخ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

بہر حال جو شرعاً حرام کر دیئے گئے۔ تو بات یہ ہے کہ تمام حیوانات کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ طاہر اور کچھ نجس۔ کتا اور خنزیر اور ان دونوں سے یا ایک سے پیدا ہونے والا ہر جانور نجس ہے۔ ان دو کے سوا تمام حیوانات جب تک زندہ ہیں پاک ہیں۔ اور بعض کا کہنا ہے۔ کہ حیوان کتے خنزیر سمیت تمام پاک ہیں۔ جب تک زندہ ہیں۔ انہوں نے اس حکم سے کتے خنزیر کو بھی نہیں نکالا۔ اور کہا کہ یہ دونوں قتل یا موت کے ساتھ ناپاک ہوتے ہیں۔

marfat.com

لمحۂ فکریہ

اہل تشیع کے نزدیک کتا اور خنزیر دونوں زندہ ہوں یا مردہ پاک ہیں۔ ان دونوں کے زندہ ہوتے وقت طہارت کی دلیل "الحیوان کلہ طاھر فی حال حیاتہ" مذکور ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ آپ سوچیں کہ ان دونوں کے مرنے کے بعد طہارت کیسے ثابت ہوئی۔ تو من لا یحضرہ الفقیہ کا حوالہ آپ دوبارہ پڑھیں اس میں خنزیر کی کھال کو ڈول بنانے کا سوال کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ کسی کے چمڑے کا ڈول بنانے کا سوال کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ کسی کے چمڑے کا ڈول اس کے زندہ رہتے ہوئے تو نہیں بنایا جا سکتا۔ خنزیر مرا یا مارا گیا۔ پھر کسی نے اس کی کھال اتاری۔ اس کا ڈول بنایا اور اس سے پانی نکالا۔ اگر کھال اتنے مراحل کے بعد بھی طاہر ہے۔ تو پھر خنزیر کی نجاست کدھر گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کتے اور خنزیر کے مرنے کے بعد اس کی کھال اہل تشیع کے نزدیک طاہر ہے۔ بلکہ خنزیر کو اگر کوئی کھاتا ہے۔ اور ایک آدھ مرتبہ نہیں بلکہ بار بار کھاتا ہے۔ تو فقہ جعفریہ میں ایسا شخص صرف ڈانٹ کا مستحق ہے۔ ملاحظہ ہو۔

فروع کافی:

وَبِهٰذَا الْاَسْنَادِ عَنْ اسحاق بن عمار عن اَبِیْ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ قَالَ اَكْلُ الْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ عَلَيْهِ اَدَبٌ فَاِنْ عَادَ اُدِبَ فَاِنْ عَادَ اُدِبَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ۔

(فروع کافی جلد ۷ ص ۲۴۲ کتاب الحدود
مطبوعہ تہران)

marfat.com

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جس نے مُردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھایا۔ اُسے ڈانٹ پلائی جائے۔ پھر اگر اعادہ کرے۔ اور پھر دوبارہ سہ بارہ کرے۔ تو بھی اسے ڈانٹ پلائی جائے۔ اس پر حد نہیں ہے۔

کتب شیعہ سے ہم نے نجفی کے گھر کی "فقہ" کی آپ کو تھوڑی سی سیر کرائی۔ فقہ حنفی پر کتے کے چمڑے کی طہارت وجہ اعتراض تھی۔ لیکن اپنے گھر خنزیر کے ڈول سے پانی نکال کر استعمال کرنے کی ان کا امام اجازت دے رہا ہے۔ اس کی طرف کوئی خیال نہیں۔ اگر کوئی خنزیر کا گوشت کھاتا ہے۔ اور بار بار کھاتا ہے۔ تو وہ بھی صرف ڈانٹ کے لائق ہے۔ کیا خیال ہے۔ ایسے مسائل کے ہوتے ہوئے "فقہ جعفریہ" کو سینے سے لگائے رکھنا اور اس کے نفاذ کا مطالبہ کرنا "فقہ حنفیہ" سے بہتر ہے؟ اللہ تعالیٰ حقائق کی سمجھ اور ان کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعتراض نمبر ۵

ابوحنیفہ تو بہت بڑے جولاہے تھے اور جولاہا اسلام کو کیا سمجھے

اہل سنت کی معتبر کتاب شذرات الذہب ص ۲۲۰ میں لکھا ہے

نُعْمَانُ لَهُ دَارٌ كَبِيْرٌ لِعَمَلِ الْخَزِّ وَعِنْدَهُ صُنَّاعٌ۔ کہ نعمان صاحب کا ایک بہت بڑا گھر تھا۔ اور اس گھر میں نعمان کا کھڈی کا بہت بڑا کاروبار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نعمان بہت بڑے جولاہے تھے۔ پس کہاں ایک بہت بڑا جولاہا اور کہاں دین اسلام۔ جولاہا مسلمان تو ہو سکتا ہے۔ لیکن امت محمدی کا امام نہیں ہو سکتا اور اسی جولاہاپن کا ثبوت نعمان صاحب، نے فقہ اکبر میں یوں دیا ہے۔

وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ مَاتَا عَلَى الْكُفْرِ۔ کہ نبی کریم کے والدین

(معاذ اللہ) کفر کی حالت میں مرے تھے۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۱۹)

جواب:

الزام مذکورہ بالا میں نجفی نے سرکار امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر دو اعتراض کیے۔ اول یہ کہ آپ "جولاہے" تھے۔ اور جولاہا مسلمان تو ہو سکتا ہے۔ لیکن امت کا امام نہیں بن سکتا دوم یہ کہ انہوں نے دو چار حرف پڑھ کر بے تکی باتیں کہیں۔ ان میں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے متعلق کفر پر انتقال کرنا بھی ہے۔

تردید امر اول:-

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو جولاہا کہہ کر نجفی دراصل ان کی تحقیر چاہتا ہے۔ کاش کہ اس موضوع پر اُسے اپنے مسلک کے مجتہدین کی تحریرات دیکھنا نصیب ہوتیں۔ تو اس طرح نہ ہینگتا۔ امامت کے لیے یہ شرط کہ وہ اعلیٰ خاندان کا ہی ہو۔ کس نے لگائی ہے خاندان یا پیشہ ایک عارضی اور ضمنی چیز ہے۔ اصل آدمی ہوتا ہے۔ اولاد آدم ہونے کے اعتبار سے باعتبار ذات تمام ایک ہیں۔ اس کی ذرا وضاحت اپنے مجتہد سے سنیئے۔

تفسیر لوامع التنزیل

دریں جا دلالت میکند کہ دختر والا نسب و عالی حسب و جلیل نسب مرنی ذات اگرچہ دراصل غلام زنگی و حبشی باشد دادن جائز است ایں اللہ مطاعن اس دم است چنانچہ خود اعزا اہل اسلام ایں را قبیح و منکر میدانند بل میگو یند کہ علماء مسلمانان تجویز کردہ اند کہ بنکاح سید بند دختر سادات

marfat.com

بنی فاطمہ راکہ اولادِ رسول باشند بعام آدمی اگرچہ شرابی قمار باز کم ذات
و غلام حبشی رذیل صفات اباً و جداً باشد دراں عقل تنفری کند۔

جواب اوّل:

عند العقل و مجموع نقل بل بالضرورۃ ثابت و مقطوع است کہ ہمہ آدمیان
من حیث الذات متحد اند پس نقطی بودن ایں کفاۃ و مماثلۃ ذاتی درایشاں
ثابت و ثبوت ایں مناکح در بین خود ایشاں لازم و ثابت باشد والاینجا
در حدیث مرتضے علی علیہ السلام آمدہ۔ ان الناس من جھۃ التمثال
اکفاء ابونا آدم والام حواء۔

(تفسیر لوامع التنزیل الجزء الثانی ص ۲۴۴،۲۴۷ مطبوعہ
رفاہ عامہ پریس لاہور)

ترجمہ:

(علامہ حیری نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا۔ کہ وہ
اعلیٰ کا ادنیٰ سے نکاح جائز نہیں سمجھتے اور یہ نظریہ غلط ہے۔ لیکن ملا حیری
خود ایک اشکال بیان کرتا ہے کہ اگر اعلیٰ کا ادنیٰ سے نکاح جائز قرار
دیا جائے تو) یہ نظریہ اس بات پر دلالت کرے گا۔ کہ ایک اعلیٰ نسب
کی لڑکی اچھے حسب و عمدہ کردار کی مالکہ ایک ایسے شخص کے نکاح میں
دے دی جائے۔ جو ذات کے اعتبار سے کمینہ ہو اگرچہ وہ حبشی
غلام اور سیاہ رنگ والا ہو۔ یہ اسلام پر کیے گئے اعتراضات میں
سے ایک اعتراض ہے۔ چنانچہ اس بات کو خود مسلمانوں کے نامور لوگ قبیح
اور بُرا سمجھتے ہیں۔ بلکہ مذکورہ نظریہ والے تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا کی نسل سے

marfat.com

کسی سیدزادی کا نکاح ایک عام آدمی کے ساتھ کر دینا جائز ہے۔
چاہے وہ عام آدمی شرابی، جواری، کم ذات، غلام حبشی اور باپ دادا سے کمینی صفات سے متصف چلا آرہا ہو۔ اس بات سے عقل نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

جواب اول:

ازروئے عقل اور بالاتفاق نقل بلکہ بدیہی طور پر یہ ثابت اور یقینی بات ہے کہ تمام آدمی باعتبار ذات متحد ہیں۔ لہٰذا یقینی طور پر دو آدمیوں کے درمیان پائے جانے والی یہ مماثلت اور کفاءت ان کے درمیان جواز نکاح کے لیے کافی ہے۔ اسی حقیقت کو سامنے رکھیں۔ تو سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا مفہوم اسی کی تائید کرے گا۔ وہ بے شک تمام انسان ایک دوسرے کی شکل ہونے کے اعتبار سے ایک دوسرے کا کفوء ہیں۔ ہم سب کا باپ آدم اور ماں حوا ہے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ اولادِ آدم ہونے میں اعلیٰ وادنیٰ کا کوئی امتیاز نہیں۔ اگر عزت واکرام میں درجہ بندی ہے تو وہ تقویٰ وخوفِ خدا پر ہے۔ لہٰذا پیشہ کے اعتبار سے کسی کی حقارت نہ عقلاً درست اور نہ نقل اس کی اجازت دے۔ خود اہل تشیع اس قسم کی تفریق کرنے والوں کی بروزِ حشر گرفت کے قائل ہیں۔

مجمع البیان

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی اَیْ مِنْ اٰدَمَ وَحَوَّا وَالْمَعْنٰی اِنَّکُمْ مُتَسَاوُوْنَ فِی النَّسَبِ لِاَنَّ کُلَّکُمْ یَرْجِعُ فِی النَّسَبِ اِلٰی اٰدَمَ وَحَوَّا زَجَرَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنِ التَّفَاخُرِ بِالْاَنْسَابِ...... وَرُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اَنَّہٗ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَمَرْتُکُمْ
فَضَیَّعْتُمْ مَا عَہِدْتُ اِلَیْکُمْ فِیْہِ وَ رَفَعْتُمْ اَنْسَابَکُمْ
فَالْیَوْمَ اَرْفَعُ نَسَبِیْ وَ اَضَعُ اَنْسَابَکُمْ اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ
اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔

(تفسیر مجمع البیان جز ۹ ص ۱۳۷-۱۳۸

سورۂ حجرات مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ:

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا یعنی آدم و حوا سے۔ معنی یہ ہے کہ تم نسب کے اعتبار سے سب برابر ہو اس لیے کہ تم نسب میں سبھی آدم و حوا کی طرف ہی پلٹتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں نسب کے طور پر ایک دوسرے پر فخر کرنے پر ڈانٹا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا۔ لوگو! میں نے تمہیں ایک حکم دیا تھا۔ تو تم نے میرے ساتھ کیا گیا اقرار و عہد ضائع کر دیا۔ اور اپنے اپنے نسب کو اونچا کرنے لگے لہٰذا آج کے دن میں اپنے نسب کو بلند کرتا ہوں۔ اور تمہارے نسب کو جھکاتا ہوں۔ کہاں ہیں، صاحبان تقویٰ؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے صاحب اکرام وہی ہے۔ جو صاحب تقویٰ ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر ان کے ایک پیشے کا اعتبار کرنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایک آدمی ہونے کے اعتبار سے وہ اور سب آدمی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی تفریق کرنے والے

marfat.com

کل قیامت کو سرنگوں ہوں گے۔ ہاں اگر بڑائی کا معیار ہے تو وہ خوفِ خدا اور تقویٰ ہے۔ اب اس معیار کے اعتبار سے امام اعظم کی سیرت کو دیکھیں۔ تو نظر آئے گا۔ کہ آپ واقعی "عند اللہ اکرم" ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

امام ابوحنیفہ اور ان کے والد گرامی کی شخصیت ایک شیعہ کی نظر میں

الامام الصادق:

(اختصار کے پیشِ نظر ہم صرف استاد السید عفیفی شیعی کے تاثرات ترجمہ کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔)

امام ابوحنیفہ کے والد کا نام ونسب ثابت بن نعمان بن مرزبان ہے۔ اور یہ ثابت دین وعقل کی طرف جو لوٹے تو یہ اپنے اصل کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ ان کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برکت کی دعا کی تھی۔ كَانَ ثَابِتٌ صَغِيْرًا فَدَعَا لَهُ الْإِمَامُ عَلِيٌّ بِالْبَرَكَةِ)

(الامام الصادق ص ۲۸۲)

روایت کی گئی ہے کہ ثابت اپنی جوانی میں عابد اور زاہد تھا ایک دن نہر پر وضو کر رہے تھے۔ کہ ایک سیب پانی میں بہتا ہوا آیا۔ تو آپ نے اس کو روک لیا۔ اور وضو کرنے کے بعد اس کو کھا لیا۔ اس کے بعد جب تھوکا تو تھوک میں خون آیا۔ انہوں نے دل میں خیال کیا۔ کہ یہ سیب جس کو میں نے کھایا ہے۔ یہ حرام ہے ورنہ میری تھوک خون سے نہ بدلتی لہٰذا آپ اٹھ کر اس طرف روانہ ہوئے کہ جدھر سے پانی آ رہا تھا۔ آگے آکر ایک سیب

marfat.com

کا درخت آیا جس کا پھل اسی طرح کا تھا جیسا انہوں نے کھایا تھا۔ تو آپ نے اس کے مالک کو تلاش کیا۔ اور اس کو سارا واقعہ سناتے ہوئے اس سیب کا معاوضہ ایک درہم پیش کیا۔ مالک نے جب اس اتقاء اور پرہیزگاری کو دیکھا تو اس نے کہا کہ میں ایک درہم سے راضی ہوں۔ اور نہ اس سے زیادہ سے۔ تو حضرت ثابت نے فرمایا۔ تو کس طرح راضی ہوتا ہے تو اس نے کہا کہ میری ایک بیٹی ہے جو نہ دیکھتی ہے نہ بولتی ہے نہ سنتی ہے نہ چلتی ہے۔ لہذا تو اگر اس کو قبول کرے تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ ورنہ میں تیرے ساتھ قیامت میں جھگڑا کروں گا۔ تو حضرت ثابت نے اپنے دل میں سوچنے کے بعد اپنے دل میں کہا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت نرم اور سہل ہے۔ تو جب نکاح ہو گیا۔ تو اپنی بیوی کے پاس گئے اس کو بے مثال خوبصورت پایا۔ تو اس پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سخت اشتباہ میں پڑ گئے کہ یہ کون ہے۔ تو اس نے آگے سے بول کر کہا کہ میں فلاں کی بیٹی اور تمہاری بیوی ہوں تو حضرت ثابت نے فرمایا۔ میں تجھے اس کے خلاف پاتا ہوں۔ جو تیرے باپ نے تیرے متعلق بیان کیا۔ تو اس نے کہا کہ یہ بات صحیح ہے کہ میں کئی سالوں سے گھر سے باہر نہیں نکلی اور میں نے کسی اجنبی آدمی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی کے کلام کو سنا اور نہ ہی انہوں نے میرے کلام کو سنا۔ لہذا حضرت ثابت نے حقیقت حال کو پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جو ہمارے ... مرغوں کو ... اور ہمارا رب بخشنے والا اور شکر کی جزا دینے والا ہے۔ اس کے بعد ... مصنف لکھتا ہے۔

الامام الصادق:

هيهات لا يأتي الزمان بمثل ثابت ولا بمثل صاحبته فلا عجب ان يتولد منهما ولد في صورة الإنسان وسيرة الملك ويحيي الله به الدين القويم ويشيع مذهبه في الأقطار وعلمه في الأمصار ويقول من هذا الوالد الورع الزاهد وهذه الأم الطاهرة ولد الإمام الأعظم أبو حنيفة النعمان في مدينة الكوفة في سنة ٨٠ من الهجرة النبوية في عصر الدولة الأموية في خلافة عبد الملك بن مروان

الامام الصادق ص ۲۸۳ مطبوعہ بیروت لبنان

ترجمہ:

ہائے افسوس! اب زمانہ حضرت ثابت ایسا آدمی اور اُن کی بیوی ایسی عورت نہیں لائے گا۔ ایسے دو بزرگوار میاں بیوی سے اگر ایک بچہ جو صورت انسانی میں سیرت ملکوتی سے مزین پیدا ہو۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور اس بچے کے سبب اللہ تعالیٰ دین قویم کو زندگی بخشے۔ اور اس کا مذہب چار دانگ عالم میں پھیلے۔ اور اس کا علم شہروں میں پڑھا پڑھایا جائے۔ اور ان دونوں بزرگوں یعنی ایک عابد، زاہد متقی والد اور پاکیزہ صفات

کی حامل والدہ سے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ ۸۰ ہجری میں کوفہ شہر میں پیدا ہوئے۔ جب اموی دور تھا۔ اور عبد الملک بن مروان خلیفہ تھا
(الامام الصادق ص ۸۲ مطبوعہ بیروت لبنان)

توضیح:

استاد مغنیہ نے تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جو حقیقت تھی۔ اسے قارئین کے گوش گزار کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے والدین کا زہد و تقویٰ بے مثل تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعا و وسیلہ سے انہیں ایسا بچہ عطا کیا۔ جو خداداد صلاحیتوں کی بنا پر دین و اسلام کا عظیم خادم اور امت مسلمہ کا عظیم امام و رہنما ہوا۔ دنیا میں اس کے علم کی روشنی پھیلی۔ ایک طرف یہ حقائق اور دوسری طرف حسد و بغض سے بھرے نجفی کی تحریر (کہ چند حرف پڑھ کر بے تکی باتیں کرنے والا امام کیسے ہو سکتا ہے۔) دونوں کا موازنہ کریں۔ تو حقائق خود بخود سامنے آجائیں گے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com

تردید امر دوم

"امام اعظم نے چار حرف پڑھ کر بے تکے فتوے دیئے" الخ۔ نجفی اس تحریر سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علم کو تحقیر بھرے انداز میں بیان کر رہا ہے۔ گویا امام ابو حنیفہ "عالم" تھے ہی نہیں پھر امامت کا دعوےٰ یا لوگوں کا انہیں امام تسلیم کر لینا نری حماقت ہے۔ اور انہیں مجتہد کا درجہ دینا کوئی عقل مندی نہیں۔ آیئے الامام الصادق کے مصنف استاذ حنفی سے پوچھیں۔ کہ امام ابو حنیفہ واقعی علمی طور پر ایسے ہی تھے۔

امام ابو حنیفہ اگر مٹی کے ستون کو دلائل سے سونا ثابت کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے

الامام الصادق:

إِنَّ عَصْرَ أَبِي حَنِيْفَةَ كَانَ عَصْرَ الْمُنَاظَرَاتِ وَالْجَدَلِ
إِلَى أَقْصٰى حَدٍّ فَمُنَاظَرَاتٌ بَيْنَ أَهْلِ الْهَوَاءِ وَبَيْنَ
فِرَقِ الْمُخْتَلِفَةِ وَبَيْنَ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا
وَكَانَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَرِيَّ الْمُنَاظِرِ وَشَدِيْدَ الْجَدَلِ
يَتَدَرَّجُ بِمَسَائِلِ الرَّسَائِلِ مُعَيَّنَةٍ عَلَى الرَّسَائِلِ
إِلَى أُمُوْرٍ يَا أَنْتِيْجَةِ فِيْ غَالِبِ الْأَحْيَانِ كَمَا أَوْضَعَهُ

الْإِمَامُ مَالِكٌ بِقَوْلِهِ: رَأَيْتُ رَجُلاً لَوْ كَلَّمْتَهُ فِيْ هٰذِهِ السَّارِيَةِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَباً لَقَامَ بِحُجَّتِهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ: تَاللّٰهِ لَوْ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةَ مِنْ ذَهَبٍ لَأَقَامَ الدَّلِيْلَ الْقِيَاسِيَّ عَلٰى صِحَّةِ قَوْلِهِ۔

(الامام الصادق ص ۳۱۵)

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ مناظرات و باہمی جھگڑوں کا زمانہ تھا۔ اور یہ علمی بحثیں اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھیں۔ بے دینوں کے درمیان مناظرے اور فقہاء کے ایک دوسرے کے ساتھ مناظرے معمول بن چکے تھے۔ امام ابو حنیفہ مضبوط ترین مناظر اور سخت ترین جدل کرنے والے تھے۔ آپ ہر قسم کے اُن اسباب سے مسلح تھے۔ جو انہیں کامیابی سے ہمکنار کرنے میں ان کے معاون ہو سکتے تھے۔ اور اکثر اوقات غلبہ انہی کا ہوتا تھا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں کہا۔

میں نے ایک شخص دیکھا۔ اگر وہ اس ستون کو سونے کا کر دکھانا چاہے تو وہ اپنی دلیل سے ایسا کر سکتا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ امام مالک نے فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر ابو حنیفہ کہہ دیتا کہ یہ ستون سونے کا ہے۔ (اور ہوتا وہ لکڑی یا مٹی کا بنا ہوا) تو وہ دلیل قیاسی سے اسے صحیح کر دکھاتا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی جلالت علمیہ اور زور استدلال کو اپنے دور کی سر شخصیات بھی تسلیم کرتی تھیں۔ اگر اس علم و استدلال کے سورج کو چمگادڑ (زنجی) نہ دیکھ سکے۔ تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے؟ رہا یہ مسئلہ کہ امام ابو حنیفہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کے والدین کریمین کے بارے میں فقہ اکبر میں وہ ماتا علی الکفر لکھا ہے۔ تو اس پر چیلنج کرتے ہیں۔ کہ فقہ اکبر متن کی یہ عبارت کوئی دکھادے۔ تو اسے پچاس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ فقہ اکبر کے پرانے اور نئے دونوں مطبوعہ نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔

نوٹ:

عبارت مذکورہ فقہ اکبر کی شرح میں ملا علی قاری نے لکھی ہے۔ اس کا رد تقریباً سبھی اہل سنت علماء نے لکھا ہے۔ بلکہ نبراس (جو شرح عقائد کی شرح ہے میں ملا علی قاری کی اس عبارت سے توبہ و رجوع تحریر ہے۔ اس لیے نجفی ایسے شخص کو یہ کہہ کر ابوحنیفہ جولاہا ہے۔ ان کی تحقیر نہیں کرنی چاہیے تھی۔ کیونکہ اس سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ذات پر بھی الزام آجاتا ہے۔ اور ان کی توہین کے مترادف ہے

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ امام ابوحنیفہ کے سوتیلے باپ ہیں

مناقب ابن شہر آشوب:

اِنَّ اَبَا حَنِیْفَۃَ مِنْ تَلَامِذَتِہٖ وَاِنَّ اُمَّہٗ فِیْ حِبَالَۃِ الصَّادِقِ۔

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۲۴۸ مطبوعہ خیابان قم)

ترجمہ:

(ابو عبداللہ محدث کہتا ہے کہ) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

marfat.com

کے شاگرد تھے۔ اور ان کی والدہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں تھیں۔

خلاصہ کلام:

جب امام ابو حنیفہ جولاہے ہوئے تو ان کی والدہ بھی جولاہی کہلائیں گی۔ اب یہی طعن والزام امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر بھی آئے گا۔ کہ آپ نے ایک جولاہی سے شادی کی۔ اس کا کیا جواب ہو گا؟ مختصر یہ کہ شذرات الذہب میں امام اعظم کے پیشہ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ کہ آپ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اور خود گھر پر کپڑا تیار کرنے کے لیے آپ کے پاس کئی ایک ملازم بھی تھے۔ اسے کاروبار تو کہا جا سکتا ہے لیکن اس کاروبار کی بنا پر کسی کو جولاہا کہہ دینا ہرگز درست نہیں۔ جیسا کہ اگر کوئی حسنی حسینی سید جوتوں کے کاروبار کرتا ہو۔ اور اپنے کارخانے میں بہت سے مزدور رکھے ہوں۔ تو وہ سید "موچی" نہیں بن جائے گا۔ جس طرح جوتیوں کے کاروبار اور کارخانہ چلاتے ہوئے ایک سید، موچی نہیں بنتا۔ اسی طرح کپڑے کے کاروبار سے آدمی "جولاہا" نہیں ہو جاتا۔ حضرات انبیاء کرام خود کئی کام اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں ایسے الفاظ سے یاد کرنے کا کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۶

اگر یہ دعویٰ درست ہے کہ امام جعفر صادق کے ارشادات ہی فقہ حنفی کی بنیاد ہیں۔ تو بخاری و مسلم نے ائمہ اہل بیت سے روایات کیوں نہیں لیں۔

تونسوی صاحب نے اپنے رسالہ کے ص ۱۲ پر یہ چال بھی چلی ہے۔ کہ امام جعفر کی وہی فقہ ہے جو انہوں نے اپنے شاگردان رشید ابو حنیفہ مالک اور دیگر اکابرین اہلسنت کو تعلیم فرمائی تھی۔ پس یہی فقہ حقیقت میں فقہ جعفریہ ہے۔

جواب:

تونسوی صاحب کیا آپ کا ذہنی توازن تو خراب نہیں ہوگیا۔ اگر امام جعفر آپ کے تمام بزرگوں کے استاد ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ اہل سنت کے امام بخاری اور مسلم نے اپنی حدیث کی کتابوں میں ان سے حدیث نہ لی یا آپ کی فقہ کی کتابوں میں امام جعفر کے فرامین کیوں مذکور نہیں اور اس فقہ حنفیہ کو فقہ جعفریہ کا نام کیوں نہیں دیا جاتا۔ فقہ حنفیہ کو فقہ جعفریہ کہنا یہ چودھویں صدی میں آپ کا ڈھکوسلا اور سفید جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۰)

جواب:

نجفی صاحب نے اس اعتراض میں دو پریشانیوں کا ذکر کیا ہے۔ اول یہ کہ اگر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تمام اہل سنت کے اکابر کے استاد ہیں۔ تو پھر ان کی روایات بخاری و مسلم میں کیوں نہیں۔؟ دوم یہ کہ امام ابو حنیفہ کا علم دراصل امام جعفر صادق کا علم تھا۔ تو اس بنا پر ان کی فقہ کو حنفیہ کی بجائے وہ فقہ جعفریہ۔ کہا جاتا۔

marfat.com

حصہ اول کا جواب:

امام بخاری اور مسلم کا اپنی صحاح میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی احادیث کو ذکر نہ کرنا اس بنا پر ہے۔ کہ ان دونوں محدثین کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بالمشافہ اکتساب و استفاضہ کا موقعہ نہ مل سکا۔ کیونکہ جعفر صادق کی ولادت ۸۲ھ میں ہوئی۔ اور امام بخاری ٹھیک ایک سو بارہ سال بعد ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور امام مسلم تقریباً ایک سو بائیس سال بعد ۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ لہٰذا ان کی باہم حدیث کی سماعت و اخذ ناممکن تھی۔ دوسرا کوئی ثقہ راوی کے ذریعہ ان تک امام جعفر صادق کی احادیث پہنچیں۔ امام موصوف سے روایت کرنے والے زرارہ اور بصیر وغیرہ ایسے افراد ہیں۔ جن پر خود امام موصوف نے لعنت بھیجی۔ اور ان کا وطیرہ یہ تھا۔ کہ وہ احادیث ائمہ اہل بیت میں کمی بیشی کیا کرتے تھے۔ بلکہ موضوع احادیث ان کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر امام موصوف نے فرمایا۔ ہماری کسی حدیث کو اس وقت تسلیم کرو۔ جب وہ قرآن و حدیث سے ملتی ہو۔ اب ایسے راویوں کی روایت پر کون اعتبار کرے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی شرائط پوری نہ ہونے کی بنا پر امام جعفر صادق کی روایات کو اپنی صحاح میں ذکر نہیں کیا۔ اس لیے اعتراض زرارہ اور بصیر پر کریں۔ کہ انہوں نے آپ کے امام کی روایات کو اپنے مفاد کی خاطر دوسروں تک پہنچنے میں رکاوٹ کھڑی کر دی۔

حصہ دوم کا جواب:

یہ ٹھیک ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے تعلیم حاصل کی۔ اور امام موصوف آپ کے سوتیلے باپ بھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی فقہ کو جعفریہ کی بجائے حنفیہ کہا جاتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ یہ نسبت کسی کے مرتبہ اور مقام

marfat.com

کے پیش نظر نہیں۔ اگر یہی وجہ ہوتی تو فقہ صدیقیہ، فقہ فاروقیہ وغیرہ نام ہوتا۔ اور اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنی فقہ کو فقہ علویہ، فقہ حسنیہ، فقہ حسینیہ یا فقہ باقریہ کی بجائے فقہ جعفریہ کہتے ہیں۔ حالانکہ مرتبہ و مقام کے اعتبار سے یہ نسبت درست نہیں۔ اسی طرح ہم احناف نے فقہ کی نسبت ابو حنیفہ کی طرف اس لیے کی۔ کہ مسائل شرعیہ کی تمام انواع پر جزئیات اُن اکابر سے نہیں ملتیں۔ جب ان جزئیات کا حصول ابو حنیفہ سے ہے۔ تو پھر فقہ کی نسبت ان کی طرف ہوگئی۔ رہا یہ معاملہ کہ ابو حنیفہ کی بیان کردہ تمام جزئیات کا ماخذ اور مرکز امام جعفر صادق کی ذات ہے۔ تو پھر اس اعتبار کے پیش نظر بھی اس فقہ کا نام فقہ جعفریہ ہونا چاہیے تھا۔ تو اس بارے میں ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے دور میں کچھ ایسے لوگوں کے درمیان گھرے ہوئے تھے۔ جنہوں نے آپ کے ارشادات میں اپنی خواہشات کو بھی دخل دے دیا۔ اس طرح ان کی تعلیمات اور من گھڑت باتیں خلط ملط ہوگئیں۔ بایں وجہ ان کی تعلیمات اور من گھڑت باتیں خلط ملط ہوگئیں۔ بایں وجہ ان کی طرف نسبت نہ کی گئی ورنہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں۔

لولا السنتان لهلك النعمان۔ اگر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مجھے دو سال بسر کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔ تو میں ہلاک ہوگیا ہوتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ امام صاحب کو اپنی طرف فقہ کی نسبت کرنے شوق نہ تھا۔ بلکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ان پر احسانات عظیم ہونے کے باوجود ان کی روایات میں چونکہ گڑبڑ ہو چکی تھی۔ اس لیے احتیاط سے کام لیا گیا۔ جہاں تک حضرات ائمہ اہل بیت سے کسی روایت کا مقام و مرتبہ ہے بشرطیکہ وہ صحیح سند کے ساتھ ہو۔ تو اس کے بارے میں ہمارے اکابر یہاں تک فرماگئے ہیں:۔

☆

marfat.com

سند حدیث میں اگر تمام راوی اہل بیت کے افراد ہوں۔ تو اس سند کو پڑھ کر مجنوں پر دم کرنے سے اس کا جنون جاتا رہتا ہے

ابن ماجہ:

حدثنا علی بن موسیٰ الرضا عن ابیہ عن جعفر ابن محمد عن ابیہ عن علی بن حسین عن ابیہ عن علی ابن ابی طالب قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ قَالَ اَبُو الصَّلْتِ لَوْ قُرِئَ ھٰذَا الْاَسْنَادُ عَلٰی مَجْنُوْنٍ لَبَرَأَ

(ابن ماجہ ص ۸ مطبوعہ نور محمد آرام باغ کراچی)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ ایمان قلبی معرفت، لسانی اقرار اور اعضاء سے عمل کا نام ہے ابوالصلت کہتے ہیں۔ کہ اگر اس روایت کی اسناد کسی مجنوں پر پڑھ کر دم کیا جائے، تو وہ ٹھیک ہو جائے۔

لمحۂ فکریہ:

ائمہ اہل بیت کا احترام اور قدر و منزلت کا جو نقشہ روایت بالا میں پیش کیا گیا

ہے۔ شاندہی "محبان اہل بیت"...ایسی قدرو منزلت کرتے ہوں۔ صرف ان حضرات کے اسماء گرامیہ کو پڑھ کر مجنوں پردم کر دینا اور پھر اسے افاقہ کی خوشخبری کچھ کم قدرو منزلت نہیں۔ اور اہل سنت کو اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت وعقیدت عطاء فرمائی ہے۔ ہمارے اکابر بھی اسی عقیدت سے سرشار تھے۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جو واضح وجہ خود شیعہ مصنفین نے تحریر کی ہے۔ وہ بھی عقیدت اہل بیت تھی۔ ناسخ التواریخ ص ۳۲۰-۳۱۹ الامام الصادق بیروت جلد اول ذکر اسباب مقتل ابی حنیفہ ص ۲۶۴ اور مقاتل الطالبین مطبوعہ بیروت۔

اعتراض نمبر ۲

فقہ حنفی کے راوی اور سنیوں کے مسلمہ خلیفے ناقابل اعتماد ہیں۔

تونسوی اور ملک صاحب نے اپنے رسالوں میں دل کی بھڑاس یوں بھی نکالی ہے۔ کہ شیعہ مذہب کی کتب احادیث کے راوی جھوٹے ہیں۔ فقہ جعفریہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔

جواب:

مثل مشہور ہے چھاج کو چھلنی کیا طعنے دیگی۔ جبکہ اس میں بے شمار چھید موجود ہیں۔ ہم بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ جب اہل سنت کی کتب احادیث کے راوی جھوٹے ہیں پس فقہ سنیہ بھی جھوٹ کا پلندہ ہے بلکہ راوی کی شان اور ہے اور خلیفہ و امام کی شان اور ہے۔ اور اہل سنت کے امام اور خلیفے بھی قابل اعتبار نہیں۔ نمونے کے طور پر ہم بعض کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اہل سنت کا پہلا مایہ ناز خلیفہ اور راوی ابوبکر ہے۔ بخاری شریف کتاب الخمس ...

marfat.com

ہے۔ کہ اس نے نبی کریم کی بیٹی کا حق غصب کر کے رسول اللہ کو اذیت دی ہے۔ اور اس پر قرآن پاک میں لعنت کا ذکر ملتا ہے۔ نیز ادب المفرد کتاب الدعاء میں حضور نے فرمایا یَا اَبَا بَکْرٍ اَلشِّرْکُ فِیْکُمْ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ کہ شرک تم میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ نیز مؤطا امام مالک کتاب الجہاد میں ہے۔ کہ حضور نے ابو بکر کے بارے میں فرمایا۔ مَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ۔ کہ معلوم آپ میرے بعد کیا کیا بدعات کریں گے۔ نیز مسلم شریف کتاب الفئی میں ہے۔ کہ حضرت عمر نے اقرار کیا۔ کہ جناب امیر اور جناب عباس ابن عبد المطلب ابو بکر کو کاذبا عاصما خائنا غادرا جھوٹا گناہ گار خیانت دار اور دغا باز جانتے تھے۔ فقہ حنفیہ کے مایۂ ناز راوی ابو بکر کے بھی وارے وارے جاواں۔ کیا شان ہے۔ راوی کی اگر مذکورہ صفات والے بزرگ کی خلفاء کی لسٹ میں گنجائش نکل سکتی ہے تو حنفیوں کو ہمارا حضرت زرارہ کیوں چبھتا ہے۔

جواب:

غلام حسین نجفی نے اعتراض کا جواب جس انداز سے دیا ہے۔ اس سے اتنا ضرور پتہ چلا۔ کہ زرارہ کی صفائی میں اس کے پاس کوئی معقول دلیل نہ تھی۔ اس کی بجائے اس نے خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر چار الزامات لگائے۔ ہم انشاء اللہ آئندہ سطور میں ان چاروں کا بالترتیب جواب ذکر کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

الزام اول کی تردید:

"ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمۃ الزہرا کا حق غصب کرنا" اس الزام کی تفصیلی تردید ہم تحفہ جعفریہ جلد سوم میں پیش کر چکے ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ اس بارے میں چند سطور سپرد کیں۔ "باغ فدک" کو جس کے غصب کا الزام لگایا گیا ہے۔ وہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ملکیت تھا ہی نہیں اس لیے غصب کا اطلاق ایسی چیز پر نہیں ہوتا جو کسی

marfat.com

کی ملکیت میں نہ ہو۔

اصول کافی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ لَا نُوَرِّثُ الْاَنْبِیَاءُ دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا اِلَّا عِلْمًا۔ حضرات انبیاء کرام اپنے پیچھے وراثت میں درہم و دینار نہیں بلکہ علم چھوڑتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "باغ فدک" کو اپنی ملکیت قرار ہی نہیں دیا۔ تو پھر اس کو بطور وراثت تقسیم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر صدیق اکبر کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی باغ فدک کا فیصلہ وہی کرتا جو آپ نے کیا۔ (شرح ابن حدید) اور اگر نجفی وغیرہ کے بقول یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ باغ فدک سیدہ خاتون جنت کی جاگیر تھی۔ ابوبکر صدیق نے اسے غصب کیے رکھا تو جب علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو آپ نے حق کو حقدار کی طرف پہنچانے کا فیصلہ کیوں نہ فرمایا؟ اس عقلی استدلال کا جواب۔ صاحب حلیۃ الابرار نے یوں دیا ہے۔ چونکہ یہ باغ ظالموں کے ہاتھ لگ چکا تھا۔ اس لیے علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے واپس نہ لیا۔ اس پر کوئی ان سے پوچھ سکتا ہے۔ کہ باغ واپس نہ لینے کی وجہ جب ظلم ہے۔ تو یہی وجہ خلفاء ثلاثہ میں بقول اہل تشیع موجود ہے۔ کیونکہ وہ ان لوگوں کے نزدیک غاصب اور ظالم تھے۔ (معاذ اللہ) تو پھر ان تین غاصبوں کی چیز کو علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے لینے میں تامل کیوں نہ کیا۔؟

"باغ فدک" کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا۔ کہ اس کی آمدنی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خاتون جنت کو گھر کے اخراجات کے لیے کچھ دیا کرتے تھے جب آپ کا انتقال ہو گیا۔ تو سیدہ نے سمجھا۔ کہ اس کی آمدنی کے حق دار ہم ہیں۔ لہٰذا یہ باغ ہمیں ملنا چاہیئے۔ جناب صدیق اکبر نے اس کی آمدنی کے مصارف بیان کیے۔ اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل شریف کی شہادت پیش کی۔ تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اسے تسلیم کر لیا۔ شرح ابن میثم میں یہی مضمون منقول ہے۔ جب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے شکوک شبہات کے دور ہونے کے بعد صدیق اکبر کے فیصلہ پر راضی ہو گئیں۔ تو پھر اس پر نجفی وغیرہ کو

marfat.com

ذکر کرں ہے۔ جس کا مطالبہ تھا۔ وہ واضح ہیں۔ اور جن کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ وہ چیخ و پکار میں معروف ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے کی وجہ ہی جب موجود نہیں۔ تو پھر ابوبکر صدیق کے بارے میں یہ فرض کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔ کہ انہوں نے سیدہ کو باغ فدک نہ دے کر ناراض کیا۔ اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لے لی؟۔

الزام دوم کی تردید:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم میں شرک ہے گویا ادب المفرد کے حوالہ سے نجفی یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک والا یعنی مشرک کہا۔ سنیوں نے اُسے اپنا امام بنالیا۔ (معاذ اللہ) ادب المفرد کی عبارت سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشرک ثابت کرنا بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اس دھوکہ دہی کو ظاہر کرنے کے لیے ہم پہلے ادب المفرد کی عبارت مذکورہ سیاق و سباق کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ پھر اس کی تشریح بیان کریں گے۔ ملاحظہ ہو۔

ادب المفرد:

حدثنا العباس الفرسی قال حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ اَخْبَرَنِی رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْبَصْرَۃِ قَالَ سَمِعْتُ مَعْقِلَ بْنَ یَسَارٍ یَقُوْلُ اِنْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اِلَی النَّبِیِّ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ لَلشِّرْکُ فِیْکُمْ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَھَلِ الشِّرْکُ اِلَّا مَنْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَلشِّرْکُ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا قُلْتَہٗ ذَھَبَ

marfat.com

عَنْكَ قَلِيْلَهُ وَكَثِيْرَهُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَ اَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ

(ادب المفرد ص ۱۰۵-۱۰۶ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

جناب لیث کہتے ہیں۔ کہ ایک بصری مرد نے مجھے بتایا۔ کہ میں نے معقل بن یسار سے سُنا۔ کہ میں (معقل بن یسار) ابوبکر صدیق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ نے ابوبکر کو کہا البتہ شرک تم میں چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا۔ شرک تو یہی ہے۔ کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بنائے (اور میں تو یہ ہرگز نہیں کرتا۔) آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ شرک چیونٹی کے چلنے کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہوتا ہے۔ کیا میں تجھے ایک ایسی چیز نہ بتاؤں۔ جو قلیل وکثیر سب کو تجھ سے نکال دے؟ عرض کی ضرور۔ فرمایا۔ یہ کہو۔ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ میں تیرے ساتھ کسی کو جانتے بوجھتے شریک ٹھہراؤں۔ اور میں تجھ سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔ اس سے جس کا مجھے علم نہیں۔

توضیح:

ادب المفرد کی روایت سے معلوم ہوا۔ کہ اس شرک سے مراد وہ شرک ہے۔ جو بہت پوشیدہ اور مخفی ہے۔ جس کی پوشیدگی اور خفا خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ کہ وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ اس شرک سے مراد وہ نہیں جو مشرکین مکہ میں تھا۔ کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ شرک تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا

marfat.com

فدا بتاتا ہے۔ اور میں ایسا ہرگز نہیں کرتا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ اس شرک سے مراد عام شرک والا شرک نہیں۔ بلکہ اور ہے۔ اور اس اخفیٰ شرک کو ایک دوسری روایت نے صراحۃً بیان فرمایا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

مسند امام احمد بن حنبل:

عن عبادہ ابن نسیٔ عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ بَکٰی فَقِیْلَ مَا یُبْکِیْکَ قَالَ شَیْئًا سَمِعْتُہٗ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فَذَکَرْتُہٗ فَاَبْکَانِیْ سَمِعْتُ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَتَخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِی الشِّرْکَ وَالشَّھْوَۃَ الْخَفِیَّۃَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُشْرِکُ اُمَّتُکَ مِنْ بَعْدِکَ قَالَ نَعَمْ اَمَا اِنَّھُمْ لَا یَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا وَلٰکِنْ یُرَاؤُنَ بِاَعْمَالِھِمْ۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۱۲۴ مطبوعہ قاہرہ)

ترجمہ:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رو پڑے۔ تو پوچھا گیا۔ کیا وجہ ہوئی؟ فرمانے لگے۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک بات یاد آگئی ہے۔ اس نے مجھے رلا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں اپنی امت پر شرک اور شہوۂ خفیہ کا خوف کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد مشرک ہو جائے گی؟ فرمایا ہاں۔ بے شک۔ وہ سورج۔ چاند اور بتوں کی عبادت تو نہیں کرے گی۔ لیکن اعمال دکھاوے کی غرض سے کریں گے۔ اور یہی شرک خفیہ ہے۔)

marfat.com

توضیح:

معلوم ہوا۔ کہ حدیث مذکورہ میں شرک سے مراد "ریا" ہے۔ وہ شرک نہیں۔ جس سے آدمی مشرک ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور خلود فی النار کی وعید اس پر منطبق ہو جاتی ہے۔ دکھاوا یا ریاکاری ایک اخلاقی مرض ہے۔ اور اسے گناہ صغیرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ریاء کو شرک کہنا جیسا کہ اہل سنت کی کتب احادیث میں ہے۔ اسی طرح کتب اہل تشیع میں بھی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اصول کافی:

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ کُلُّ رِیَاءٍ شِرْکٌ اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ لِلنَّاسِ کَانَ ثَوَابُہٗ عَلَی النَّاسِ وَمَنْ عَمِلَ لِلّٰہِ کَانَ ثَوَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔

(اصول کافی جلد دوم ص ۲۹۳ کتاب الایمان)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہر دکھلاوا شرک ہے بیشک جس نے کوئی کام لوگوں کے (دکھانے اور خوش کرنے کے لیے) کیا۔ تو اس کا ثواب لوگوں سے ہی لے گا۔ اور جس نے محض اللہ کی خاطر کوئی کام کیا۔ اس کا ثواب خدا کے پاس ہے۔

لمحہ فکریہ:

جب یہ طے ہو گیا۔ کہ مذکورہ شرک سے مراد شرک جلی نہیں بلکہ شرک خفی ہے۔ تو پھر

marfat.com

اس سے مشرک بن جانا کس طرح درست ہوا۔ پھر ذرا غور سے دیکھا جائے۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "فیکم" فرما کر تمام امت کو مخاطب کیا ہے۔ صرف سیدنا صدیق اکبر کہاں سے مخصوص ہو گئے۔ گویا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے۔ جو آج تقریباً پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ نجفی کو یہ روایت بڑی پسند آئی۔ اور اس سے ابوبکر صدیق کی ذات پر الزام تراشا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ یہی روایت تمام شیعوں کو یکا جہنمی بنا دیتی ہے۔ ہم نہیں بلکہ شیعوں کے ایک بڑے مجتہد شیخ عباس قمی یہ کہہ رہے ہیں۔ ان کے الفاظ غور سے پڑھو۔

منتہی الآمال:

خصوصاً ریا و کذب و غناء کہ دریں عمل جاری و ساری شدہ است..... اما ریا پس در کتاب و سنت آیات و اخبار بسیار وارد شدہ بر حرمت و وعید براں و در حدیث نبوی است کہ ادنیٰ ریاء شرک است و نیز از آنحضرت مروی است کہ اہل آتش جہم و فغان میکند از اہل ریاء عرض داشتند یا رسول اللہ آتش نیز بفغاں می آید فرمود بلے از حرارت آتشے کہ ریا کاراں آں معذب باشد و نیز فرمود کہ ریا کار را روز قیامت بچہار نام ندا میکنند مگویند ای کافر ای فاجر ای غادر ای خاسر۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۲۴۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

خاص کر ریا، جھوٹ اور گانا بجانا کہ اس عمل (ماتم اور تعزیہ داری) میں جاری ہو چکا ہے۔ بہر حال ریا تو کتاب و سنت میں بہت سی آیات و اخبار اس کی حرمت پر وارد ہوئی ہیں۔ اور حدیث نبوی میں اس پر شدید وعید موجود ہے۔ وہ یہ کہ ریا ادنیٰ درجہ کا بھی شرک ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

سے مروی ہے۔ کہ دوزخ کی آگ چیخ و پکار کے ذریعہ ریاکاروں پر ناراضگی کا اظہار کرتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آگ بھی چیخ و پکار کرتی ہے۔؟ فرمایا اس کی چیخ و پکار اس آگ جیسے جو ریاکاروں کے عذاب کے لیے مقرر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ریاکار کو کل قیامت کے دن چار ناموں سے بلایا جائے گا۔ اے کافر۔ اے فاجر۔ اے دھوکہ باز اور اے حسد کرنے والے۔

منتہی الآمال کے حوالے سے جہاں یہ ثابت ہوا۔ کہ اہل تشیع نے تعزیہ اور ماتم کی محافل و مجالس میں جھوٹ کے ساتھ ریا کو بھی دخیل کر لیا ہے۔ وہاں انہی لوگوں کے لیے یا کہ شیعوں کے لیے قرآن و سنت سے حرام فعل کا مرتکب ہونا بھی ثابت کر دیا گیا۔ اور پھر بڑی ہمدردی سے کام لیتے ہوئے انہیں مشورہ دیا گیا۔ کہ دوزخ سے بچو۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ریاکار ماتمی تمام کے تمام از روئے حدیث، مشرک ہیں اور اس کی سزا کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ایسی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس سے دوزخ بھی پناہ چاہتا ہے۔ اور یہ سب خاسر، غادر، کافر اور فاجر ہیں۔ یہ نتیجہ ہم نے غلام حسین نجفی کے انداز دلائل سے نکالا ہے۔ اس لیے اگر کسی ماتمی اور تعزیہ دار کو یہ تحریر چبھے تو وہ نجفی کا گلا دبائے۔ جس نے ایسے دلائل دیئے۔ کہ اپنے شیعوں کو بھی کہیں کا نہ چھوڑا۔

الزام سوم کی تردید:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو کہا: "مَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ" جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بخوبی علم تھا۔ کہ ابوبکر ان کی رحلت کے بعد بدعات کا شکار ہو جائے گا۔ اس الزام کے لیے نجفی نے مؤطا امام مالک رضی اللہ عنہ کا حوالہ دیا۔ الفاظ مذکورہ اسی سے لیے گئے ہیں۔ لیکن دھوکہ دینے کے لیے اس نے صرف اتنے الفاظ نقل کرنے پر اکتفا کیا۔ جن سے اس کی مطلب براری ہو سکتی تھی۔ ہم مذکورہ روایت کے پورے الفاظ نقل کر کے سامعین، و قارئین کرام کو اس کے فریب سے آگاہ کرتے ہیں۔

marfat.com

موطا امام مالک:

مالك عن ابی النضر مولی عمر ابن عبید الله انه بلغه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لشهداء احد هؤلاء اشهد علیهم فقال ابوبكر رضی الله عنه یا رسول الله صلی الله علیه وسلم السنا باخوانهم اسلمنا كما اسلموا وجاهدنا كما جاهدوا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بلی ولا ادری ما یحدثون بعدی قال فبكی ابوبكر ثم بكی ثم قال ائنا لكائنون بعدك۔

(موطا امام مالک ص ۴۶۰-۴۶۱ کتاب الجہاد تذکرہ شہداء فی سبیل اللہ مطبوعہ کراچی آرام باغ)

ترجمہ:

عمر بن عبید اللہ بیان کرتا ہے۔ کہ مجھے یہ روایت پہنچی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں احد کے شہیدوں کی گواہی دیتا ہوں۔ اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں۔ ہم بھی ان کی طرح اسلام لائے۔ ہم نے بھی ان کی طرح جہاد میں شرکت کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں کیوں نہیں تم بھی ان کی طرح ہی ہو۔ اور میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیا نئے نئے کام انجام دو گے۔ اور نئی نئی چیزیں نکالو گے۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور خوب روئے پھر کہا۔ کیا ہم آپ کے بعد دنیا میں رہیں گے۔

marfat.com

توضیح:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ احد کے شہداء کی عبادات، ایمان اور جہاد وغیرہ افعال و اعمال صالحہ کی گواہی دی۔ اور ان کی شہادت کے حق ہونے پر بھی شہادت دی۔ تو موجود تمام صحابہ کرام کو خیال آیا۔ کاش آپ ہمیں بھی اس گواہی میں شامل فرمائیں۔ بالآخر سب کی ترجمانی کرتے ہوئے ابو بکر صدیق نے درخواست کر ہی ڈالی۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ ان سب کی زندگیاں آخری وقت تک میرے سامنے گزریں۔ اس لیے اب جبکہ یہ میدانِ تکلیف اور اعمال سے گزر گئے۔ اور خوب گزرے تو میں ان کی گواہی دے رہا ہوں۔ لیکن تم میں جو ابھی زندہ ہو۔ جب تک میں بنفس نفیس موجود ہوں۔ اس وقت تک کاموں کی گواہی تو دے سکتا ہوں۔ لیکن جو کام ابھی میرے ہوتے ہوئے تم نے کیے ہی نہیں۔ ان کی گواہی کیسے دوں۔ اور ممکن کہ میرے وصال کے بعد تم میں سے کچھ لوگ وہ کام نہ کر سکیں۔ جو ان شہداء احد نے کر دیئے۔ بلکہ تم سے کچھ غلطیاں بھی سرزد ہو جائیں۔ تو اس حدیث میں اگرچہ گفتگو کرنے والے صدیق اکبر ہی تھے۔ لیکن آپ موجود تمام صحابہ کرام کے ترجمان بن کر مجسمہ سوال بنے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ نے صرف اپنے بارے میں نہیں۔ بلکہ سب کے بارے میں عرض کیا۔ کیا ہم سب اِن کی طرح مسلمان مجاہد نہیں؟ اور پھر اس کے جواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ما تحدثون" جمع کا صیغہ فرما کر ان تمام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اس سے صرف اور صرف ابو بکر صدیق ہی مراد لینے نامرادوں کا کام ہی ہو سکتا ہے۔ اس سے اگر صدیق اکبر کو بدعتی کہنا مان لیا جائے۔ تو پھر اس کا اطلاق دیگر موجود صحابہ کرام پر بھی ہوگا۔ اس کے برعکس یہ روایت تو صدیق اکبر کے پختہ ایمان اور محبت رسول کی دلیل بھی بن سکتی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم لوگ میرے بعد نئی نئی باتیں نکالو گے۔ تو ابو بکر صدیق اس پر رو دیئے۔ یہ رونا

marfat.com

کیوں تھا؟ اور پھر بڑے درد بھرے لہجہ میں بولے حضور! کیا ایسا وقت آئے گا کہ آپ ہم میں تشریف فرما نہ ہوں گے۔ اور ہم موجود ہوں گے۔ یعنی آپ کا وصال شریف ہم سے پہلے ہو جائے گا۔ کاش کہ ہم پہلے مرنے والے ہوتے۔ یہی ابو بکر صدیق ہیں۔ جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکر فی الجنۃ۔ بلکہ جنت میں اپنا رفیق فرمایا۔ حوالہ ملاحظہ ہو

تفسیر امام حسن عسکری:

اَمَرَكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهٗ اُنْسُكَ وَسَاعِدُكَ وَوَادُّكَ وَثَبَتَ عَلٰى تَعَاهُدِكَ وَتَعَاقُدِكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ وَفِيْ غُرُفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ .... لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ اَطَّلَعَ عَلٰى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِيْهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِكَ جَعَلَكَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔

(تفسیر حسن عسکری ص ۲۲۱ طبع قدیم)

ترجمہ:

شب ہجرت جبرئیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا یہ حکم پہنچایا کہ آپ اپنے ساتھ ابو بکر کو لے لیں۔ کیونکہ وہ آپ کا مونس ہے۔ آپ کا معاون اور چاہنے والا ہے۔ اور آپ کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان پر ثابت قدم ہے۔ وہ آپ جنت میں آپ کے رفقاء میں سے ایک ہو گا۔ اور آپ کے مخلصین کے ساتھ جنت میں وہ بھی بلند ترین محلات

marfat.com

میں ہوگا........یقیناً اللہ تعالیٰ اے ابوبکر تیرے دل کے خیالات پر مطلع ہے اور اسے اس بات کا بھی بخوبی علم ہے۔ کہ تیرا دل اور تیری زبان دونوں متفق اور موافق ہیں۔ اللہ نے تیرا میرے ساتھ ایسا تعلق فرمادیا ہے۔ جیسا جسم کے ساتھ آنکھ، کان اور سر کا ہوتا ہے۔

لمحۂ فکریہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنتی فرمائیں۔ جبرئیل امین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمدرد، خیر خواہ اور محب فرمائے۔ اور جنت میں آپ کا رفیق کرے۔ ان تمام باتوں کے مقابلہ میں "نجفی" کی بکواسات کی کیا اہمیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کان اور آنکھ کے بمنزلہ ابوبکر ہوئے۔ تو انہیں بدعتی کہنا اور ان پر الزام تراشی دراصل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو برا بھلا کہنا ہے۔ (معاذ اللہ) ابوجہل سے کسی نے پوچھا۔ کہ حضور کیسے ہیں کہنے لگا۔ بہت بدصورت ہیں۔ ابوبکر سے یہی سوال ہوا۔ تو فرمایا۔ بے مثل ہیں۔ کچھ یہی کیفیت نجفی کی بھی ہے اللہ، اللہ کا رسول اور تمام صحابہ واجماعِ امت سبھی ابوبکر کی خوبیاں بیان کریں۔ اور اس نجفی ابوجہل کو حدیث مناقب سے بھی ابوبکر کا بدعتی ہونا معلوم ہو۔ دماغ میں کفر کا ناسور ہو تو اس کا علاج سوائے ایمان کے کیا ہو سکتا ہے۔ اور یہ نعمت اللہ ہی جسے عطا فرمائے۔ ورنہ بڑے بڑے جہنم واصل ہو گئے۔

الزام چہارم کی تردید:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خائن، بد دیانت دغاباز کہنے کا الزام لگایا گیا۔ ہم نے

marfat.com

اس کا تفصیلی جواب "تحفہ جعفریہ جلد سوم ص ۳۸۰ پر پیش کیا ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ مختصر طور پر یہاں بھی اس کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں مسلم شریف کے حوالے سے جو الزام مذکورہ پیش کیا گیا اس حدیث میں کافی طوالت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مالک بن اوس کہتے ہیں مجھے حضرت فاروق اعظم نے بلوایا۔ تو آپ کے یرفا نامی دربان نے آپ سے عرض کیا۔ کہ باہر حضرت عثمان عبدالرحمن بن عوف اور سعد کھڑے آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ جب انہیں اجازت ملی۔ اور یہ اندر آ گئے۔ دربان پھر باہر آیا۔ اور واپس جا کر عرض کی۔ کہ علی المرتضے رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبدالمطلب بھی اجازت چاہتے ہیں۔ انہیں بھی اجازت مل گئی۔ جب یہ سب اکٹھے ہو گئے۔ تو عباس بن عبدالمطلب کہنے لگے۔ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْضِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ھٰذَا الْکَاذِبِ الْاٰثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ۔ قَالَ فَقَالَ الْقَوْمُ اَجَلْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاقْضِ بَیْنَھُمْ وَ اَرِحْھُمْ۔ میرے اور اس جھوٹے، گناہ گار، دھوکہ باز اور خیانت کرنے والے کے درمیان فیصلہ کریں۔ قوم (موجود لوگوں) نے بھی عرض کیا۔ ہاں یا امیر المومنین، مہربانی فرما کر فیصلہ کر دیجئے۔ اس کے بعد فاروق اعظم بولے۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کا قائم فرمانے والا ہے۔ تم بتلاؤ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ ہم انبیاء کرام میراث نہیں چھوڑتے۔ جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں۔ وہ صدقہ ہوتا ہے حاضرین نے کہا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔ علی المرتضے اور عباس نے بھی اس کی تصدیق کی۔ فاروق اعظم بولے۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے مال میں سے بقدر ضرورت ایک سال کا خرچہ رکھ کر بقیہ مصارف میں خرچ کر دیتے تھے۔ اس پر فاروق اعظم نے علی المرتضی، عباس، عثمان اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ کیا جو مصارف میں نے بیان کیے ہیں۔ وہ درست ہیں؟ سب نے اس کی تصدیق کر دی۔ فاروق اعظم پھر بولے۔ کہ اے علی اور عباس تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور آپ کی میراث طلب کی۔ ابوبکر صدیق نے تم دونوں کو یہی جواب دیا۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کی وراثت نہیں ہوتی۔ تو تم نے اس پر انہیں کاذب اور غادر وغیرہ ٹھہرایا۔ پھر جب یہی بات میرے پاس پیش ہوئی۔ اور میں نے بھی اُسے اسی طرح انہی مصارف پر خرچ کرنا شروع کیا۔ تو تم نے مجھے بھی ایسے ہی الفاظ سے یاد کیا۔ تم نے بنی نضیر کے اموال کا مطالبہ کر دیا۔ کہ ہمارے سپرد کر دیئے جائیں۔ میں نے اس شرط پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ کہ تم اس میں وہی طریقہ اختیار کرو گے۔ جو رسول اللہ کا تھا۔ چنانچہ جب عہد ہو گیا۔ تو میں نے تمہارے سپرد کر دیا۔

لمحہ فکریہ:

اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس نے جب بنی نضیر کے اموال کو اپنی تولیت میں لے لیا۔ تو کچھ عرصہ بعد دونوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اب اس کو ختم کرنے کے لیے دونوں پھر فاروق اعظم کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ تو فاروق اعظم نے تولیت کی تقسیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ملکیت کا وہم پڑ سکتا تھا۔ اس اختلاف میں عباس بن عبد المطلب نے حضرت علی المرتضٰے کو خائن، غادر اور کاذب کہا۔ فاروق اعظم نے فرمایا۔ اگر علی المرتضٰے کو تولیت کی تقسیم کی مخالفت کی بنا پر تم یہ الفاظ کہہ رہے ہو۔ تو پھر انہی الفاظ کا مصداق میں اور ابو بکر صدیق تو بطریقہ اولیٰ ہوں گے۔ کیونکہ ہم نے بھی اس کی تقسیم نہیں ہونے دی۔ گویا فاروق اعظم نے عباس بن عبد المطلب کو یہ باتیں جواب الزامی کے طور پر فرمائیں اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ دیکھو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک نیک، دیانت دار اور پاک باز شخص تھے۔ ان کی طرح میں نے بھی بنی نضیر کے اموال کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اور علی المرتضٰے وہی کچھ چاہتے ہیں۔ لہٰذا ان میں سے کوئی غلطی پر نہیں۔ مقصد یہ تھا۔ کہ اے عباس! علی المرتضٰی سے تمہارا جھگڑنا بیکار ہے۔

اب وہی الفاظ جو نجفی نے چن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غادر، کاذب اور خائن ثابت کرنا چاہا۔ آپ حضرات ان الفاظ کا انداز اظہار ملاحظہ کر چکے۔ ان سے فاروق اعظم کی قطعًا

یہ مراد نہ تھی۔ کہ ابوبکر صدیق واقعی خائن، غادر اور کاذب تھے۔ بلکہ آپ کا مقصد یہ تھا۔ کہ عباس تمہارا مطالبہ غلط ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر میرا اور ابوبکر کا ایسا ہونا لازم آئے گا حالانکہ تم ہمیں ایسا نہیں سمجھتے۔ جب ہمیں تم اچھا سمجھتے ہو۔ تو پھر علی المرتضیٰ کو بھی یہ الفاظ نہ کہو کیونکہ ان کا اور ہمارا مقصد ایک ہی ہے۔ اور اگر نجفی وغیرہ کو اصرار ہو۔ کہ فاروق اعظم نے ان الفاظ کے ذریعہ حقیقت حال بیان فرمائی۔ تو پھر علی المرتضیٰ کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا۔ کیونکہ جناب عباس نے تو انہیں دو ٹوک انداز میں فاروق اعظم کے سامنے اور صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ الفاظ کہے۔ اب نجفی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہے گا۔ اس لیے روایت مذکورہ ذکر کردہ کا صحیح مطلب اور مفہوم یہی ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق نے صرف خاموش کرانے کے لیے عباس بن عبد المطلب کو علی المرتضیٰ کے ساتھ ملا کر خطاب دونوں سے فرمایا۔ لہٰذا نہ علی المرتضیٰ خائن و غادر اور نہ ہی فاروق اعظم اور ابوبکر صدیق ایسے ہوئے۔

نوٹ:

نجفی نے کہا۔ کہ اگر ایسی صفات والا اہل سنت کا خلیفہ ہو سکتا ہے۔ تو پھر زرارہ ہمارا راوی انہیں کیوں قبول نہیں۔ اس بارے میں ہم اتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ ابوبکر پر لگائے گئے الزامات لغو اور باطل ہیں۔۔ جبکہ زرارہ پر لعنت کا قول امام جعفر صادق رضی سے ایسا مشہور و معروف ہے۔ کہ کوئی شیعہ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ تنقیح المقال اور رجال کشی میں صراحتہً لعنت کا ذکر موجود ہے۔ یہ دونوں کتابیں عام ملتی ہیں۔ اس لیے زرارہ پر لعنت کا انکار ناممکن ہے۔

چیلنج ۱:

ابوبکر صدیق اور زرارہ کا مقابلہ کرنے والے نجفی وغیرہ کو ہم چیلنج کرتے ہیں۔ کہ تم ہماری کسی کتاب میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعنت کرنا ثابت

marfat.com

کردو۔ تو بیس ہزار روپے نقد انعام دیں گے۔ ورنہ ہم تمہیں تمہاری کتابوں سے امام جعفر کی زرارہ پر ایک نہیں تین مرتبہ لعنت کرنا دکھاتے ہیں۔

رجال کشی:

قَالَ فَابْتَدَأَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ ذِکْرٍ لِزُرَارَۃَ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰہُ زُرَارَۃَ لَعَنَ اللّٰہُ زُرَارَۃَ لَعَنَ اللّٰہُ زُرَارَۃَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

(رجال کشی ص ۱۳۵ ذکر زرارہ بن اعین مطبوعہ کربلا طبع جدید)

ترجمہ:

امام جعفر صادق نے ابتداء میں زرارہ پر لعنت بھیجتے ہوئے تین مرتبہ کہا اللہ تعالیٰ کی زرارہ پر پھٹکار ہو۔ لعنت ہو۔ رحمت سے دوری ہو۔ اسی روایت سے پہلے صفحہ پر یوں مذکور ہے۔ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ لَعَنَ اللّٰہُ بُرَیْدًا لَعَنَ اللّٰہُ زُرَارَۃَ۔ میں نے امام جعفر صادق کو سنا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ لعنت بھیجے۔ برید پر اور لعنت بھیجے زرارہ پر۔

چیلنج ۲:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کے بارے میں فرمایا۔ کہ انہوں نے میری اور میرے والد کی احادیث میں غلط ملط کیا۔ اور غلط احادیث داخل کر دیں (رجال کشی ص ۱۹۶) اگر نجفی وغیرہ کوئی ایک ایسا حوالہ پیش کر دے۔ جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے بارے میں یہی کچھ کہا ہو۔ تو فی حوالہ پچیس ہزار روپے نقد انعام ملے گا۔

marfat.com

اعتراض نمبر ۸

فقہ حنفی کا مایہ ناز راوی عمر بن خطاب ناقابل اعتماد ہیں

اہل سنت کا دوسرا مایہ ناز خلیفہ اور راوی عمر فاروق ہے۔

۱۔ مسلم شریف باب ترک الوصیۃ میں ہے۔ کہ عمر صاحب نے نبی پاک کے بارے میں کہا تھا۔ کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہذیان ہو گیا ہے۔ یعنی وہ بک رہا ہے۔

۲۔ یہ عمر صاحب قائل نواسۂ نبی اور حدیبیہ میں نبوت پر شک کرنے والا ہے۔ خیبر اور احد میں جہاد سے بھاگنے والا ہے۔ اس خلافت کے بھی وارے وارے جاواں جس میں مایہ ناز خلیفہ عمر ہے۔ اور اس فقہ کے بھی قربان جاؤں جس کی حدیثوں کا راوی عمر صاحب ہے۔
(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۳)

جواب الزام ۱:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تاثر دینا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہذیان کہنے والا کہا۔ قطعاً غلط اور باطل ہے۔ اس کا تفصیلی جواب تحفہ جعفریہ جلد سوم ۳۳۵ سے لے کر ص ۳۴۲ پر موجود ہے۔ بطور اختصار یہاں پیش خدمت ہے۔

جواب اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اِیْتُوْنِیْ بِقِرْطَاسٍ فرمایا۔ تو حدیث میں موجود ہے۔ کہ اس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اِنَّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شدید تکلیف میں ہیں آپ لوگ انہیں مزید تکلیف نہ دیں۔ عِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ جب ہمارے پاس قرآن کریم موجود ہے۔ تو ہمیں کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ اس سے سب کچھ حل جائے گا۔

جواب دوم:

یہ بھی احادیث میں موجود ہے۔ کہ جب عمر فاروق نے حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ کہا۔ تو اہل بیت کے کچھ افراد اس کے مؤید اور کچھ مختلف ہو گئے بعض دوسروں نے کہا۔ مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَنْهُ فَقَالَ دَعُونِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ۔ (بخاری جلد ۲ ص ۶۳۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہے کیا آپ کی زبان اقدس سے بے ربط گفتگو نکل سکتی ہے۔ لہٰذا آپ سے اس کا اچھی طرح مفہوم معلوم کرلو۔ یہ معاملہ کتابت جب دوبارہ آپ سے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جس میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو۔

تو معلوم ہوا۔ کہ "أَهَجَرَ" کے الفاظ اہل بیت کے اُن افراد نے کہے تھے۔ جو دوبارہ آپ سے کہی گئی بات دُہرانا چاہتے تھے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدحواسی کے عالم میں تو نہیں فرما رہے۔ اس لیے آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ یہاں "اهجر" میں ہمزہ استفہامیہ موجود ہے۔ اور جہاں موجود نہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بقول وہاں اسے مقدر مانا جائے گا۔ "اگر در بعض روایات حرف استفہام مذکور نہ باشد مقدر است" اب ہمزہ استفہامیہ کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص اس کلام کو خبریہ انداز بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بدحواسی کا اثبات کرتا ہے تو اس سے بڑا نادان اور بے وقوف کون ہو سکتا ہے۔ ؟ اور اس سے بڑھ کر نادانی یہ کہ ان الفاظ

marfat.com

کے کہنے والے اہل بیت اور الزام و اعتراض حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر کیونکر درست ہے

جواب سوئم:

"ایتونی" جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔ جس سے تمام موجود حضرات سے خطاب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے صرف اور صرف مراد حضرت فاروق اعظم لینا بالکل خلاف اصل ہے۔ گویا اہل بیت سے آپ فرما رہے تھے۔ تم میرے پاس قلم و دوات لاؤ۔

جواب چہارم:

"ایتونی" کا امر وجوب کے لیے نہ تھا۔ یا جس مقصد کے لیے آپ منگوانا چاہتے تھے۔ وہ کوئی لازم بات نہ تھی۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میں جب کاغذ دوات آ گئی۔ تو لکھوانے سے انکار نہ فرماتے۔ ان چار عدد جوابات سے معلوم ہوا۔ کہ مذکورہ حدیث کسی طرح بھی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر اعتراض بننے کی گنجائش نہیں رکھتی۔ اور جو مطلب و مفہوم نجفی وغیرہ نے اس کو پہنایا۔ وہ ہرگز ہرگز اس کا مفہوم نہیں ہے۔

جواب الزام ۲:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نواسۂ رسول کے قاتل ہیں"، عجیب الزام ہے۔ جس کا نہ سر پاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے جو شہید ہوئے وہ امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ان کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی۔ لیکن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں انتقال فرماتے ہیں۔ ۳۷ سال پہلے رخصت ہونے والے پر امام حسین کے قتل کا الزام دھرنا کوئی پاگل بھی نہیں کہے گا۔ اگر اس کی کوئی یہ تاویل کرے۔ کہ چلو خود نہ سہی لیکن ان کا بالواسطہ ہاتھ تھا۔ اس طرح کہ عمر بن الخطاب نے امیر معاویہ کو شام کا گورنر بنایا۔ اسی گورنر شام کے بیٹے یزید نے امام حسین کو شہید کروایا۔ لہٰذا امام حسین کی شہادت کی ذمہ داری بالواسطہ عمر بن الخطاب پر پڑتی ہے

marfat.com

تو اس طرح حضرت علی المرتضٰے بھی قتلِ حسین میں ملوث ہونے سے نہ بچ سکیں گے۔ کیونکہ فارس کا گورنر زیاد، حضرت علی المرتضٰے کا مقرر کردہ تھا۔ اور اسی زیاد کے بیٹے نے امام حسین کو قتل کیا تھا۔

الزام مذکور میں نجفی نے یہ بھی لکھا۔ کہ غزوۂ حدیبیہ میں عمر بن الخطاب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شک پڑ گیا۔ یہ الزام بھی بے حقیقت ہے۔ اس کا تفصیلی جواب ابھی تحفہ جعفریہ جلد چہارم ص ۷۶ تا ۹۵ پر دیا جا چکا ہے۔ مختصراً یہ کہ جب صلح حدیبیہ کی شرائط لکھی گئیں۔ تو کفار کی جانب سے کچھ ایسی شرائط پیش کی گئیں۔ جو سراسر ناانصافی پر مبنی تھیں۔ جب ان شرائط کی کتابت حضرت علی المرتضٰے فرمانے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہ الفاظ لکھوائے۔ ھٰذَا مَا قَضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ تو کفار نے آپ کے رسول اللہ لکھوانے پر اعتراض کیا۔ آپ نے بات کو ختم کرنے کی غرض سے اِسے مٹا دینے کو کہا۔ حضرت علی نے ان الفاظ کو مٹانے سے انکار کر دیا۔ حضور نے خود کاغذ لیا اور مذکورہ الفاظ مٹا دیئے۔ اور شرائط جب تحریر ہو چکیں۔ تو فاروق اعظم کا جذبہ ایمانی بول اٹھا۔ ابوبکر صدیق سے کہا۔ کیا ہم مسلمان نہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول برحق نہیں کیا قریش کافر نہیں؟ صدیق اکبر نے کہا۔ کیوں نہیں۔ فاروق اعظم نے کہا۔ کہ پھر ان کفار کی من مانی شرائط ماننے کا کیا مطلب؟ اس پر صدیق اکبر نے کہا۔ چپ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کرتے ہیں وہ اللہ کے حکم سے ہی کرتے ہیں۔ یہی بات چیت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی ہوئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں رسول خدا ہوں اور وہ مجھے کبھی فراموش نہیں کرتا۔ "عمر اظہار پشیمانی کردو باستغفار کردہ است، حضرت عمر نے اپنے رویہ پر پشیمانی کا اظہار کیا اور استغفار میں لگ گئے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۲ از ۲ وقائع سال ششم ہجر مطبوعہ تہران) میں لکھا ہے کہ "... بکفارت ایں جرأت وجسارت نماز و روزہ و تصدق فراواں گذاشتم" اس جرأت کے بدلہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی نفل نمازیں، روزے اور صدقہ

marfat.com

خیرات کیا۔ (جلد دوم ص ۲۱۶ تا ۲۲۶)

اس واقعہ کے ملاحظہ کرنے کے بعد کوئی شخص یہ کیسے کہہ سکتا ہے۔ کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں ایسی جسارت کی۔ جو نجفی وغیرہ نے اپنی تحریر میں پیش کی ہے۔ "عمر فاروق نبوتِ رسول پر شک کرنے والا ہے" اگر کوئی یہ سوچے۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی مخالفت کی اس لیے اُن پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ تو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کیا کہو گے۔ آخر انہوں نے بھی تو لفظ "رسول اللہ" مٹانے سے انکار کر دیا تھا جسے بعد میں خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹایا۔

نوٹ:

اگر نجفی وغیرہ الزام مذکورہ کی تائید میں در منثور کی یہ عبارت پیش کریں۔ وَاللّٰهِ مَا شَكَكْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ اِلَّا يَوْمَئِذٍ۔ خدا کی قسم! جب سے میں مسلمان ہوا ہوں۔ آج کے سوا مجھے کبھی شک نہ پڑا۔ تو اس بارے میں ہم کہیں گے۔ کہ روایت کے مذکورہ الفاظ بخاری جلد اول ص ۳۷۷، ۳۷۸ پارہ گیارہ باب الشروط فی الاجتہاد، مسند امام احمد بن حنبل مبوب المعروف الفتح الربانی جلد ۲۱ ص ۹۵ غزوۂ حدیبیہ میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ صرف در منثور میں علامہ السیوطی نے نقل کیے ہیں۔ السیوطی نے یہ روایت ابن جریر سے نقل کی جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ معمر راوی کے کسی شاگرد نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھ دیے۔ ان الفاظ کے قائل فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر اس مقام پر یہ کہا جائے۔

کہ عمر فاروق کے اس رویہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف و ایذاء ہوئی۔ اور یہ کفر ہے۔ تو اس بارے میں ہم درج ذیل حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔

marfat.com

ناسخ التواریخ:

مسلمانان ازایں شرط شگفتی گرفتند کہ چگونہ مسلمانے را بکافراں باز فرستیم و عمر بن خطاب گفت یا رسول اللہ چگونہ بدیں شرط رضا دہی پیغمبر تبسم فرمود و گفت ہر کہ از ما شدہ بنزد ما مسلمان آید ما اورا باز فرستیم خداوند فرج و فرجی بخشیم و ہر کہ از ماروے بگرداند و بنزدیک کافراں رود باو حاجتے نداریم واو باکافراں سزاوار تر است ...... در غم مباش کہ زیارت کعبہ خواہی کرد و طواف خواہی گذاشت۔

(ناسخ التواریخ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جلد دوم ص ۲۱۹)
(روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۳۶۶)

ترجمہ:

مسلمانوں نے اس شرط پر تعجب کا اظہار کیا۔ کہ ہم کسی مسلمان کو کس طرح کافروں کے پاس بھیجیں گے۔ عمر بن خطاب نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ نے یہ شرط کس طرح بخوشی قبول فرمائی؟ آپ نے تبسم فرما کر کہا۔ جو بھی ان کفار میں سے ہمارے پاس مسلمان آئے گا۔ اور ہم اُسے واپس بھیج دیں گے اللہ تعالیٰ اس کو فراخی و خوشی دکھائے گا۔ اور جو ہم میں سے منہ پھیر کر کفار میں چلا جائے گا۔ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ کافروں کے ساتھ ہی بھلا لگتا ہے۔ تو فکر مند مت ہو۔ کعبہ کی زیارت بھی کرے گا اور طواف بھی کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر بن الخطاب کے سوال پر تبسم فرمانا اس امر کی

marfat.com

دلیل ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کے سوال کرنے پر بُرا نہیں منایا تھا۔ بلکہ اس شرط کی حکمت سمجھا کر آخر میں خوشخبری بھی دی۔ کہ تجھے کعبہ پاک کی زیارت وطواف کا شرف حاصل ہوگا۔ باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ پیشانی اور تبسم فرماتے ہوئے جواب دیا۔ پھر بھی عمر بن الخطاب۔ کے دل میں محبت مصطفیٰ نے انہیں اس پر شرمندگی کا احساس دلایا۔ اور وہ اس کے پیش نظر صدقہ وخیرات کر کے دل کو تسکین واطمینان دیتے رہے۔ یہ واقعہ تو عمر بن الخطاب کے کمالِ ایمان اور محبت کا دیر دلالت کرتا ہے۔ لیکن حسد وبغض کی آنکھ کو بجز عیب ونقص کے کچھ دکھائی نہ دے۔ تو اس میں کسی کا کیا قصور؟

اس اعتراض کا آخری حصہ بھی ایک اعتراض ہے۔ وہ یہ کہ عمر بن الخطاب۔ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد اور خیبر سے بھاگ گئے تھے۔ اس معاملہ میں بھی حقیقت حال یُوں ہے۔ کہ خیبر کی جنگ میں ان کو فتح حاصل نہ ہوئی تھی۔ اس قدر تو کتب تاریخ میں مذکور ہے۔ لیکن آپ کا کفار سے بھاگ کھڑے ہونا یہ نجفی کی اختراع کے سوا کچھ نہیں۔ باقی رہا غزوۂ احد میں سے بھاگنا تو چونکہ کفار نے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اس لیے مسلمانوں کی کثیر تعداد میدان میں قائم نہ رہ سکی لیکن یہ کہنا کہ ان تمام میں سے عمر بن الخطاب میدانِ جنگ سے یُوں دوڑے کہ گھر میں آکر سانس لیا۔ یا کسی خفیہ جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ ان کے سوا باقی تمام مسلمان پھر میدان میں آگئے۔ تو یہ بات ہرگز ہرگز مبنی برحقیقت نہیں ہے۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو آواز دی۔ تو سب سے پہلے لبیک کہنے والے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے حضرات میں عمر بن الخطاب بھی تھے۔ تھوڑے سے وقت کے لیے اِن صحابہ کرام سے لغزش ہوئی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ (اللہ نے انہیں یقیناً معاف کر دیا۔) نازل فرما کر ان کی تقصیر معاف کر دی۔ اب ان کی معافی ہو جانے کے بعد نجفی کو اگر دکھ ہوتا ہے۔ تو ہم اس کا کیا علاج کریں۔ جبکہ سیدنا عمر بن الخطاب۔ رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزامات سراسر باطل اور لغو ٹھہرے۔ تو پھر جس فقہ کو ان جیسا بنا گیا۔ وہ

marfat.com

بھی صحیح اور حق ثابت ہوئی حضرت عمر بن الخطاب کو نجفی اچھا کہے یا نہ کہے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

نہج البلاغہ:

لِلّٰہِ بِلَادُ فُلَانٍ فَلَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ وَدَاوَی الْعَمَدَ وَ اَقَامَ السُّنَّۃَ وَخَلَّفَ الْفِتْنَۃَ ذَھَبَ نَقِیَّ الثَّوْبِ قَلِیْلَ الْعَیْبِ اَصَابَ خَیْرَھَا وَ سَبَقَ شَرَّھَا اَدّٰی اِلَی اللّٰہِ طَاعَتَہٗ وَ اتَّقَاہُ بِحَقِّہٖ

(نہج البلاغہ ص ۳۵۰ خطبہ ۲۲۸)

ترجمہ:

اللہ تعالیٰ عمر فاروق کے شہروں کو برکت دے انہوں نے ٹیڑھی راہ کو سیدھا کیا۔ اور بیماری کا علاج کیا۔ مختلف شہروں کے باشندوں کو دین اسلام کی طرف پھیرا۔ سنت کو قائم کیا۔ حضور کے احکام کو جاری کیا۔ اور فتنے کو پس پشت ڈالا۔ آپ کا زمانہ فتنہ و فساد سے پاک رہا۔ اور دنیا سے کم عیب اور پاک جامے کر رخصت ہوئے۔ اور خلافت کی بھلائیوں کو پایا اور اس کے شر سے پہلے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا۔ اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کیا۔

احقاق الحق:

ھُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ فَمَا تَا عَلَیْہِ عَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ

marfat.com

يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(۱۔احقاق الحق صفحہ ۱۶)

(۲۔انوار نعمانیہ جلد۱ ط۹۹)

ترجمہ:

ابوبکر و عمر دونوں عادل اور منصف امام تھے حق پر زندہ رہے اور اُسی پر پر فائز ہوا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو۔

لمحہ فکریہ:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں حضرت علی المرتضےٰ اور دیگر حضرات اہل بیت نے بہت کچھ بیان فرمایا۔ یہاں اس کا تذکرہ کرنا بے محل ہے۔ صرف ایک دو حوالہ جات اس لیے پیش کیے تا کہ نمونہ کے طور پر ائمہ اہل بیت کی عقیدت کا آپ اندازہ کر سکیں۔ ایسی بزرگ شخصیت کے مقابلہ میں زرارہ کی کیا وقعت اور حیثیت جسے نجفی پیش کر رہا ہے۔ نجفی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے بہرحال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عادل منصف اور حق کے شیدائی تھے۔ اور زرارہ خود اپنے ائمہ کی احادیث میں غلط بیانی کی وجہ سے ملعون کاذب اور باطل کا ہم نوا ہے۔ اسی لیے ایسے راوی کی روایات سے جمع شدہ فقہ بھی ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ یہ خود۔ اس کے مقابلہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کی فقہ قابل ستائش اور منظور خدا و رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ اور حق و باطل کو سمجھنے کے بعد حق قبول کرنے اور باطل کو رد کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۹

جیشِ اسامہ سے پیچھے رہنے والے ارشادِ نبی کے مطابق لعنتی تھے اور یہی لوگ فقہ حنفی کی بنیاد ہیں

کتاب الملل والنحل جلد اول ذکر بارہ اختلاف میں لکھا ہے۔ کہ حضور نے بوقت موت فرمایا تھا۔ لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامۃ۔ کہ جو لشکر اسامہ کے ساتھ نہ جائے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ ابوبکر و عمر بھی اس لشکر میں تھے اور ساتھ نہیں گئے تھے۔ بلکہ واپس آ گئے تھے۔ فقہ حنفیہ بنے بنے جن لوگوں پر نبی لعنت فرمائے وہ فقہ حنفیہ کے خلیفہ بھی ہیں راوی اور امام بھی ہیں۔ چشم بددور شالا نظر نہ لگے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ فقہ جعفریہ والے راویوں کو چھوڑ دیں۔ اور فقہ حنفیہ والے ایسے خلیفوں کو چھوڑ دیں۔ جن پر نبی نے لعنت فرمائی ہے۔ اور پھر حساب کر کے دیکھیں کہ گھاٹے میں کون ہے۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۴)

جواب اول:

صاحب الملل والنحل محمد بن عبدالکریم شہرستانی اسماعیلی شیعہ ہے۔ بلکہ غالی شیعہ ہے۔ اور اس پر الحاد اور بے دینی تک کے الزامات بھی ہیں۔ لہٰذا عقائد کے ضمن میں ایسے شخص کی بات خصوصاً خلفائے ثلاثہ پر طعن کے معاملہ میں کوئی تحریر کس طرح قابل حجت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ شیعہ غالی اور بے دین ہونے کی وجہ سے اس سے ایسی تربیع کرنا عبث ہے۔

طبقات شافعیۃ الکبریٰ:

فی تاریخ شیخنا الذہبی ان ابن السمعانی ذکرہ فی

marfat.com

كَانَ مُتَّهِمًا بِالْمَيْلِ إِلَى اَهْلِ الْقِلَاعِ يَعْنِي إِسْمَاعِيلِيَّه وَالدَّعْوَةِ إِلَيْهِمْ وَالنُّصْرَةِ لِطَاعَتِهِمْ وَاَنَّهُ قَالَ فِي التَّحْبِيرِ اِنَّهُ مُتَّهِمٌ بِالْإِلْحَادِ وَالْمَيْلِ إِلَيْهِمْ غَالٍ فِي التَّشَيُّعِ۔

(طبقات شافعیۃ الکبریٰ جز۴ ص ۷۹)

ترجمہ:

ہمارے شیخ علامہ ذہبی کی تاریخ میں ہے۔ کہ ابن سمعانی نے صاحب الملل والنحل کے بارے میں ذکر کیا۔ کہ وہ اسماعیلیہ فرقہ کی طرف میلان رکھنے کا متہم تھا۔ لوگوں کو اُن کے عقیدہ کی طرف بلاتا اور ان کی اطاعت کرنے پر مدد کرتا۔ اور تحبیر میں کہا ہے۔ کہ وہ الحاد سے متہم تھا۔ کٹر شیعہ تھا۔

جواب دوم:

اس اعتراض کا تفصیلی جواب تحفہ جعفریہ جلد سوم ص ۳۵۷ تا ۳۷۹ پر موجود ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا" کے الفاظ شہرستانی کے علاوہ کسی اور نے ذکر کیے۔ اسی کی تائید ایک بہت بڑے شیعہ عالم نے بھی ان الفاظ میں کی ہے۔

"محمد بن عبدالکریم شہرستانی در کتاب ملل ونحل کردہ کہ پیغمبر فرمود جَهِّزُوا جَيْشَ اُسَامَةَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا وهمچنین در این حدیث اگرچہ متواتر است ولے ذیل آں [illegible] مشتمل بر لعن است از طرق عامہ کن بندہ در غیر ملل ونحل ندیدہ ام۔"

(ضیاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور مطبوعہ بمبئی ص ۲۶۰ سن طباعت ۱۳۱۰ھ)

marfat.com

ترجمہ:

محمد بن عبدالکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی۔ جھزو اجیشی الخ جناب اسامہ کے لشکر کے ساز و سامان کی تیاری کرو جو اس سے پیچھے رہا اس پر اللہ کی لعنت اس حدیث کا ابتدائی حصہ اگرچہ متواتر ہے۔ لیکن آخری حصہ جو کہ لعنت کے مضمون پر مشتمل ہے عام طریقوں سے راقم کو ماسوا ملل ونحل کے اور کہیں نہیں ملا۔

جواب سوم:

واقعہ مذکورہ تاریخ کی روشنی میں مختصر یوں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو دوشنبہ ۲۶ صفر ۱۱ھ کو رومیوں سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔

۲۷ صفر کو انہیں لشکر کی سرداری عطاء کی گئی۔ ۲۸ صفر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شدید بیمار ہو گئے۔ ۲۹ صفر کو آپ نے اسامہ کے لیے اپنے ہاتھ سے جھنڈا تیار کر کے دیا۔ اور فرمایا نکلو اور جہاد کرو۔ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر شام کی طرف مقام جرفا میں قیام کیا۔ تا کہ فوج اکٹھی ہو جائے۔ ابوبکر عمر ابیعبیدہ بن جراح نے شرکت کی تیاری کی۔ آٹھ ربیع الاول کی صبح تک تیاری مکمل ہو گئی۔ اسی دن حضور نے شدتِ مرض کی وجہ سے ابوبکر کو نماز کا خلیفہ مقرر فرمایا۔ دیگر صحابہ کرام دس ربیع الاول تک گروہ در گروہ لڑائی کے لیے لشکر میں پہنچ چکے تھے۔ گیارہ ربیع الاول کو حضرت اسامہ نے حضور سے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر لشکر کو خروج کا حکم دیا۔ خود سوار ہو کر جانے کے لیے تیار تھے۔ کہ ان کی والدہ ام ایمن کی طرف سے پیغام ملا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت رحلت قریب معلوم ہوتا ہے۔ یہ پیغام سن کر اسامہ، عمر فاروق اور عبیدہ ابن جراح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

مختصر طریقہ سے ذکر کردہ واقعہ پر نظر دوڑائیے۔ کہ کس طرح اس سے ثابت ہوتا ہے

marfat.com

کہ ابوبکر و عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے گریز کیا ہے۔؟ صاف ظاہر ہے کہ لشکر اسامہ میں شرکت کا حکم بھی آپ کا اور مصلیٰ امامت پر کھڑا ہونے کا ارشاد بھی آپ کا تھا۔ اور دوسرے صحابہ امامِ امین کا پیغام سن کر واپس آئے۔ جو حقیقت پر مبنی تھا۔ کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو انتقال ہو گیا تھا۔

جواب چہارم:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین و تدفین مکمل ہو گئی۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب اسامہ کو حکم دیا۔ شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ دیگر صحابہ کرام نے کہا۔ کہ ابھی توقف فرمائیں۔ ایک حضور کی وفات کا صدمہ اور دوسرا قبائل میں سے کچھ کا زکوٰۃ دینے سے انکار کا فتنہ اس لیے حالات کی بہتری تک اس پروگرام کو معطل کر دیا جائے۔ اس کے جواب میں ابوبکر نے کیا کہا۔ ایک شیعہ مصنف مرزا تقی کی زبانی سنیے۔

ناسخ التواریخ:

من فرمان پیغمبر دگرگون نکنم و خداوند بیچوں را محافظ خویشتن دانم۔

(ناسخ التواریخ جلد اول ص ۱۸۰ تاریخ الخلفاء گسیل شدن اسامہ ابن زید)

ترجمہ:

میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ہرگز ٹال نہیں سکتا۔ اور اللہ بے نیاز کو اپنا محافظ جانتا ہوں۔

جب لوگوں نے آپ کی اس پختگی کا مظاہرہ دیکھا تو عمر بن خطاب سے عرض کیا۔ آپ انہیں کچھ سمجھائیں۔ چنانچہ عمر بن الخطاب کو جو جواب ملا وہ بھی اسی شیعی کی زبانی سن لیجیے

اے عمر! سخن دیوانگان گوئی آں را کہ پیغمبر برداشتہ است من چگونہ توانم پست کرد

marfat.com

ترجمہ:

اے عمر! دیوانوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ وہ کہ جسے سرکار دو عالم نے بلند کیا ہو۔ میں ابوبکر اُسے کس طرح پست کر سکتا ہوں۔

نتیجہ:

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام کے روکنے کے باوجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیار کردہ لشکر کو روانہ کر دیا۔ اس میں ابوبکر صدیق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کی۔ لہٰذا انجنی کا یہ کہنا ملعون دماغ کی اختراع ہے۔ فقہ جعفریہ والے ایسے راویوں کو چھوڑ دیں جن پر امام نے لعنت کی اور فقہ حنفیہ والے ایسے خلیفوں کو چھوڑ دیں جن پر نبی نے لعنت کی روایت۔ مذکورہ میں ابوبکر صدیق پر لعنت کا کوئی شائبہ تک ثابت نہیں ہوتا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ایک ملعون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کا امام بنا رہے ہوں۔ اب صرف ایک شق باقی رہ گئی۔ وہ یہ کہ زرارہ وغیرہ راویانِ ائمہ اہل بیت پر تو لعنتِ ائمہ بالتصریح موجود ہے۔ لہٰذا ان ملعون رواۃ کی ریت پر بنائی گئی فقہ جعفریہ کی عمارت کا الزام فطری امر ہے۔ لیکن یہ لوگ زرارہ کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے چھوڑنے سے امام باقر کی تعلیمات ہباءً منثوراً ہو جاتی ہیں۔

رجال کشی:

فَقَالَ لِی لَوْلَا زُرَارَۃُ لَظَنَنْتُ اَنَّ اَحَادِیْثَ اَبِیْ سَتَذْهَبُ۔

(رجال کشی ص ۱۲۲)

marfat.com

ترجمہ:

امام جعفر صادق نے ابوبصیر سے کہا۔ اگر زرارہ صاحب نہ ہوتے تو میرے والد امام باقر کی احادیث ختم ہو جاتیں۔

رجال کشی:

برید بن معاویہ العجلی و ابا لیث بن البختری المرادی و محمد بن مسلم و زرارہ اربعۃ نُجَبَاءُ اُمَنَاءُ اللّٰہِ عَلٰی حَلَالِہٖ وَ حَرَامِہٖ لَوْلَا ھٰؤُلَاءِ اِنْقَطَعَتْ اٰثَارُ النُّبُوَّۃِ وَ انْدَرَسَتْ۔

(رجال کشی ص ۱۵۲)

ترجمہ:

برید بن معاویہ العجلی، ابو لیث بن بختری مرادی، محمد بن مسلم اور زرارہ چار شخص بہت پاکیزہ حضرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کے امین ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو نبوت کے آثار ختم ہو گئے ہوتے اور مٹ گئے ہوتے

نتیجہ:

اہل سنت جن حضرات کو خلفاء راشدین مانتے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں۔ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔ جن کو آپ کا مصلیٰ ملا ان کے جنتی ہونے کو اہل تشیع کا مصنف بھی تسلیم کرتا ہے۔ لوامع التنزیل میں ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ "جس نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا یا جس کو میں نے اپنی بیٹی نکاح میں دی ایسے لوگوں کے لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا وعدہ لے لیا ہے۔" لہٰذا ان کے بارے میں لعنت کا تصور کرنے والا بھی ملعون ہے۔ اس کے خلاف جن راویوں پر فقہ جعفریہ

marfat.com

کا دارو مدار ہے۔ وہ خود امام جعفر کے بقول ملعون ہیں۔ اور ان چاروں کو اگر نکال دیا جائے تو فقہ جعفریہ کا کچھ بھی نہیں بچتا۔ چونکہ فقہ جعفریہ ان کی مرتب شدہ ہے۔ اور یہ عند الامام ملعون لہذا ان ملعونوں کی مرتب کردہ فقہ بھی ملعون اور بے اصل ہے۔ اب حساب ہم نے کر دیا۔ دیکھیں گے ناظرین کہ کون ڈوبا اور کون کنارے لگا۔

اعتراض نمبر ۱

سنیوں کی فقہ کا ایک اور مایہ ناز راوی عثمان بن عفان ہے۔ جس نے قرآن جلوا دیئے تھے۔

اہل سنت کے ایک اور مایہ ناز خلیفہ اور راوی عثمان صاحب بھی ہیں بخاری شریف باب، جمع القرآن میں لکھا ہے۔ کہ

۱۔ اس شخص نے قرآن جلائے

۲۔ اسی خدمت دین کے صلے میں اصحاب نبی نے اسے قتل کر دیا تھا۔

۲۔ اور بی بی عائشہ نے ہی اسے قتل کا حکم دیا تھا۔

(فقہ حنفیہ ص ۲۴)

جواب الزام ۱:

اگر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ عثمان غنی نے تمام قرآن کے نسخہ جات جلا دیئے تھے۔ تو پھر اعتراض اٹھتا ہے۔ کہ اہل تشیع کے پاس صحیح قرآن کہاں سے آیا۔ اور کس سے ملا۔؟ دراصل اہل تشیع کی طرف سے نجفی اس اعتراض میں بھی غلط وکالت کر رہا ہے۔ وہ اس بات سے ثابت یہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ عثمان غنی نے جب قرآن جلا دیا۔ تو آج تک موجود قرآن کہاں سے آگیا۔؟ حالانکہ اس موجود قرآن کو اہل تشیع صحیح مانتے ہی نہیں۔ بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے۔ کہ صحیح قرآن امام غائب کے پاس ہے۔ وہ غار میں اسے اپنے ساتھ رکھے

marfat.com

ہوئے ہیں۔ جب آئیں گے تو ساتھ لائیں گے۔ حضرت عثمان غنی کے قرآن جلانے کا جو واقعہ کتب میں مذکور ہے۔ وہ یہ کہ کچھ لوگوں نے آیات قرآنی پر تفسیری نوٹ لکھ رکھے تھے۔ اور بعض کے پاس منسوخ التلاوۃ آیات بھی لکھی پڑی تھیں۔ آپ نے ایسی تحریرات کو ایک خطرے کے پیش نظر جلایا تھا۔ وہ یہ تھا کہ کہیں زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ آنے والے لوگ ان تفسیری تحریروں کو بعینہٖ قرآن کی آیات نہ سمجھ لیں۔ چونکہ اختلاف قرأت نے ایک مستقل جھگڑا کھڑا کر رکھا تھا۔ اس لیے اس خطرہ کو تقویت ملتی تھی۔ لہٰذا آپ نے اصل قرآن اور تفسیری تحریر کے درمیان فرق کے پیش نظر یہ قدم اٹھایا۔ تاکہ آئندہ چل کر کوئی جھگڑا اناالله کھڑا ہو۔ یاد رہے کہ ہم نے تحریف قرآن کے بارے میں ایک مستقل بحث لکھی ہے جو تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس بحث کو ہم نے عقائد جعفریہ جلد سوم میں تفصیل سے لکھا ہے۔

جواب الزام ۲:

"حضرت عثمان کی شہادت قرآن جلانے کی وجہ سے ہوئی" یہ سراسر بہتان ہے اور کذب ہے جو نجفی نے صحابہ کرام پر لگایا۔ اہل سنت کی کتب اس کی واضح تردید کرتی ہیں۔

البدایہ والنہایۃ:

وَاَمَّا مَا يَذْكُرُهُ بَعْضُ النَّاسِ مِنَ اَنَّ بَعْضَ الصَّحَابَةِ اَسْلَمَهُ وَرَضِيَ بِقَتْلِهِ فَهٰذَا لَا يَصِحُّ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّهُ رَضِيَ بِقَتْلِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ بَلْ كُلُّهُمْ كَرِهَهُ وَمَقَتَهُ وَسَبَّ مَنْ فَعَلَهُ

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۹۸)

marfat.com

ترجمہ:

بہر حال جو کچھ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے بعض عثمان غنی کے قتل کو درست فعل قرار دیتے تھے اور اس پر راضی تھے۔ تو یہ کسی ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں ہے۔

کہ وہ عثمان غنی کے قتل پر راضی تھا۔ بلکہ تمام صحابہ نے اسے ناپسند کیا۔ اور اس پر غصہ کا اظہار کیا اور قتل کرنے والوں کو برا بھلا کہا۔ لہذا ثابت ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قتل عثمان پر ہرگز خوش نہ تھے۔ اور نہ ہی ان کا کوئی اس میں دخل تھا۔ کچھ لوگوں کا بھی کی طرح خیال تھا کہ علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا قتل عثمان میں دخل تھا۔ اس پر علی المرتضےٰ نے حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا۔ میں حلفیہ کہنے کو تیار ہوں۔ کہ میرا قتل عثمان میں کوئی دخل نہیں۔ تاریخ یعقوبی جلد دوم کو دیکھیں۔

جواب الزام ۳:

"سیدہ عائشہ نے قتل عثمان کا حکم دیا تھا" اس کا تفصیل جواب تحفہ جعفریہ جلد پنجم کے ص ۲۸ تا ۱۰ پر ہم نے تحریر کیا ہے۔ جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

۱۔ مذکورہ واقعہ کسی سند اور صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے۔ لہذا ناقابل تسلیم ہے۔ اگر کوئی ایک ایسی حدیث پیش کر دے تو فی حوالہ بیس ہزار روپے نقد انعام حاصل کرے۔ اس کی تردید صحیح حدیث سے ملاحظہ ہو۔

طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا ابو معاویۃ الضریر قال اخبرنا الاعمش عن خیثمۃ عن مسروق عن عائشۃ قالت حین

marfat.com

قَتَلَ عُثْمَانُ تَرَكْتُمُوهُ كَالثَّوْبِ النَّقِيِّ مِنَ الدَّنَسِ ثُمَّ قَرَّبْتُمُوهُ تَذْبَحُونَهُ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ هَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ هٰذَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ هٰذَا عَمَلُكِ اَنْتِ كَتَبْتِ اِلَى النَّاسِ تَأْمُرِيْنَهُمْ بِالْخُرُوْجِ اِلَيْهِ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا وَالَّذِيْ اٰمَنَ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَكَفَرَ بِهِ الْكَافِرُوْنَ مَا كَتَبْتُ اِلَيْهِمْ بِسَوْدَاءَ فِيْ بَيْضَاءَ حَتّٰى جَلَسْتُ مَجْلِسِيْ هٰذَا قَالَ الْاَعْمَشُ فَكَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهُ كُتِبَ عَلٰى لِسَانِهَا۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۸۲ تذکرہ عثمان بن عفان مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

جناب مسروق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔ کہ جب عثمان غنی کو قتل کر دیا گیا تو سیدہ عائشہ نے کہا۔ تم نے اُسے (عثمان) صاف ستھرے کپڑے کی مانند چھوڑا پھر تم قریب آئے اور اس طرح بے دوری سے اُسے قتل کر دیا۔ جس طرح بھیڑ بکری ذبح کی جاتی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوا؟ یہ سن کر مسروق نے سیدہ سے کہا۔ یہ تو آپ کا ہی عمل ہے۔ کیونکہ آپ نے ہی لوگوں کو لکھا تھا۔ کہ عثمان غنی پر خروج کر دیا جائے۔ مائی صاحبہ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ اس خدا کی قسم جس پر مومن ایمان لاتے ہیں اور کافروں نے جس کا انکار کیا میں نے ان کی طرف کسی سفید کاغذ پر کوئی حرف نہ لکھا۔ یہاں تک کہ میں اس جگہ تمہارے سامنے بیٹھی ہوں۔ اعمش نے کہا۔ سو لوگوں کی رائے یہ تھی

رکچھ آدمیوں نے (از روئے شرارت) مائی صاحبہ کی طرف سے تحریری کام کیا۔

حوالہ بالا سے معلوم ہوا۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف قتل عثمان کی نسبت کرنا درست نہیں۔ کیونکہ یہی بات جناب مسروق نے جب مائی صاحبہ سے کہی تو آپ نے علیٰ الاعلان اس کی تردید فرمادی۔ یہ حدیث سند کے اعتبار سے اور روایان کے اعتبار سے قابل استدلال ہے۔ کیونکہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس کی تفصیل تحفہ جعفریہ جلد پنجم از ص ۵۰ تا ص ۶۰ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱

سنیوں کی فخر کی ایک مایہ ناز راوی بی بی عائشہ ہے بقول ابوہریرہ شیشے اور سرمے سے فرصت نہ تھی (معاذ اللہ)

اہل سنت کی محدثوں کی ایک مایہ ناز راویہ بی بی عائشہ بھی ہے۔ کتاب اضواء علی السنۃ المحمدیہ ص ۲۰۴ میں لکھا ہے۔ کہ ابوہریرہ نے بی بی عائشہ سے کہا تھا۔ شَغَلَكَ عَنْهُ الْمِرْاٰةُ وَالْمُكْحُلَةُ۔ کہ شیشے اور سرمے کی کاروائی نے نبی کی حدیث یاد کرنے سے آپ کو باز رکھا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان بیان کی ہے ابوہریرہ نے بی بی عائشہ کی معلوم ہوا کہ حنفیوں نے خُذُوْا شَطْرَ دِیْنِکُمْ عَنْ ھٰذِہِ الْحُمَیْرَاءِ۔ کہ آدھا دین حمیرا سے لو۔ یہ ایک ڈھکوسلا بنایا ہے۔ کیونکہ بی بی عائشہ کو ہار سنگار اور میک اپ سے فرصت ہی کیا ملتی تھی۔ جواب کے کتے بھی اسی بی بی کو بھونکتے تھے اور عثمان صاحب کے قتل کا فتویٰ صادر فرما کر انہیں بھی اسی سے ذبح کروایا۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۴۔۲۵)

جواب:

کتاب "اضواء السنۃ المحمدیہ" جس میں سے ایک عبارت اعتراض بالا میں دی گئی اسی کتاب کی ایک اور عبارت چند سطور بعد نجفی نے بطور اعتراض ذکر کی۔ گویا مذکورہ کتاب سے

marfat.com

دو اعتراض کیے گئے۔ ایک یہ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ آپ اپنی زیب و زیبائش میں لگی رہتی ہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی طرف آپ کی توجہ کم رہتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا جھوٹی احادیث بیان کرتی تھیں۔ اس بنا پر فاروق اعظم نے ان کی پٹائی بھی کی تھی۔ یہ کتاب ابوریہ محمود کی تصنیف ہے۔ اور اس کے مصنف کی شیعیت اور بدزبانی خود اس کی تصانیف بیان کرتی ہیں۔ کتاب مذکورہ میں حضرات صحابہ کرام پر نازیبا اعتراضات کیے گئے۔ ایک اور تصنیف "ابوہریرہ" نامی میں اس نے اپنی شیعیت کا کھل کر اظہار و قرار کیا۔ اس بارے میں ہم آگے چل کر کچھ بیان کریں گے۔ رہا یہ اعتراض کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو ابوہریرہ نے وہ باتیں کہیں۔ جو اس کتاب میں مذکور ہیں۔ تو سب سے پہلے اس کی تردید یا ابطلان یوں ہے۔ کہ اس روایت کی کوئی سند پیش نہیں کی گئی۔ لہٰذا بے سند روایت سے اعتراض نہیں بن سکتا۔ پھر اسی مصنف نے اسی روایت کو "ابوہریرہ" نامی کتاب میں ذکر کر کے یہاں یہ تاثر دیا۔ کہ ابوہریرہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ کی ان الفاظ سے گستاخی کی۔ لہٰذا یہ کہنا پڑے گا۔ ابوریہ محمود نہ تو سیدہ عائشہ صدیقہ کا احترام کرنے والا اور نہ ہی حضرت ابوہریرہ کا غم خوار ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر ایسی باتیں لکھیں۔ کہ اُن سے اِن کا صحابی ثابت ہونا کجا مسلمان ہونا بھی محل نظر ہو جاتا ہے۔ انہیں پیٹ کی خاطر اسلام قبول کرنے والا کہا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نجفی کو سیدہ عائشہ صدیقہ پر اعتراض کرنے کے لیے اس خبیث مصنف کی خبیث تصنیف کا سہارا لینا پڑا۔ اس لیے ایسے مصنف کی ایسی تصنیف سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر اعتراض کرنا قطعاً قابل قبول نہیں۔ اگر مذکورہ عبارت کو بفرض محال تسلیم کر لیا جائے۔ تو بھی زیادہ سے زیادہ ان دونوں کے مابین مکالمہ کی صورت میں یہ باتیں ہو سکتی ہیں۔ یعنی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر اعتراض کرنا قطعاً قابل قبول نہیں۔ اگر مذکورہ عبارت کو بفرض محال ان دونوں کے

marfat.com

مابین مکالمہ کی صورت میں یہ باتیں ہو سکتی ہیں۔ یعنی سیدہ عائشہ نے کہا ہو۔ اے ابوہریرہ! تم اتنی احادیث کیسے یاد کر لیتے ہو؟ ابوہریرہ نے کہا حضور نے مجھے دعا دی تھی۔ پھر مائی صاحبہ نے پوچھا۔ تمہیں اتنی احادیث سننے کے مواقع کیسے میسر آتے ہیں۔ ابوہریرہ نے کہا ہو۔ کہ میں فارغ ہوتا ہوں۔ میرے پاس وقت کافی ہوتا ہے۔ آپ کی طرح میری ذمہ داریاں نہیں۔ آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کی خاطر کچھ وقت بناؤ سنگار کے لیے بھی نکالنا ہوتا ہے۔ اس لیے احادیث سننے کے مواقع مجھے زیادہ ملتے ہیں۔ یہ بات اسی طرح ہو گی۔ جس طرح ابوہریرہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے ساتھی مہاجر و انصار میری کثرت روایاتِ حدیث پر تعجب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان میں سے مہاجرین حضرات تجارت میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ اور انصار حضرات کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں۔ میں ان دونوں کاموں سے فارغ ہوں۔ اس لیے ان حضرات کا تعجب کوئی انوکھی بات نہیں۔

متصدیہ ہے۔ کہ اگر حضرت ابوہریرہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کثرت روایاتِ حدیث نہ کرنے کی وجہ بیان کر دی کہ آپ کو بناؤ سنگھار بھی تو کرنا ہوتا ہے تو اس میں کون سی قباحت ہے۔ اگر بناؤ سنگھار کیا تھا تو وہ بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ ہر وقت اسی کام میں مصروف رہتی تھی حورت۔ کے اس فطری کام کو ان دونوں شیعوں (نجفی اور ابوریہ محمود) نے نقص سمجھ۔ یہ دراصل لینکو وجہ و بغض کی نشانی ہے۔ یہی مصنف حضرات صحابہ کرام پر الزام دھرتے ہے۔ کہ انہوں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی تنقیص پر مشتمل احادیث خود بنائیں۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

ابوھریرہ:

ابو هريرة [illegible] احاديث على رسول الله

marfat.com

وَضَعَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَحَادِيْثَ كَثِيْرَةً عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
يَقُوْلُ بِنَا الْحَدِيْثُ لَوْ اَتَيْتَنَا بِهَا كُلِّهَا فَكَتَبْتَنِيْ بِهَا مِثَالٌ
قَلِيْلَةٌ تُغْنِيْ عَنْ غَيْرِهَا۔

۱۔ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرِ الْاِسْكَافِيْ اِنَّ مُعَاوِيَةَ وَضَعَ قَوْمًا
مِنَ الصَّحَابَةِ وَقَوْمًا مِنَ التَّابِعِيْنَ عَلٰى رِوَايَةِ
اَخْبَارٍ قَبِيْحَةٍ فِيْ عَلِيٍّ تَقْتَضِي الطَّعْنَ فِيْهِ وَالْبَرَاءَةَ
مِنْهُ وَجَعَلَ لَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ جُعْلًا يُرْغَبُ فِيْ مِثْلِهٖ فَاخْتَلَقُوْا
مَا اَرْضَاهُ۔ مِنْهُمْ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَعَمْرُو ابْنُ الْعَاصِ وَ
مُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ وَمِنَ التَّابِعِيْنَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

۲۔ رَوَى الْاَعْمَشُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ اَبُوْهُرَيْرَةَ الْعِرَاقَ مَعَ
مُعَاوِيَةَ عَامَ الْجَمَاعَةِ سنہ ۴۱ھ جَاءَ اِلٰى مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ
وَقَالَ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ اَتَزْعُمُوْنَ اَنِّيْ اَكْذِبُ عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاُحْرِقُ نَفْسِيْ
بِالنَّارِ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ
وسلم يَقُوْلُ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَرَمًا وَاِنَّ حَرَمِيْ بِالْمَدِيْنَةِ
مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهِمَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ
لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ وَاَشْهَدُ بِاللّٰهِ
اَنَّ عَلِيًّا اَحْدَثَ فِيْهَا فَلَمَّا بَلَغَ مُعَاوِيَةَ قَوْلُهٗ اَجَازَهٗ
وَاَكْرَمَهٗ وَوَلَّاهُ اِمَارَةَ الْمَدِيْنَةِ۔

(ابوہریرۃ صفحہ ۲۳۶
مطبوعہ لبنان)

ترجمہ:

(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے خلاف جھوٹی احادیث بنایا کرتا تھا۔)

ابو ہریرہ نے علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے خلاف بکثرت احادیث گھڑیں ان تمام کا تفصیلی ذکر کتاب کو بہت طویل کر دے گا۔ اس لیے ہم ایسی چند احادیث پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ان سے آپ دوسری بکثرت چھوڑی گئی احادیث کا اندازہ لگا سکیں گے۔

ابو جعفر اسکافی کہتا ہے کہ امیر معاویہ نے صحابہ کرام اور تابعین کرام میں سے ایک ایک جماعت اس کام کے لیے مقرر کی۔ کہ وہ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے خلاف احادیث بنایا کریں۔ جن قبیح حدیثوں میں ان پر طعن کا جواز نکلتا ہو۔ اور ان سے بیزاری کا اظہار ہوتا ہو۔ امیر معاویہ نے اس کام کے لیے انہیں بھاری معاوضہ دینے کی پیش کش کر رکھی تھی۔ تاکہ وہ اسے بخوشی کریں۔ لہٰذا انہوں نے امیر معاویہ کی حسب منشا احادیث گھڑیں ان لوگوں میں سے ابو ہریرہ، عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ تھے، اور تابعین میں سے عروہ بن زبیر وغیرہ تھے۔

اعمش بیان کرتا ہے۔ کہ جب ابو ہریرہ عراق میں امیر معاویہ کے ساتھ آئے یہ عام الجماعۃ ۴۱ھ کا واقعہ ہے۔ یہاں آکر ابو ہریرہ کوفہ کی ایک مسجد میں گئے۔ اور موجود لوگوں سے کہا۔ اے اہل عراق! کیا تم میرے بارے میں یہ زعم کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی جھوٹی حدیث بیان کروں گا۔ اور ایسا کر کے میں اپنے آپ کو آگ میں جلاؤں گا۔ خدا کی قسم! میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

marfat.com

کہ بے شک ہر نبی کا حرم ہوتا ہے۔ اور میرا حرم مدینہ میں عیر اور ثور کے مابین جگہ ہے۔ لہٰذا جس نے ان دونوں مقامات کے اندر کوئی نئی بات نکالی۔ تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت۔ میں اللہ تعالیٰ کی گواہی دے کر کہتا ہوں، کہ علی المرتضیٰ نے ان دونوں جگہوں کے درمیان نئی بات نکالی ہے۔ جب ابو ہریرہ کا یہ قول امیر معاویہ تک پہنچا۔ تو ان کا بڑا احترام و اکرام بجا لایا۔ اور مدینہ منورہ کی امارت ان کے سپرد کر دی۔

حضرت علی المرتضیٰ کا ایک خطبہ بھی اس کتاب میں درج کیا گیا۔ جس میں سیدہ عائشہ صدیقہ پر طعن کا تذکرہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

کتاب ابو ہریرہ:

اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَائِشَةَ سَارَتْ اِلَی الْبَصْرَةِ وَمَعَهَا طَلْحَةُ وَالزُّبَیْرُ وَكُلٌّ مِنْهُمَا یَرَی الْاَمْرَ لَهٗ دُوْنَ صَاحِبِهٖ اَمَّا طَلْحَةُ فَابْنُ عَمِّهَا وَاَمَّا الزُّبَیْرُ فَخَتَنُهَا وَاللّٰهِ اِنْ رَكِبَتِ الْجَمَلَ الْاَحْمَرَ مَا تَقْطَعُ عَقَبَةً وَلَا تَحُلُّ عُقْدَةً اِلَّا فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ وَسُخْطِهٖ۔

(کتاب ابو ہریرہ صفحہ ۱۷۱ طبع
بیروت لبنان)

ترجمہ:

لوگو! عائشہ بصرہ کی طرف چل پڑی۔ اس کے ساتھ طلحہ اور زبیر بھی ہیں ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے لیے طالب حکومت ہے۔ بہر حال

marfat.com

طلحہ تو وہ عائشہ کا چچازاد بھائی ہے۔ اور زبیر اس کا بہنوئی ہے۔ خدا کی قسم! سرخ اونٹ پر سوار ہونے والی (عائشہ) جو بھی گھاٹی لے کرتی ہے۔ اور جو بھی عقدہ حل کرتی ہے۔ وہ تمام کا تمام اللہ کی نافرمانی اور ناراضگی لیے ہوئے ہوتا ہے۔

قارئین کرام! یہ خطبہ جو علی المرتضیٰ کی طرف منسوب کیا گیا۔ اسی قسم کی لاینعنی باتیں یہ مصنف بے دھڑک لکھتا ہے۔ حتیٰ کہ زبان درازی اور دشنام طرازی تک آجاتا ہے۔ اس لیے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ رویہ اس کے کٹر شیعہ ہونے کی دلیل ہے۔ ہم ہی کیا نہیں بلکہ اس کے ہم عصر علماء نے اسے شیعہ کہا۔ اور پھر اس کے طرفداروں نے اس کی صفائی میں بھی اوراق سیاہ کیے۔ صدرالدین شرف الدین نامی ہم نوا نے جو کچھ کہا۔ اسی کتاب کے پیش لفظ میں اسے یوں لکھا گیا ہے۔

کتاب ابو ھریرہ:

بَقِيَ اَنَّ السَّبَاعِيَ وَ اَمْثَالَهٗ سَيُؤَكِّدُوْنَ لِلْبُسَطَاءِ مِنْ قُرَّاءِهِمْ تُهْمَةَ تَشَيُّعٍ اِلٰى رِيَةٍ وَيَسُوْقُوْنَ التُّهْمَةَ كَمَا جَاءَتْ فِيْ كِتَابِ السُّنَّةِ بِاُسْلُوْبِ الْمُرْجِفِيْنَ وَ لَيْتَ السَّبَاعِيْ يُخْفِيْ عَصَرَهٗ لِيُخَفِّفَ عَلٰى نَفْسِهٖ ثِقْلَ هٰذَا الْاُسْلُوْبِ الْغَلِيْظِ فَالتَّشَيُّعُ لَمْ يُعَدَّ كُفْرًا وَلَا اِلْحَادًا فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُعَدَّ التَّسَنُّنُ ضَلَالَةً وَلَا خُرُوْجًا عَلَى الْاِسْلَامِ كَذٰلِكَ وَ اِنَّمَا هُمَا فِيْ مَفْهُوْمِ النَّوْعِيِ الْحَدِيْثِ جَدْوَلَانِ يَتَاَلَّفُ مِنْهُمَا نَهْرُ الْاِسْلَامِ الْكَبِيْرِ فَلَا يُخْطِي الْاِسْلَامَ

marfat.com

مُتَشَدِّدٍ تَشَيُّعَ اَوْتَسَنُّنَ - الخ۔

(کتاب ابوھریرہ ص ۶ مطبوعہ لبنان)

ترجمہ:

باقی رہی یہ بات کہ سباعی اور اس کے ہم نوا اپنے قارئین کو یہ تاکید کرتے ہیں۔ کہ ابوریۃ شیعہ ہے۔ اور یہ لوگ اس پر منافقانہ طور پر ایسا کہتے ہیں۔ کاش کہ سباعی اس تشدد میں کوئی کرتا۔ کیونکہ تشیع نہ تو کفر شمار ہوتا ہے۔ اور نہ ہی دین میں الحاد۔ یونہی سنی ہونا نہ تو گمراہ ہونے کی علامت ہے اور نہ ہی اسلام سے خارج ہونے کی علامت یہ دونوں تو علم کے دو نالے ہیں جن سے اسلام کی عظیم نہر بنتی ہے۔ جو بھی دیندار ہے وہ راہ اسلام سے ہٹا ہوا نہیں چاہیئے وہ سنی ہو یا شیعہ۔ اسلام سے ہٹنے والے دونوں گروہوں میں سے وہ لوگ ہیں۔ جو متعصب اور منافق ہیں۔

قارئین کرام! صدرالدین شرف الدین نامی شخص نے جو ابوریۃ کی صفائی پیش کی اور اس کے ناقدین کو منافق تک کہنے سے نہ چوکا۔ آخران مخالفین نے مخالفت کیوں کی خود اسی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے ابوریۃ کو کٹر شیعہ ہونے کے بنا پر اسلام سے خارج کیا اسی وجہ کو لے کر صدرالدین یہ کہہ رہا ہے۔ کہ شیعہ اور سنی دونوں اسلام کی نہر کے نالے ہیں۔ یعنی جس طرح سنی مسلمان ہیں۔ اسی طرح شیعہ بھی مسلمان اسلام سے خارج نہیں۔ گویا۔ صدرالدین اپنی اس تحریر کے ذریعہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ ابوریۃ شیعہ ضرور ہے۔ لیکن شیعہ ہونے کی بنا پر اسے خارج از اسلام قرار دینا منافقت ہے۔ ہم یہاں اسلام کے ان دو نالوں کا کچھ نظریاتی تقابل بیان کر کے اس کا فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔ کہ کیا واقعی یہ دونوں اسلام نامی نہر سے نکلنے

marfat.com

والے نالے ہیں۔

۱ - ہر نماز کے بعد ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور امیر معاویہ پر اور سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدہ حفصہ، ہندہ پر لعنتیں بھیجنا ضروری ہے۔ (شیعہ عقیدہ)

کسی صحابی یا صحابہ خصوصاً ازواج مطہرات کو برا بھلا کہنا دراصل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور ان کو ایذا پہنچانے والا جہنمی ہے (عقیدہ اہل سنت)

۲ - ابوذر غفاری، سلمان فارسی اور مقداد کے سوا دیگر تمام صحابہ کرام مرتد ہو گئے تھے۔ (شیعہ عقیدہ)

صحابہ کرام میں سے ہر ایک ایسا تھا۔ کہ ان میں سے کسی کی اقتداء کی جائے۔ تو ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔ (اہل سنت کا عقیدہ)

۳ - موجودہ قرآن کریم محرف اور متبدل ہے۔ صحیح اور مکمل قرآن امام غائب کے پاس ہے۔ (شیعہ عقیدہ)

یہی موجودہ قرآن ہی اصل اور صحیح و مکمل قرآن ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اترا

(اہل سنت کا عقیدہ)

صرف نمونہ کے طور پر تین عقائد کا ہم نے تذکرہ کیا تفصیل کے لیے ہماری تصنیف عقائد جعفریہ چھ جلدیں ہیں۔ ان تین عقائد کے پیش نظر کیا کوئی دونوں (اہل سنت شیعہ) کو ایک ہی اسلام کے دو نالے کہہ سکتا ہے۔ صدرالدین خود نظریاتی طور پر اہل سنت سے دور ہے۔ اور شاید اس کا مقصد شیعوں کی تائید کرنے میں تھا۔ اس لیے اس نے شیعت اور سنیت کو ہی ایک چیز کے دو نام قرار دے دیا۔ اس کی سنیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اس نے اسی کتاب "ابو ہریرہ" میں امام بخاری پر بعض روایات صحیحہ کو لے کر سخت تنقید کی۔ اور انہیں موضوع تک کہہ دیا کیونکہ ان سے

marfat.com

ہوتی تھی۔ اور کہیں ایسی تاویلات کیں۔ کہ جن سے تشیع ٹپکتا نظر آتا ہے۔ ان احادیث میں سے بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ قیامت میں دوزخیوں کے اعضاء بڑھا دیئے جائیں گے۔ تا کہ ان کے مطابق سزا دی جائے۔

۲۔ آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنی صورت پر پیدا کیا۔

۳۔ مکھی کے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔

۴۔ نوافل کے ادا کرنے سے بندہ قرب الٰہی پا لیتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے کان، آنکھ اور دیگر اعضا قدرت الٰہیہ کا مظہر ہو جاتے ہیں۔

۵۔ موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مار کر عزرائیل کی آنکھ پھوڑ دی۔

یہ احادیث اور ان جیسی دیگر احادیث کے بارے میں خود امام بخاری کہتے ہیں کہ میں نے انہیں اس وقت تک نہ لکھا جب تک استخارہ نہ کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی جالیوں کے سامنے بیٹھ کر انہیں تحریر کیا۔ ایسی احادیث یا تو متشابہات میں سے ہیں۔ یا ان کی توجیہات نصوص قرآنیہ میں موجود ہیں۔ لیکن ان کو موضوع کہہ کر دراصل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو حدیثیں گھڑنے والا ثابت کرنا چاہا۔ پھر اسی مصنف نے اپنی کتاب میں بہت سے حوالہ جات تاریخ ابوالفداء اور عقد الفرید کے دیئے۔ حالانکہ یہ دونوں بھی شیعہ مصنفین کی کتابیں ہیں۔ لہٰذا نجفی کا اضواء علی السنۃ المحمدیہ کا حوالہ پیش کرنا قطعاً ہمارے خلاف حجت نہیں بن سکتا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی سیرت کی چند جھلکیاں

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے اوصاف وکمالات سے کتب سیرت بھری پڑی ہیں۔ ان کے بارے میں جو تاثر ابوریہ نے پیش کیا۔ وہ اس کے تشیع کا غماز تو ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ حقیقتِ حال منکشف کرنے سے بہت دور ہے۔ دیکھئے ناکہ اگر بقول ابوریہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دینوی لالچ کے پیش نظر حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں ایسی احادیث گھڑتے تھے جوان پر لعن طعن کا جواز پیدا کرتی ہوں تو اس سے ثابت ہوگا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) فاسق وفاجر تھے۔ وہ صادق اور عادل نہ تھے۔ حافظ ابن حجر سے پوچھئے کہ سیرت ابوہریرہ کیسی تھی۔

البدایہ والنہایہ:

وَقَدْ كَانَ اَبُوهُرَيْرَه مِنَ الصِّدْقِ وَالْحِفْظِ وَالدِّيَانَةِ وَالْعِبَادَةِ وَالزَّهَادَةِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ عَلَى جَانِبٍ عَظِيْمٍ قَالَ حماد بن زيد عن عباس الجريرى عن ابى عثمان النهدى قَالَ كَانَ اَبُوهُرَيْرَةَ يَقُوْمُ ثُلُثَ اللَّيْلِ وَامْرَأَتُهُ ثُلُثَهُ وَابْنَتُهُ ثُلُثَهُ يَقُوْمُ هٰذَا ثُمَّ يُوْقِظُ هٰذَا ثُمَّ يُوْقِظُ هٰذَا وَفِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اَوْصَانِي خَلِيْلِي بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ

marfat.com

اُدْرِكَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ قَالَ ابْنُ جريج عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ اَبُوْهريرة اِنِّیْ اُجْزِئُ اللیل ثلاثة اجزاء فجزءٌ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَجزءٌ اَنَامُ فِيْهِ وجزءٌ اَتَذَكَّرُ فِيْهِ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وقال محمد بن سعد حدثنا مسلم بن ابراهيم حدثنا اسحاق بن عثمان القرشی حدثنا ابراہیم قَالَ كَانَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ مَسْجِدٌ فِيْ مَخْدَعِهِ وَمَسْجِدٌ فِيْ بَيْتِهِ وَمَسْجِدٌ فِيْ حُجْرَتِهِ وَمَسْجِدٌ عَلٰى بَابِ دَارِهِ اِذَا خَرَجَ صَلّٰى فِيْهَا جَمِيْعًا وَاِذَا دَخَلَ صَلّٰى فِيْهَا جَمِيْعًا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۱۰ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سچائی، یادداشت، دیانت، عبادت ذہانت اور عمل صالح میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ حماد ابن زید عباس جریری کے ذریعہ ابوعثمان نہدی سے بیان کرتے ہیں۔ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تہائی رات قیام کرتے۔ ان کی بیوی دوسری تہائی اور ان کی بیٹی تیسری تہائی جاگ کر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کو جگاتے تھے۔ بخاری و مسلم میں ہے۔ کہ ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے۔ کہ ہر مہینہ میں تین راتیں جاگوں۔ اور چاشت کی دو رکعتیں پڑھا کروں اور سونے

marfat.com

سے قبل وتر ادا کر لیا کروں۔ ابن جریج اپنے شیخ سے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رات کے تین حصے کر لیتا ہوں۔ ایک حصہ قرآن کریم کی قراءت کے لیے دوسرا سونے کے لیے اور تیسرا احادیث رسول کو یاد کرنے کے لیے۔ ابو ایوب راوی ہیں۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی چار مسجدیں تھیں۔ ایک مکان کی پہلی کوٹھڑی میں دوسری اپنے گھر میں، تیسری اپنے حجرہ میں اور چوتھی گھر کے آخری دروازے کے قریب۔ جب گھر سے نکلتے تو ان چاروں میں نماز ادا کر کے نکلتے اور جب اندر آتے تب بھی چاروں میں نماز ادا کر کے آتے۔

البدایہ والنہایہ:

وَرَوَى عَبْدُ اللّٰه بن احمد عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ لَهُ خَيْطٌ فِيْهِ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ عُقْدَةٍ يُسَبِّحُ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَنَامَ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۱۲)

ترجمہ:

عبد اللہ بن احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ ان کا ایک دھاگہ تھا جس میں بارہ ہزار گانٹھیں تھیں۔ سونے سے پہلے آپ اُن پر تسبیح کر لیا کرتے تھے۔

توضیح:

معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بڑے عابد، زاہد اور شب بیدار

marfat.com

ان کے عادل و حافظ ہونے کی یہ بڑی دلیل ہے۔ کہ بخاری اور مسلم نے ان کی مرویات کو بغیر چون وچرا قبول کیا۔ ان سے کثیر تعداد میں روایات پائی جاتی ہیں۔ ان حقائق کے بعد آپ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ حدیثیں گھڑتے تھے۔ کس قدر زیادتی ہے۔ ابوریہ نے ان پر یہ الزام لگا کر خود اپنے نظریات کا اظہار کیا ہے۔ یہی ابوہریرہ ہیں۔ جن کی والدہ کے لیے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء خیر فرمائی تھی۔ صاحب البدایہ نے اسے یوں لکھا ہے۔

البدایہ والنہایہ:

ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ میں جب اپنی والدہ کو دعوت ایمان دیتا تو وہ انکار کر دیتیں۔ ایک دن میری دعوت کے جواب میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ میں نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا۔ اور عرض کی کہ آپ اس کے لیے دعا کریں کہ اللہ اُسے اسلام سے بہرہ ور کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔ ابوہریرہ کہتے ہیں۔ کہ میں اس دعا کے بعد فوراً گھر آیا۔ تاکہ میں اپنی والدہ کو حضور کی دعا کے متعلق بتاؤں۔ گھر آیا۔ تو دیکھا کہ والدہ غسل کر کے کپڑے پہن رہی ہیں سامنے آنے پر بلند آواز سے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھا۔ یہ سن کر واپس حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور پہلے تو غم کے بارے لیکن اب خوشی کی وجہ سے رو دیا۔ عرض کی حضور مبارک ہو۔ آپ کی دعا کی برکت سے

marfat.com

اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو مشرف باسلام کر دیا۔ میں نے ایک اور دعا کے لیے گزارش کی۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو لوگوں کے لیے محبوب بنا دے۔ اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَكَ ھٰذَا وَاُمَّہٗ اِلٰی عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْھُمْ اِلَیْھِمَا

ترجمہ:

اے اللہ! اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کو مومنین کے لیے محبوب بنا دے۔ اور ان دونوں کو بھی مومنوں سے محبت کرنے والا بنا دے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب بھی کوئی صاحب ایمان میری باتیں سنتا مجھے دیکھتا یا میری والدہ کو دیکھتا تو وہ مجھ سے لازماً محبت کرتا۔ یہ حدیث پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تمام امت مسلمہ کا محبوب بنا دیا۔ آپ کی مرویات تمام امت کے خطیب و مقرر اپنے خطاب میں لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا فضل و کرم ہے۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمام مومنوں کے محبوب ٹھہرے۔ اب جو اس دولت سے محروم ہو یعنی اس کے دل میں ابوہریرہ کی محبت کی بجائے عداوت ہو۔ تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔ لہٰذا ابوریّہ اور اس قماش کے دوسرے "نام نہاد مومنین" کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اہل تشیع

marfat.com

کو شائد اس لیے ناراضگی ہے۔ کہ انہوں نے باغ فدک اور خلافتِ حقہ کے بارے میں جو روایات بیان فرمائیں۔ وہ ان لوگوں کی موت نظر آتی ہیں۔ تو اس میں ابو ہریرہ پر ناراضگی کی بجائے اپنے ایمان کی اصلاح کرنا چاہیئے۔ اہل تشیع کی طرح ابو ریہ نے بھی ''ابو ہریرہ'' نامی کتاب میں ان کے متعلق یہی رویہ اپنایا ہے۔ جس سے اس کی شیعیت عیاں ہوتی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ کے حافظ الحدیث ہونے کی وجہ سے دعائے خیر کیا کرتے تھے

طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنی عبد الله بن نافع عن ابیہ قال کنت مع ابْنِ عُمَرَ فِي جَنَازَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَمْشِي أَمَامَهَا وَيُكْثِرُ التَّرَحُّمَ عَلَيْهِ وَيَقُولُ كَانَ مِمَّنْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۳۴۰ ذکر ابو ھریرہ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

عبداللہ ابن نافع کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نافع نے بتایا۔ کہ میں ابن عمر

marfat.com

کے ساتھ حضرت ابوہریرہ کے جنازہ میں شریک تھا۔ ابن عمر جنازہ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ اور آپ ان پر بکثرت اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ وہ شخص ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا حافظ تھا۔ اور مسلمانوں کے پاس پہنچانے والا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوہریرہ کو ایک انعام عطا کرنا جو قتلِ عثمان تک ان کے پاس رہا

صفوۃ الصفوۃ:

عن ابی العالیہ عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَیْتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِتَمَرَاتٍ قَدْ عَافِیهِنَّ بِالْبَرَکَۃِ وَقَالَ اجْعَلْهُنَّ فِیْ مِزْوَدِكَ فَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ یَدَكَ فَخُذْهُ تَنْثُرْهُ فَجَعَلْتُهُ فِیْ مِزْوَدِیْ فَوَجَّهْتُ مِنْهُ رَوَاحِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ تعالیٰ وَکُنْتُ اٰکُلُ مِنْهُ وَاُطْعِمُ وَکَانَ فِیْ حِقْوِیْ حَتّٰی کَانَ یَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ فَوَقَعَ فَذَهَبَ۔

(صفوۃ الصفوۃ جلد اول ص۶۹۳
مطبوعہ بیروت)

marfat.com

ترجمہ:

ابوالعالیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا۔ میں ایک دفعہ چند کھجوریں لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ انہیں اپنے تھیلے میں ڈال لو۔ پھر جب کبھی تم اس سے کچھ نکالنا چاہو۔ تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرنا۔ لیکن مکمل نہ کھولنا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں۔ میں نے انہیں تھیلے میں ڈال لیا۔ پھر کئی مراحل کا سفر کیا۔ ان میں کھاتا پیتا رہا اور وہ میری پیٹی میں تھیں۔ حتی کہ حضرت عثمان غنی کے قتل کا دن آگیا۔ اور وہ پیٹی مجھ سے گم ہوگئی۔

توضیح:

اس واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے غیب سے رزق کا انتظام کر دیا۔ یہ ان کے روحانی مراتب اور کمالِ ایمان کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ کے علم کی ایک جھلک

طبقات ابن سعد:

قال اخبرنا محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک عن ابن ابی ذئب عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی هریره انه قال

marfat.com

يَقُوْلُ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ وِعَائَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ أخبرنا سليمان بن حرب قال حدثنا ابو هلال قال الحسن قال ابو هريرة لَوْ حَدَّثْتُكُمْ بِكُلِّ مَا فِيْ جَوْفِيْ لَرَمَيْتُمُوْنِيْ بِالْبَعْرِ قَالَ الْحَسَنُ صَدَقَ وَاللّٰهِ لَوْ أَخْبَرَنَا أَنَّ بَيْتَ اللّٰهِ يُهْدَمُ أَوْ يُحْرَقُ مَا صَدَّقَهُ النَّاسُ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۳۳۲)

ترجمہ:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دعائیں سکھائیں ایک تو میں نے تم تک پہنچا دیا۔ اور اگر دوسری بیان کروں تو مجھ میری شہ رگ کاٹ دو گے۔ ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں۔ اگر میں ہر وہ بات جو میرے دل میں ہے تمہیں بتا دوں تو تم مجھے اونٹ کی مینگنیاں مارو۔ حسن کہتے ہیں۔ ابوہریرہ نے سچ کہا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ ہمیں یہ خبر دیں کہ بیت اللہ گرا دیا گیا۔ یا اسے جلا دیا گیا۔ تو لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں ماں کی شان

طبقات ابن سعد:

عن ابن شهاب أن أبا هريرة لم يكن يحج

marfat.com

حَتّٰی مَاتَتْ اُمُّہٗ صُحْبَتِہَا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۳۲۹)

ترجمہ:

ابن شہاب کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے انتقال تک حج نہیں کیا۔ کیونکہ ان کی صحبت میں رہنا ضروری تھا۔

بوقت موت حضرت ابوہریرہ کی عاجزی

طبقات ابن سعد:

حدثنا ابو معشر عن سعید قال لَمَّا نَزَلَ بِاَبِیْ هُرَیْرَةَ الْمَوْتُ قَالَ لَا تَضْرِبُوْا عَلٰی قَبْرِیْ فُسْطَاطًا وَلَا تَتْبَعُوْنِیْ بِمِجْمَرٍ فَاِذَا حَمَلْتُمُوْنِیْ فَاَسْرِعُوْا فَاِنْ اَکُنْ صَالِحًا تَاْتُوْنَ بِیْ اِلٰی رَبِّیْ وَاِنْ اَکُنْ غَیْرَ ذٰلِکَ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْءٌ تَطْرَحُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِکُمْ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۳۳۸)

ترجمہ:

جناب سعد سے ابومعشر بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت ابوہریرہ پر آثار موت طاری ہوئے۔ تو انہوں نے کہا۔ میری قبر پر خیمہ لگانا اور نہ ہی میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر چلنا۔ جب میری میت اٹھاؤ تو جلدی سے قبرستان لے جانا۔ اگر میں صالح

اور نیک ہوں گا تو تم میرے رب کے پاس مجھے جلدی پہنچا دو گے
اور اگر میں ایسا نہ ہوا۔ تو پھر تمہارے کندھوں پر ایسی شئ ہے جسے تمہیں
جلدی نیچے رکھ دینا چاہیئے۔

بطور اختصار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چند فضائل و مناقب اس لیے بیان کیے گئے۔ تاکہ قارئین کرام کے ذہن میں ایسی شخصیت کے بارے میں جو نجفی اور ابوریہ نے تاثر دینے کی کوشش کی۔ اس کا ابطال ہو جائے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۱۲

سنیوں کی فقہ کا ایک مایہ ناز راوی طلحہ بھی ہے جس نے بی بی عائشہ سے نکاح کی تمنا کی تھی (معاذ اللہ)

اہل سنت کی فقہ کا ایک اور مایۂ ناز راوی طلحہ بھی ہے۔ تفسیر فتح القدیر سورت احزاب میں لکھا ہے۔ کہ اسی طلحہ نے آرزو کی تھی کہ نبی مرجائے تو میں بی بی عائشہ سے نکاح کروں گا۔
۔ماں سے نکاح کرنے والا راوی فقہ نعمان کو مبارک ہو۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۵)

جواب اوّل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے شادی کی تمنا کرنے والا ایک منافق تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس الزام سے بری ہیں۔ اس کی تصدیق تفسیر قرطبی سے ملاحظہ ہو۔

تفسیر قرطبی:

قُلْتُ وَكَذَا حَكَى النَّحَّاسُ عَنْ مَعْمَرٍ اَنَّهٗ طَلْحَةُ وَلَا يَصِحُّ قَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ لِلّٰهِ دَرُّ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهٰذَا عِنْدِيْ لَا يَصِحُّ عَلٰى طلحۃ بن عبید اللہ قَالَ شَيْخُنَا الْاِمَامُ ابو العباس وَقَدْ حُكِيَ هٰذَا الْقَوْلُ عَنْ بَعْضِ فُضَلَاءِ الصَّحَابَةِ وَحَاشَاهُمْ عَنْ مِثْلِهٖ وَالْكَذِبُ فِيْ نَقْلِهٖ وَاِنَّمَا يَلِيْقُ مِثْلُ هٰذَا الْقَوْلِ بِالْمُنَافِقِيْنَ الْجُهَّالِ يُرْوٰى اَنَّ رَجُلًا

marfat.com

مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ حِيْنَ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّ سَلَمَةَ بَعْدَ اَبِيْ سَلَمَةَ وَحَفْصَةَ بَعْدَ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ مَا بَالُ مُحَمَّدٍ يَتَزَوَّجُ نِسَاءَنَا وَاللّٰهِ لَوْقَدْ مَاتَ لَاَجْعَلْنَا السِّهَامَ عَلٰى نِسَائِهِ فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ فِيْ هٰذَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ نِكَاحَ اَزْوَاجِهٖ وَجَعَلَ لَهُنَّ حُكْمَ الْاُمَّهَاتِ وَهٰذَا مِنْ خَصَائِصِهٖ ۔۔۔۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۹
مطبوعہ قاہرہ)

ترجمہ:

میں کہتا ہوں کہ یہ بات حضرت طلحہ کی طرف سے بھی بیان کی گئی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ابن عطیہ نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ ابن عباس کو خوش رکھے اور یہ بات میرے نزدیک حضرت طلحہ کے متعلق ہو نادرست نہیں۔ یہی ہمارے شیخ امام ابو العباس نے کہا۔ یہی قول بعض بزرگ صحابہ کرام سے بھی حکایت کیا گیا ہے۔ لیکن ایسے قول کے کرنے سے وہ حضرات بری ہیں۔ اور اس کے نقل میں جھوٹ ہو سکتا ہے۔ ایسا کہنا اور ایسا قول نقل کرنا تو منافقین اور جاہل لوگوں کا کام ہوا کرتا ہے۔ مروی ہے کہ ایک منافق مرد نے اس وقت کہا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمہ کے بعد ام سلمہ سے اور خنیس بن حذافہ کے بعد حفصہ سے شادی کی۔ کہ دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری عورتوں سے

marfat.com

شادی کرتا ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ مر گیا۔ تو ہم بذریعہ قرعہ اندازی اس کی بیویوں سے شادی کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے نکاح کرنے کو حرام کر دیا اور انہیں ماؤں کے منزلہ کر دیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ اور اس میں آپ کے مرتبہ پر آگاہ کیا گیا ہے۔

جواب دوم:

اور اگر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد شادی کی تمنا کی تھی۔ تو پھر یہ قابل اعتراض اس وقت ہوگا۔ جب یہ متعین ہو جائے۔ کہ انہوں نے آیت کی حرمت نازل ہونے کے بعد تمنا کی تھی۔ لیکن یہ ثبوت نجفی وغیرہ کوئی شیعہ پیش نہیں کر سکتا۔ مفسرین کرام نے اس تمنا کے بارے میں یہاں تک لکھا ہے۔ کہ حضرت طلحہ نے اس خیال آنے پر کئی مرتبہ ندامت کا اظہار کیا۔

تفسیر قرطبی:

لَوْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَتَزَوَّجْتُ عَائِشَۃَ وَھِیَ بِنْتُ عَمِّیْ قَالَ مُقَاتِلٌ ھُوَ طَلْحَۃُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَدِمَ ھٰذَا الرَّجُلُ عَلٰی مَا حَدَّثَ بِہٖ فِیْ نَفْسِہٖ فَمَشٰی اِلٰی مَکَّۃَ عَلٰی رِجْلَیْہِ وَحَمَلَ عَلٰی عَشَرَۃِ اَفْرَاسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَعْتَقَ رَقِیْقًا فَکَفَّرَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۴ ص ۲۲۸)

marfat.com

ترجمہ:

"اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو میں عائشہ سے شادی کروں گا کیونکہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے"۔ مقاتل نے کہا: کہ یہ قول طلحہ بن عبید اللہ کا ہے۔ ابن عباس نے کہا: کہ اس اللہ کے بندے نے اس پر ندامت کا اظہار کیا۔ جو یہ بات اس کے دل میں آئی تھی پس یہ شخص (طلحہ) پیدل مکہ مکرمہ روانہ ہوا۔ اور دس گھوڑے فی سبیل اللہ صدقہ کر دیے۔ ایک غلام بھی آزاد کر دیا۔ اللہ نے اس کا کفارہ منظور کر لیا۔

لمحہ فکریہ:

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ حضرت طلحہ کا یہ خیال اول تو ثابت ہی نہیں بلکہ کسی منافق کا ہو سکتا ہے۔ اور اگر حضرت طلحہ کا آیت حرمت کے بعد ہوتا تو بھی قابل ملامت تب ہوتا جب آپ کا کھلے بندوں اظہار کرتے۔ لیکن یہ سب کچھ قطعاً ثابت نہیں۔ اس کے باوجود وہ اس خیال پر نادم ہوئے اور اس کا از خود بہت بڑا کفارہ ادا کیا۔ یہ ان کے کامل الایمان ہونے کی بہت بڑی علامت ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ شیعہ کتاب سے حوالہ ملاحظہ ہو۔

☆

حضرت طلحہ کے جنتی ہونے پر ابن حدید شیعی کا اعتراف

شرح ابن حدید:

وَطَلْحَةُ اَحَدُ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ وَاَحَدُ اَصْحَابِ الشُّوْرٰى وَكَانَ لَهُ فِى الدِّفَاعِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ اَثَرٌ عَظِيْمٌ وَشُلَّتْ بَعْضُ اَصَابِعِهٖ يَوْمَئِذٍ وَقٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ مِنْ سُيُوْفِ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ اَلْيَوْمَ اَوْجَبَ طَلْحَةُ الْجَنَّةَ۔

(شرح ابن حدید جلد اول ص ۷،
مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

حضرت طلحہ ان دس صحابہ کرام میں سے ایک ہیں۔ جن کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی۔ اور اصحاب شوریٰ میں سے ایک تھے۔ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں ان کی قربانی بڑی عظیم تھی اس دن ان کی کچھ انگلیاں بیکار ہو گئی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے مشرکین کی تلواروں کے وار جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے تھے اپنے ہاتھ پر روکے تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے دن فرمایا

طلحہ نے آج اپنے لیے جنت واجب کرلی ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا باتفاق روایات ثابت ہے۔ اس لیے مذکورہ اعتراض کا اگر کوئی وجود ہوتا۔ یا اس قسم کے خیال سے اُن کا دوزخی ہونا لازم ہوتا۔ تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جنت کی بشارت نہ دیتے۔ جب بالیقین آپ جنتی ہیں۔ تو پھر کوئی ناپسندیدہ فعل بھی آپ کو جہنم میں لے جانے کا سبب نہیں بن سکتا۔ چہ جائیکہ ایک کام کا سرے سے وجود ہی نہ ہو۔ اس کو لے کر ان کی ذات پر الزام دھرنا کونسی عقلمندی اور دینداری ہے ہم فقہ حنفی کے ماننے والے ایسے روایانِ حدیث رکھتے ہیں جن کا جنتی ہونا بارگاہِ رسالت سے ثابت ہے گویا فقہ حنفی جنتیوں کی فقہ ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب آیت قرآنیہ کے پیش نظر مومنوں کی ماں ہیں۔ (اس کو نجفی بھی تسلیم کرتا ہے۔) تو علی المرتضٰی کی بھی ماں ہونگی۔ اب ہم نجفی وغیرہ شیعوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ علی المرتضٰی نے جنگ جمل میں اپنی ماں حضرت عائشہ کو مطلقہ خود کیوں کہا (معاذ اللہ) اور پھر کوئی اپنی ماں سے بھی جنگ کرتا ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

بقول شیعہ حضرت علی نے سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین کو طلاق دی (معاذ اللہ)

احتجاج طبرسی:

وَرُوِیَ عَنِ الْبَاقِرِ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجَمَلِ وَقَدْ اُشِقَّ هَوْدَجُ عَائِشَةَ

marfat.com

بِالنَّبْلِ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاللّٰہِ مَا اَرَانِیْ اِلَّا مُطَلِّقُهَا

(احتجاج طبرسی جلد اول ۸۸ مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ:

امام باقر سے مروی ہے کہ جنگ جمل میں جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہودج تیروں سے ٹوٹ پھوٹ گیا۔ تو علی المرتضٰی نے کہا۔ خدا کی قسم: میں اپنے آپ کو ام المومنین کو طلاق دینے والا دیکھتا ہوں۔

ہم نجفی سے حوالہ بالا کے ضمن میں پوچھتے ہیں۔ کہ جب علی المرتضٰی نے جنگ جمل میں سیدہ عائشہ صدیقہ کو طلاق دی۔ تو طلاق دینا یہ تقاضا کرتا ہے۔ کہ پہلے نکاح پیدا ہوا ہو۔ اب سیدہ عائشہ جبکہ ام المومنین ہونے کے ناطے سے علی المرتضٰی کی بھی ماں ہوئیں۔ تو اس طرح علی المرتضٰی نے بھی آپ کے عقیدہ کے مطابق پہلے ماں سے نکاح کیا پھر طلاق دی۔ حضرت طلحہ نے تو تمہارے بقول صرف نکاح کا ارادہ کیا تھا لیکن علی المرتضٰی نے تو نکاح کر کے پھر چھوڑا۔ اب وہی الفاظ جو نجفی صاحب آپ نے حضرت طلحہ اور فقہ نعمان کے بارے میں کہے تھے ذرا انصاف کیجئے اور حضرت علی المرتضٰی اور فقہ جعفریہ کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔ یوں اہل تشیع کو بھی پتہ چل جائے۔ کہ آپ اُن کے واقعی خیر خواہ ہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر ۱۲

سنیوں کی احادیث کا ایک راوی عبداللہ بن مسعود بھی ہے جو قرآن کی دو آخری سورتوں کا منکر تھا

اہل سنت کی احادیث کا ایک راوی عبداللہ بن مسعود بھی ہے۔ تفسیر اتقان میں لکھا ہے۔ کہ یہ قرآن پاک کی آخری دو سورتوں کا منکر تھا۔ پس قرآن پاک کا منکر راوی فقہ نعمان کو ہی مبارک ہو۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۵)

جواب:

اعتراض مذکورہ چونکہ تحریف قرآن کے ضمن میں آتا ہے۔ اس موضوع پر مذکورہ اعتراض کے سوا اور بھی کئی اعتراضات ہیں۔ جو اہل تشیع اپنے نظریہ چھپانے یا اس کا اہل سنت کو ہم نوا بنانے کے لیے ہم پر کرتے ہیں۔ اس لیے ہم اس موضوع کو ما لہ و ما علیہ کے ساتھ عقائد جعفریہ جلد سوم میں تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔ اور اس مخصوص اعتراض کا جواب ص ۲۲۶ تا ۳۰۸ پر موجود ہے۔ صرف خلاصۃً یہاں چند سطور سپرد قلم کی جا رہی ہیں۔ تاکہ تشنگی نہ رہے۔

تفسیر اتقان کی وہ عبارت، جو اعتراض ہذا پر مشتمل ہے۔ اسے اہل تشیع بڑے بلند بانگ دعووں سے پیش کرتے ہیں۔ اور ثابت یہ کرتے ہیں۔ کہ اہل سنت کے قرآن میں دو سورتیں زائد جمع کر دی گئیں۔ ان دو سورتوں کو عبداللہ بن مسعود قرآن نہیں مانتے۔ لیکن اہل تشیع عبارت مذکورہ صرف اس قدر ذکر کرتے ہیں۔ جس سے وہ اپنا مقصد نکال سکتے ہیں۔ اگر اتقان کی پوری عبارت پیش سامعین کر دیں تو نہ اعتراض باقی رہتا ہے۔

marfat.com

اور نہ ہی اس کے لیے کوئی حجت۔ لہٰذا اتقان کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو۔

تفسیر اتقان:

فخر الدين قال نقل في بعض الكتب القديمة
أن ابن مسعود كان ينكر كون السورة الفاتحة
والمعوذتين من القرآن وهو في غاية الصعوبة
لأنا إن قلنا إن النقل المتواتر كان حاصلا في
عصر الصحابة يكون ذالك من القرآن وهو لا
يوجب الكفر وإن قلنا لم يكن حاصلا في ذلك الزمان
فيلزم أن القرآن ليس بمتواتر في الأصل قال والأ
غلب على الظن أن نقل هذا المذهب عن ابن مسعود
نقل باطل ...... وقال النووى فى شرح المهذب
أجمع المسلمون على أن المعوذتين والفاتحة
من القرآن وأن من جحد منها شيئا
كفر وما نقل عن ابن مسعود باطل ليس بصحيح
قال ابن حزم فى كتاب القدح المعلى تتميم المحلى
هذا كذب على ابن مسعود وموضوع وإنما صح
عنه قراءة عاصم عن زر عنه وفيها المعوذتين
والفاتحة۔

(تفسیر اتقان جلد اول ص ۸۱
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

marfat.com

ترجمہ:

امام فخرالدین رازی نے کہا۔ کہ بعض قدیم کتابوں میں منقول ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۂ فاتحہ اور معوذتین کا قرآن میں سے ہونے کا انکار کرتے تھے۔ یہ بات بہت پریشان کن اور مشکل سے قابل تسلیم ہے کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ نقل متواترہ صحابہ کرام کے دور میں حاصل تھی۔ تو پھر ان سورتوں کا قرآن ہونا لازم ہے۔ اور ان کا انکار کفر کو واجب کردے گا۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ تواتر دور صحابہ میں حاصل نہ تھا۔ تو پھر سرے سے تمام قرآن کا متواتر ہونا ہی ماننا پڑے۔ اور کہا۔ کہ غالب ظن یہ ہے کہ ابن مسعود سے اس مذہب کی نقل باطل ہے...... نووی نے شرح المہذب میں کہا۔ کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن میں۔ اور اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کا انکار کرتا ہے۔ تو وہ کافر ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس بارے میں جو منقول ہے۔ باطل اور غیر صحیح ہے۔ ابن حزم نے کتاب القدح میں اسے ابن مسعود پر جھوٹ باندھنا کہا ہے۔ اور اس روایت کو موضوع لکھا ہے۔ کیونکہ ابن مسعود سے جو روایت قراءۃ جناب زر کے طریقہ سے عاصم نے بیان کی۔ اس میں معوذتین اور فاتحہ موجود ہیں۔

"اتقان" کی طرح علامہ السیوطی کی ایک اور تفسیر درمنثور نامی بھی ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی ایک روایت یوں ذکر کی۔

تفسیر درمنثور:

واخرج الطبرانی فی الاوسط بسند حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد انزل علی

marfat.com

اٰیَاتٌ لَمْ یَنْزِلْ عَلَیَّ مِثْلُھُنَّ الْمُعَوِّذَتَیْنِ۔

(تفسیر در منثور جلد ۶ ص ۴۱۶ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر چند آیات ایسی نازل کی گئیں جن کی مثل اس سے پہلے نہیں اتریں۔ وہ معوذتین ہیں۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کو قرآن تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے قرآن ہونے کی روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں سورتوں کو قرآن نہ ماننے کی روایت ان کی طرف منسوب کر دی گئی۔ ان کا مذہب یہ نہیں۔ لہٰذا روایت مذکورہ باطل اور موضوع ہے۔ اب نجفی کا حضرت عبداللہ بن مسعود کو منکر قرآن کہنا کس قدر دریدہ دہنی ہے۔ دراصل نجفی یہ چاہتا ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تحریف قرآن میں ان کے اور ان کے ائمہ کے ہم نوا بن جائیں۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اور نہ قیامت تک ہو گا۔

اعتراض نمبر ۱۴

سنیوں کا ایک اور راوی عبداللہ بن عباس بھی ہے جو متعہ کو جائز سمجھتا ہے

فقہ حنفی کا ایک اور مایۂ ناز راوی عبداللہ بن عباس بھی ہے۔ مروج الذہب ذکر عبداللہ بن زبیر میں لکھا ہے۔ کہ ابن عباس متعہ کو جائز جانتا تھا۔ اور حنفی لوگ متعہ کو زنا جائز جاننے والا راوی فقہ نعمان کو مبارک ہو۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۵)

marfat.com

جواب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جواز متعہ کے قائل تھے۔ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب آپ کو اس کے حرام ہونے کا علم نہ تھا۔ جونہی اس کی حرمت کا پتہ چلا۔ تو آپ نے اپنے سابقہ مذہب سے رجوع فرمالیا۔ تفسیر ابن عباس میں خوردان کی زبانی یہ بات موجود ہے۔ لہذا جب رجوع ثابت تو پھر قبل رجوع لاعلمی کی بنا پر ابتداءً جواز کے پیش نظر اگر عبداللہ بن عباس نکاح متعہ کے جواز کے قائل تھے۔ تو اس پر کیا اعتراض؟ ہم نے اس اعتراض کی مکمل تفصیل فقہ جعفریہ جلد چہارم میں بیان کر دی ہے۔ جو عنقریب چھپ کر آ رہی ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

جواب دوم:

"مروج الذہب" نامی کتاب خیر سے شیعہ مصنف کی کتاب ہے۔ اس میں اگر ادھر اُدھر سے کوئی واہی تباہی بات درج کر دی گئی۔ تو وہ اہل سنت یا حنفی فقہ کا مسئلہ نہیں بن جاتی۔ نجفی وغیرہ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے اس کتاب کو "اہل سنت کی کتاب" لکھ کر حوالہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ امامی شیعہ کی تصنیف ہے۔ اس کی تحقیق تمام عقائد جعفریہ جلد پنجم میں مذکور ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا حال اور اس کا عقیدہ ہم نہیں بلکہ اہل تشیع کی زبانی سناتے ہیں۔ سنیئے یہ کیسا راوی ہے۔؟

الکنی والالقاب:

مسعودی را نجاشی در فہرست از راویان شیعہ شمردہ وگفتہ او راست کتاب اثبات الوصیۃ لعلی بن ابی طالب علیہ السلام وکتاب مروج الذہب در سال ۳۳۳ برابر (شلیع)

(الکنی والالقاب اصل عربی ج ۳ ص ۱۸۴ الکنی والالقاب فارسی جلد ۴ ص ۳۳)

marfat.com

ترجمہ:

اور مسعودی (صاحب مروج الذہب) کو نجاشی نے اپنی فہرست میں شیعہ راویوں میں سے شمار کیا ہے۔ اور کہا کہ اس کی ایک کتاب "اثبات الوصیۃ لعلی بن ابی طالب" ہے۔ اور مروج الذہب کتب اس نے تصنیف کی تھی۔ ۳۳۲ میں اس کا انتقال ہوا۔

اعیان الشیعہ:

وَذَكَرَ لَهُ النَّجَاشِيُّ أَيْضًا الْإِبَانَةَ فِي أُصُولِ الدِّيَانَاتِ نَصَّ عَلَى تَشَيُّعِهِ الشَّيْخُ الطُّوسِيُّ وَالنَّجَاشِيُّ وَغَيْرُهُمَا وَلَهُ مُؤَلَّفَاتٌ فِي إِثْبَاتِ إِمَامَةِ الْأَئِمَّةِ الْإِثْنَيْ عَشَرَ۔

(اعیان الشیعہ جلد اول ص ۱۵۷ مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

نجاشی نے مسعودی کے بارے میں ذکر کیا کہ اس کی ایک کتاب "الابانۃ فی اصول الدیانات" ہے۔ اس کے اہل تشیع ہونے پر شیخ طوسی اور نجاشی نے نص بیان کی۔ اس کی بہت سی ایسی کتابیں ہیں۔ جن میں بارہ ائمہ کی امامت کے اثبات کا تذکرہ ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ صاحب مروج الذہب پکا شیعہ ہے۔ اب ایک شیعہ مصنف کی بات کو لے کر حضرت عبداللہ بن عباس پر جواز متعہ کا فتویٰ لگانا

marfat.com

کس قدر حسد و بغض ہے۔ دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ کسی حقیقی سنی حنفی کی کتاب سے ثابت کیا جاتا۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل تھے۔ اور وہ بھی ایسا کہ انہوں نے اس سے رجوع نہیں کیا۔ لیکن ایسا حوالہ نجفی کو کہاں سے ملے گا۔؟

جواب سوم:

اہل تشیع کا نظریہ ہے۔ کہ اہل سنت وجماعت کافر و منافق ہیں۔ چونکہ ان کے بقول عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اہل سنت کے راوی ہیں۔ لہذا وہ بھی اسی فتوے کی زد میں آئیں گے۔ حالانکہ ان کی کتب یہ بتلاتی ہیں۔ کہ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ ان سے محبت و پیار کرتے تھے۔ اور آپ کے مایۂ ناز شاگردوں میں سے ایک یہ بھی تھے

منتہی الآمال:

عبداللہ بن عباس از اصحاب رسول خدا و محبین امیرالمومنین و تلمیذ آں جناب است علامہ در خلاصہ فرمودکہ حال عبداللہ در جلالت و اخلاص بامیرالمومنین علیہ السلام شہر از آں است کہ مخفی باشد۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۲۰۰ مطبوعہ ایران)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ہیں۔ اور علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے محبین اور شاگردوں میں سے ایک ہیں۔ علامہ نے خلاصہ میں ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی حالت جلالت اور علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے ساتھ اخلاص کی کیفیت اس قدر مشہور ہے کہ وہ چھپی نہیں رہ سکتی۔

حضرت علی المرتضٰے کے شاگرد رشید اور ان کے محب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ نجفی اہل تشیع

marfat.com

میں شمار کرتا۔ لیکن اس طرح اہل سنت پر اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے پہلے جناب ابن عباس کو اہل سنت میں شامل کیا۔ اور پھر ان کی ایسی عبارت جو شیعہ مصنف نے لکھی اُس سے فقہ حنفی پر اعتراض دے مارا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نجفی کا دین و ایمان ایک چلتی پھرتی چیز ہے جدھر موڑنا چاہا موڑ لیا۔

اعتراض نمبر ۱۵

فقہ حنفی کا ایک مایہ ناز راوی عبداللہ بن زبیر بھی ہے جس نے جھوٹی گواہی دلوائی تھی

فقہ حنفی کا ایک اور مایہ ناز راوی عبداللہ بن زبیر ہے۔ الامامت والسیاست ذکر جمل میں لکھا ہے۔ کہ حواب کے مقام پر جھوٹی گواہی اسی نے دلوائی تھی۔ پس یہ جھوٹ کا بیوپاری راوی سنی بھائیوں کو مبارک ہو۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۵)

جواب:

"الامامت والسیاست" ابن قتیبہ کی تصنیف ہے۔ اسے کتب اسماء الرجال نے بدعقیدہ اور غلط بیانی کا مرتکب کہا ہے۔ کرامیہ کی طرف اس کی نسبت کی گئی۔ اس کی روایت سے ایک عظیم صحابی پر جھوٹی گواہی دلوانے کی تہمت کہاں ثابت ہو سکتی ہے۔

لسان المیزان:

وَرَاَیْتُ فِیْ مِرْآۃِ الزَّمَانِ اَنَّ الدَّارَقُطْنِیَّ قَالَ کَانَ ابْنُ قُتَیْبَہ یَمِیْلُ اِلَی التَّشْبِیْہِ مُنْحَرِفٌ عَنْ

marfat.com

العِترۃ وکلامہٗ یدلّ علیہ۔ وقال البیہقی یریٰ
رأی الکرامیۃ وذکر المسعودی فی المروج
انّ ابن قتیبہ استمدّ فی کتبہ من ابی حنیفہ
الدینوری وسمعت الشیخ العراقی یقول کان
ابن قتیبہ کثیر الغلط۔

(لسان المیزان جلد سوم ص ۳۵۸،۳۵۹
حرف العین)

ترجمہ:

میں نے مرآۃ الجنان میں دیکھا۔ کہ دار قطنی نے ابن قتیبہ کو مشبہ لوگوں کی طرف میلان والا بتایا۔ اور اہل بیت سے منحرف تھا۔ اس کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے۔ بیہقی نے کہا کہ یہ شخص کرامیہ نظریہ رکھتا تھا مسعودی نے مروج میں ذکر کیا۔ کہ ابن قتیبہ نے اپنی تصانیف میں ابو حنیفہ دینوری کی کتب سے بہت سا استفادہ کیا۔ ان سے مدد لی۔ میں نے اپنے شیخ عراقی سے ابن قتیبہ کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔

"المعارف"، جو ابن قتیبہ کی تصنیف ہے۔ کے مقدمہ میں ابن قتیبہ کے حالات ان الفاظ میں موجود ہیں۔

المعارف مقدمۃ التحقیق:

یقول فی تذکرۃ الحفاظ ابن قتیبۃ من
اوعیۃ العلم لٰکنّہ قلیل العمل فی الحدیث....

إِنَّ ابْنَ قُتَيْبَةَ خُلِطَ عَلَيْهِ بِحِكَايَاتٍ عَنِ الْكُوفِيِّينَ لَمْ يَكُنْ أَخَذَهَا عَنْ أَوْعِيَةِ الْعِلْمِ يَشْرَعُ فِي الْأَشْيَاءِ لَا يَقُومُ بِهَا نَحْوَ تَعَرُّضِهِ لِتَأْلِيفِ كِتَابِهِ فِي النَّحْوِ وَكِتَابِهِ فِي تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا وَكِتَابِهِ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُيُونِ الْأَخْبَارِ وَالْمَعَارِفِ وَالشُّعَرَاءِ وَنَحْوِ ذَالِكَ مِمَّا أُزْرِيَ بِهِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ وَإِنْ كَانَ نَفَقَ بِهَا عِنْدَ الْعَامَّةِ وَمَنْ لَا بَصِيرَةَ لَهُ وَغَايَرُ ابْنِ الْأَنْبَارِيِّ وَأَبِي الطيب نَجِدُ الْحَاكِمَ أَبَا عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ النَّيْسَابُورِيِّ (م ۴۰۵) الَّذِي يَقُولُ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّ الْقُتَيْبِيَّ كَذَّابٌ كَمَا نَجِدُ ابْنَ تَغْرِيبُرْدِي يَرْوِي (م ۸۷۴) وَكَانَ ابْنُ قُتَيْبَةَ خَبِيثَ اللِّسَانِ يَقَعُ فِي حَقِّ كِبَارِ الْعُلَمَاءِ۔

المعارف مقدمہ التحقیق للدکتور ثروت عکاشہ

ص ۵۸-۶۱ مطبوعہ مصر)

ترجمہ :

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔ کہ ابن قتیبہ اگرچہ بہت بڑا عالم تھا لیکن حدیث پر عمل کرنے میں بہت سست تھا۔ ابن قتیبہ کو ان حکایات میں خلط ہوا۔ جو اس نے کوفیوں سے سنی تھیں۔ لیکن ان میں کوئی بھی ثقہ آدمی نہ تھا۔ اور ایسی چیزیں شروع کر دینے کی عادت تھی جن پر بعد میں قائم نہ رہتا۔ اس نے علم نحو، تعبیر رؤیا، معجزات النبی

maarfat.com

عیون الاخبار، المعارف، والشعراء اور اس قسم کی بہت سی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ جن کی بناء پر علماء نے اس کی بدگوئی کی ہے۔ اگرچہ اس کی تصنیفات عوام اور بے بہرہ لوگوں میں بہت مشہور ہیں۔ ابن انباری، ابوالطیب، حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے کہا کہ تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ابن قتیبہ کذاب ہے۔ جیسا کہ ہم تعزیہ بیروی کو دیکھتے ہیں۔ کہ اس نے ابن قتیبہ کو خبیث اللسان کہا۔ کیونکہ اس نے بڑے بڑے علماء کی پگڑی اچھالی ہے۔

لمحہ فکریہ:

ابن قتیبہ کی مختصر سی سرگزشت ہم نے بیان کی۔ جس کی بدزبانی مشہور ہو۔ جو کذاب اور بے عمل ہو۔ اس کی باتوں کو کیسے کوئی جلیل القدر صحابی پر الزام دھرنا کون تسلیم کرے گا یہی ابن قتیبہ ہے۔ کہ جس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بھی معاف نہ کیا۔

المعارف:

وَكَانَتْ وَاقِدَةُ مِنْ بَنِيْ مَازِنِ بْنِ صَعْصَعَةَ عِنْدَ عَبْدِ مَنَافٍ فَوَلَدَتْ لَهُ نَوْفَلًا وَاَبَا عَمْرٍو فَهَلَكَا عِنْدَهَا وَخَلَفَ عَلَيْهَا ابْنُهُ هَاشِمُ بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ

(المعارف ص ۱۱۲)

ترجمہ:

واقدہ نامی عورت جو بنی مازن کے قبیلہ سے تھی۔ ابن مناف کے

نکاح میں تھی۔ اس کے ہاں نوفل اور ابو عمرو پیدا ہوئے۔ پھر اس کا خاوند فوت ہو گیا۔ تو اس نے خاوند کے بیٹے یعنی ہاشم بن عبد مناف کے ساتھ شادی کر لی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب اقدس کو اس طرح گندی زبان اور نجس تحریر کے ذریعہ بیان کیا۔ معاذ اللہ آپ کے خاندان کی ایک عورت کو پہلے خاوند اور پھر اپنے بیٹے سے منکوحہ بنا کر پیش کیا۔ تو جس کے قلم سے سید العالمین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ چھوٹ سکے۔ اگر وہ عبداللہ بن زبیر کے بارے میں غلیظ زبان استعمال کرے تو اس پر کیا تعجب؟ علاوہ ازیں نجفی نے ابن قتیبہ کی کتاب سے مقام حواب کا جو واقعہ ذکر کیا۔ نہ ابن قتیبہ نے اس کی کوئی سند بیان کی۔ اور نہ ہی نجفی کو معلوم۔ تو معلوم ہوا کہ اس واقعہ کا راوی بھی خود ابن قتیبہ ہی ہے اور شاگرد رشید نجفی ہے۔

اعتراض نمبر ۱۶

اہل سنت کا مایہ ناز راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے جسے حضرت عمر نے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کی پاداش میں پٹوایا تھا

اہل سنت کا ایک اور مایہ ناز راوی ابوہریرہ بھی ہے۔ کتاب انوار علی السنۃ المحمدیہ ذکر ابوہریرہ میں لکھا ہے۔ کہ اسے ابوبکر و عمر و عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جھوٹا سمجھتے تھے۔ اور ایک مرتبہ حضرت عمر نے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کی بابت اس کی ٹھکائی بھی کی تھی۔ چاریاروں کی نظر میں کذاب۔ راوی نعت نعمان کو مبارک ہو۔

marfat.com

اہل سنت کی فقہ کا ایک راوی اور راوی انس بن مالک بھی ہے۔ کتاب اضواء علی السنۃ المحمدیہ ذکر ابوہریرہ پر لکھا ہے۔ کہ نعمان صاحب انس بن مالک کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ حنفی بھائیو مبارک مبارک۔

اہل سنت کی فقہ کا ایک راوی عمرو ابن العاص بھی ہے۔ تذکرہ خواص الامۃ میں لکھا ہے۔ کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد چار آدمیوں نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ یہ ہمارا نطفہ ہے پس ایسا پاکیزہ نسب راوی فقہ نعمان کو مبارک ہو۔

(حقیقت فقہ حنفیہ صفحہ نمبر ۲ تا ۲۶)

جواب:

اعتراض مذکورہ میں دو عدد الزامات جن میں ایک حضرت ابوہریرہ کو جھوٹا راوی اور دوسرے میں انس بن مالک کو مورد طعن بنایا گیا۔ یہ دونوں اعتراض جس کتاب سے پیش کیے گئے۔ یعنی "اضواء علی السنۃ المحمدیہ" اس کا تعارف اور اس کے مصنف کے بارے میں گفتگو ہم کر چکے ہیں۔ لہٰذا وہی جواب یہاں بھی دیا جائے گا ہاں تیسرے الزام کا حوالہ جس کتاب سے دیا گیا۔ یعنی خواص الائمۃ اس کے بارے میں کچھ تحریر کرتے ہیں۔ اس کا مصنف سبط ابن جوزی ہے۔ اور اس کے حالات سنی شیعہ دونوں کی کتب کچھ یوں بیان کرتی ہیں۔

لسان المیزان:

یوسف بن فرغلی الواعظ المؤرخ شمس الدین ابو المظفر سبط ابن الجوزی روی عَنْ جَدِّهِ وَطَائِفَةٍ وَأَلَّفَ كِتَابَ مِرْآةِ الزَّمَانِ فَتَرَاهُ يَأْتِي فِيهِ بِمَنَاكِيرِ الْحِكَايَاتِ وَمَا أَظُنُّهُ

بِثِقَةٍ فِيْمَا يَنْقُلُهُ بَلْ يَجْنِفُ وَيُجَازِفُ ثُمَّ اِنَّهُ تَرَفَّضَ .... كَانَ رَافِضِيًّا وَلَنَا ذُكِرَ اَنَّهُ تَحَوَّلَ حَنَفِيًّا لِاَجْلِ الْمُعَظَّمِ عِيْسٰى قَالَ اَنَّهُ كَانَ يُعَظِّمُ الْاِمَامَ اَحْمَدَ وَيَتَغَالٰى فِيْهِ وَعِنْدِيْ اَنَّهُ لَمْ يَنْتَقِلْ عَنْ مَذْهَبِهٖ اِلَّا فِي الصُّوْرَةِ الظَّاهِرَةِ۔

(لسان المیزان جلد ۶ ص ۳۲۸
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

یوسف بن فرغلی واعظ مؤرخ شمس الدین مظفر سبط ابن جوزی اپنے دادا اور دیگر بہت سے لوگوں سے روایت کرتا ہے اس نے مرآۃ الزمان نامی کتاب بھی تالیف کی۔ اس کے مطالعہ سے تمہیں معلوم ہو گا کہ اس میں بہت سی عجیب و غریب حکایات موجود ہیں۔ میں اسے ثقہ راوی نہیں گمان کرتا۔ بلکہ یہ اپنی منقولہ روایات میں باتونی اور طمع ساز لگتا ہے پھر یہ بھی کہ اس نے رافضیت اختیار کر لی ...... رافضی تھا۔ لیکن اپنے استاد عیسٰی کی تعظیم اور احترام کے پیش نظر حنفی بن گیا۔ امام احمد کی عظمت میں بہت غلو کرتا تھا۔ میرے نزدیک اس نے رافضی مذہب چھوڑا ہی نہ تھا۔ بلکہ صرف ظاہری دکھاوے کے لیے حنفیت کا جامہ اوڑھ لیا تھا۔

میزان الاعتدال:

قال الشیخ محی الدین سبق البو سی لما بلغ جبئی

marfat.com

مَوْتَ سِبْطِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ قَالَ لَا رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ رَافِضِيًّا

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۲۲۳

مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ:

شیخ محی الدین نے کہا جب میرے دادا جان کو سبط ابن جوزی کے مرنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا۔ اللہ اسے رحمت سے دور رکھے رافضی تھا۔

الکنی والالقاب:

سبط ابن جوزی ابوالمظفر یوسف بن فرغلی بغدادی عالم فاضل مؤرخ وکامل است وازاوست کتاب تذکرۃ الخواص الامۃ درذکر خواص ائمہ علیہم السلام ومرأۃ الزمان درتاریخ اعیان درعدد چہل مجلد۔ ذہبی گفتہ دراں حکایت ہائے باورنکردنی آوردہ وگمان ندارم ثقہ باشد ناروا گو وگذافہ پرداز است وباینہم رافضی است ہاں ہاں۔

(الکنی والالقاب فارسی جلد سوم ص ۹۷ مطبوعہ

تہران طبع جدید۔

(اصل عربی الکنی والالقاب جلد دوم ص ۲۵۶)

ترجمہ:

سبط ابن جوزی بہت بڑا عالم فاضل اور تاریخ دان تھا۔ اس کی ایک کتاب تذکرہ خواص الائمہ ہے۔ جس میں اس نے ائمہ کے خواص بیان کیے ہیں اور دوسری کتاب مرأۃ الزمان ہے۔ جو مشاہیر کی تاریخ ہے۔ تقریباً

marfat.com

چالیس جلدیں ہے۔ ذہبی نے کہا کہ سبط ابن جوزی نے اس کتاب میں ایسی حکایات ذکر کیں۔ جو ناقابل یقین ہیں۔ اور ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ بے ہودہ حکایات کا دلدادہ ہے۔ اور ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ وہ ہاں ہاں رافضی بھی ہے۔

لمحہ فکریہ:

صاحب تذکرۃ خواص الائمہ سبط ابن جوزی اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے نزدیک ایک گپّی آدمی ہے۔ اور اس کی رافضیت بھی دونوں کے نزدیک مسلم ہے۔ رافضیوں کے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے۔ کہ چند صحابہ کرام کو چھوڑ کر سبھی صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ (معاذ اللہ) اسی لیے ان چند کے علاوہ دیگر صحابہ کرام پر لعن طعن، تبرا بازی اور الزام تراشی ان کے ہاں عام ہے۔ سبط ابن جوزی رافضی ہونے کے ناطے سے یہی عقیدہ رکھتا تھا۔ اس لیے اس نے زیر نظر کتاب میں جا بجا ایسے واقعات اور ایسی حکایات درج کیں۔ جو ناقابل یقین ہیں۔ مذکور الزام اس نے ایک واقعہ کے ضمن میں درج کیا۔ جو امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بننا ہے۔ اس میں بقول سبط ابن جوزی، امام حسن نے امیر معاویہ، ان کے والد اور عمرو بن العاص کے بارے میں کچھ ایسی باتیں کیں۔ جو قابل ذکر نہیں۔ حالانکہ خلافت سے دستبرداری کے بعد امام حسن نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی تھی۔ ان حالات میں امام حسن کا امیر معاویہ پر لعن طعن کرنا کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے؟ اس لیے معلوم ہوا۔ کہ ایسی بے سروپا باتیں سبط ابن جوزی نے اپنے نظریات و عقائد کے پیش نظر خود بنائیں۔ جیسا ہر مصنف شیعہ کرتا رہا ہے۔ جس کا نمونہ نجفی کی تحریرات میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ اسی لیے شیخ محی الدین نے اس کی خبر موت سن کر بددعا کی تھی۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com

اعتراض نمبر۱۷

ابوموسیٰ اشعری بھی سنیوں کا راوی ہے جو حضرت علیؑ سے بغض رکھتا تھا۔

اہل سنت ،کا ایک ،،اور مایۂ ناز راوی ابوموسیٰ اشعری بھی ہے۔کتاب الاستیعاب ذکر ابوموسیٰ اشعری ،اور عبداللہ ابن قیس بن سلیم میں ہے۔کہ یہ حضرت علی سے بغض رکھتا تھا۔ پس دشمن علی راوی فقہ نعمان کو مبارک ہو۔

(حقیقت، فقہ حنفیہ ص ۲۵)

جواب:

حضرت ابوموسےٰ اشعری کا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کا ،جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔اس کا پس منظر یہ ہے۔کہ جب جنگ جمل اور جنگ صفین لڑی گئیں تو بہت سے صحابہ کرام نے ان دونوں میں شرکت ،نہ کی۔ان حضرات نے نہ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور نہ ہی علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔اور نہ ہی امیر معاویہ کی حمایت ،ومخالفت کی۔بلکہ ان حضرات کے پیش نظر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا۔کہ جب تم میری امت میں فتنہ رونما ہوتے دیکھو۔تو اپنی تلواروں کو احد پہاڑ پر مار کر اپنے گھر بیٹھ جانا۔ان شرکت نہ کرنے والوں میں حضرت اسامہ بن زید بھی تھے۔جو علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے خاص الخاص آدمی تھے۔ان میں سے ہی جناب ابوموسیٰ اشعری بھی تھے۔انہوں نے جنگ جمل کے وقت کوفہ میں کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے کہا۔کہ لوگو!اس جنگ میں شرکت نہ کرو۔بعد میں علی المرتضیٰ نے انہیں معزول کر دیا تھا۔اس واقعہ میں ،،الاستیعاب،، نے ایک جملہ لکھا۔جو بعض کے لیے اعتراض بن گیا۔جملہ یہ ہے۔ كَانَ مُنْحَرِفًا عَنْ عَلِيٍّ۔اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔کہ جناب ابوموسیٰ اشعری ،حضرت علی المرتضےٰ کی طرف داری سے انحراف کرنے

marfat.com

والے تھے۔ لیکن نجفی نے "منحرفاً" کا معنی بغض رکھنے والا کیا ہے۔ انحراف کا معنی بغض شاید نجفی لغت میں ہو۔ ورنہ اس کا سیدھا سادہ معنی روگردانی کرنا (منہ پھیر لینا) کسی کی طرف داری نہ کرنا۔ دوسرا راستہ اختیار کرنا وغیرہ آتا ہے۔ یہی الفاظ الاستیعاب میں اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں موجود ہیں۔ نجفی کا پروگرام یہ ہے۔ کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے بارے میں یہ ثابت کیا جائے۔ کہ انہیں علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے بغض تھا۔ (جس طرح خود نجفی کو تمام صحابہ کرام سے ہے۔ اب جب یہ ثابت کر دکھایا جائے تو پھر شور مچا دیا جائے۔ کہ علی المرتضےٰ سے بغض رکھنے والا منافق ہے۔ لہٰذا ابو موسیٰ اشعری منافق ہے۔ (معاذ اللہ)

ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ کہ اہل سنت نہ تو کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اور نہ ہی اہل بیت کے حق میں دریدہ دہنی روا رکھتے ہیں۔ ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض یا الزام دھرنے کے لیے تیار نہیں۔ ان حضرات کے مابین جو اختلافات تھے۔ جو جھگڑے ہوئے وہ سپردِ خدا ہیں۔ زیادہ سے زیادہ خطاء اجتہادی کا قول کہا جا سکتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۱۸

سنیوں کا ایک اور راوی عبداللہ بن عمر ہے جس نے یزید پلید کی بیعت کی تھی

سنیوں بھائیوں کا ایک راوی عبداللہ بن عمر بھی ہے۔ بخاری شریف کتاب الفتن میں لکھا ہے۔ کہ اسی عبداللہ نے یزید کی بیعت کی تھی۔ پس یزید پلید کی بیعت کرنے والا راوی فقہ حنفیہ کو مبارک ہو۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم طبقہ ثانی کے رواۃ مثلاً مجاہد عکرمہ، حسن بصری، عطاء ابن ریاح وغیرہ کے بھی پول کھولیں گے۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۶)

جواب:

نجفی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نقص یہ بیان کیا کہ انہوں نے یزید پلید کی بیعت کر لی تھی۔ لہٰذا وہ ثقہ راوی نہ رہے۔ اس کا الزامی جواب یوں ہے۔ کہ اگر عبداللہ بن عمر نے یزید کی بیعت کی تھی۔ تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بھی تو ایسا ہی کیا تھا۔ ذرا اپنی کتب سے اس کو ملاحظہ تو کرو۔

روضہ کافی:

ذُرَارَۃ سَأَلَ إِلَی عَلِی بن الحسین علیہما السلام فقال لہ
مِثْلَ مَقَالَتِہِ لِلْقُرَشِیّ فَقَالَ لَہُ عَلی ابن الحسین
علیہما السلام أَرَأَیْتَ إِنْ لَمْ أُقِرَّ لَكَ أَلَیْسَ تَقْتُلُنِی
كَمَا قَتَلْتَ الرَّجُلَ بِالْأَمْسِ فَقَالَ لَهُ یَزِیدُ لَعَنَهُ
اللہُ بلی فَقَالَ لَہُ عَلِی ابن الحسین علیہما السلام

قَدْ اَقْرَرْتُ لَكَ بِمَا سَئَلْتَ۔

(روضۂ کافی جلد ۸ ص ۲۳۵ حدیث یزید
مع علی بن الحسین۔ مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ:

ایک قریشی کو یزید نے بُلا کر اپنی بیعت اکرنے کو کہا۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد یزید نے اُسے قتل کروا دیا۔ پھر ایک آدمی یزید نے امام زین العابدین کی طرف بھیجا۔ اور انہیں بھی وہی پیغام بھجوایا۔ جو قریشی کو کہا جا چکا تھا۔ اس کے جواب میں امام زین العابدین نے کہا۔ کیا خیال ہے اگر میں تیری بیعت کا اقرار نہ کروں۔ تو میرے ساتھ بھی وہی کچھ ہو گا جو قریشی نوجوان کے ساتھ ہو چکا ہے؟ یزید نے کہا۔ ہاں۔ پھر امام زین العابدین نے اسے کہا۔ اچھا جو چاہتے ہو میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ (یعنی تیری بیعت قبول ہے۔

جب یہ بیعت ہو گئی۔ تو پھر عمر بھر امام زین العابدین نے اسے توڑا نہیں۔ اس کے علاوہ کتب شیعہ میں یہاں تک موجود ہے۔ کہ جب واقعہ حرا میں یزید نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا۔ کہ امام زین العابدین اور ان کے گھرانے کے افراد کو کچھ نہ کہا جائے۔ یہی نہیں۔ ذرا اس سے بھی آگے چلئے۔ کہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والا مشرف نامی کمانڈر جب قتل وغارت سے فارغ ہوا۔ تو امام زین العابدین اس کے پاس تشریف لائے۔ اور پھر جس کی انہوں نے سفارش کی مشرف نے اسے بھی چھوڑ دیا ہراں کہ حضرت شفاعت کرد مشرف بجہت آنحضرت از او را در گزشت۔ ومکرما از نزد او بیروں رفت

(منتہی الامال جلد ۲ ص ۴۰

marfat.com

اور چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اس کی بڑی عزت کی۔ اب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں نجفی صاحب آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ ذرا دل تھام کر یزید پلید کی بیعت کرنے کے ارادے پر امام حسین رضی اللہ عنہ کا قول بھی سن لیا جائے۔ جن کی شہادت نے اُسے پلید کر دیا۔ تمہاری کتابوں میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیعت یزید کی پیش کش کرنا یُوں منقول ہے۔

تلخیص الشافی:

وقد روی انہ علیہ السلام قال لعمر ابن سعد اِخْتَارُوْا مِنِّیْ اِمَّا الرُّجُوْعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ اَقْبَلْتُ مِنْہُ اَوْ اَنْ اَضَعَ یَدِیْ عَلٰی یَدِ یَزِیْدَ فَھُوَ ابْنُ عَمِّیْ یَرٰی فِیْ رَایہ وَ اِمَّا اَنْ تُسَیِّرُوْنِیْ اِلٰی ثَغْرٍ مِنْ ثُغُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاَکُوْنُ رَجُلًا مِنْ اَھْلِہٖ لِیْ مَا لَہٗ وَعَلَیَّ مَا عَلَیْہِ۔

(تلخیص الشافی جلد ۴ ص ۱۸۶

مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ:

مروی ہے۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ابن عمر سعد سے کہا میرے لیے تین باتوں میں سے کوئی ایک بات تم پسند کرلو۔ ا۔ اس جگہ واپس چلا جاؤں۔ جہاں سے آیا ہوں۔ ۲۔ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں (بیعت کرلوں) آخر وہ میرے چچا کا بیٹا ہے۔ اُس کی میرے بیے اچھی سوچا ہوگا۔ ۳۔ یا کسی قلعہ میں رہے پڑ۔ تاکہ پھر ان قلعہ بندوں کے نفع و نقصان میں بھی شریک ہو جاؤں۔

marfat.com

لمحہ فکریہ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرنے کی وجہ سے معیوب ہو گئے یہی کام امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اسی کے لیے امام حسین رضی اللہ عنہ نے آمادگی فرمائی۔ اب یہ دونوں حضرات روایات۔ حدیث میں کیا مقام رکھتے ہیں۔ کیا ان کے حق میں بھی وہی کلمات کہے گا۔ جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس نے کہے ہیں۔ بالاختصار جواب مذکور ہوا۔ اگر تفصیل درکار ہے تو پھر ہماری تصنیف عقائد جعفریہ جلد دوم ص ۵۰۴ تا ۵۰۸ ملاحظہ کریں۔ انشاء اللہ تسلی ہو جائے گی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

باب دوم

امام اعظم ابو حنیفہ کے مناقب اور آپ پر وارد کیے گئے اعتراضات کے جوابات

marfat.com

باب دوم :

فصل اوّل

آپ پر وارد کردہ اعتراضات کی تردید

اعتراض نمبر ۱

دین اسلام کو سب سے زیادہ نقصان ابوحنیفہ رضؓ نے پہنچایا ہے۔

امام ابوحنیفہ نعمان امام اعظم کی پوزیشن صرف تاریخ بغداد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جس میں آپ کی مذمت کی گئی ہے۔ اور اگر ہمارے حنفی بھائیوں کی تسلی نہ ہو۔ تو ایک مستقل کتاب نعمان لکھیں گے۔

(دین اسلام کو سب سے زیادہ نقصان ابوحنیفہ نے پہنچایا) ثبوت ملاحظہ ہو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۱۵ ذکر نعمان مؤلف حافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی۔

تاریخ بغداد

عن اسحاق بن ابراهيم الحسينى قال قال مالك

مَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُوْدٌ أَضَرَّ عَلَىٰ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَبِي حَنِيْفَةَ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۱۵ ذکر نعمان مؤلف)

marfat.com

ترجمہ:

یعنی اسحاق بن ابراہیم کہتا ہے۔ کہ حضرت مالک فرماتے ہیں۔ کہ کوئی بچہ اسلام میں ایسا نہیں پیدا ہوا جس نے ابوحنیفہ سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچایا ہو

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۰)

جواب:

"امام اعظم کی پوزیشن صرف تاریخ بغداد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جس میں آپ کی مذمت کی گئی ہے" نجفی کا یہ جملہ خاص کر اس کا آخری حصہ "کہ جس میں آپ کی مذمت کی گئی ہے" اس کے اپنے اندر کے چور کی طرف اشارہ کرتا ہے مقصد یہ ہے۔ کہ امام صاحب کی مذمت لکھنی ہے۔ اس کے لیے اس کتاب سے جو بھی جیسا بھی مل جائے۔ وہ کافی ہو گا۔ تاریخ بغداد سے جتنی روایات نجفی نے نقل کی ہیں۔ وہ ایک مستقل باب کے تحت درج ہیں۔ پھر ان روایات پر محشی نے جرح بھی کی ہے کاش! نجفی اس باب کے الفاظ بھی نقل کر دیتا۔ اور محشی کی جرح بھی ساتھ ہی درج کر دیتا۔ پھر ہم دیکھتے کہ کس زبان و قلم سے یہ کہا جاتا ہے "آپ کی مذمت کی گئی ہے" علاوہ ازیں صاحب تاریخ بغداد نے جن لوگوں کی امام موصوف کے خلاف روایات نقل کی ہیں۔ ان ہی سے امام کی شان میں بھی روایات درج کیں۔ اسی لیے مصنف تاریخ بغداد خطیب بغدادی نے شروع میں ہی یہ کہہ دیا ہے۔ کہ میں نے اس کتاب میں تمام وہ روایات جو امام اعظم کی شان کے خلاف یا آن کے مناقب و اوصاف کے بارے میں ہیں۔ درج کر دی ہیں۔ اس سے آپ خود اندازہ لگائیں۔ کہ ایک شخص ابوحنیفہ کے بارے میں کبھی تو تعریفی الفاظ اور کبھی ان کی شان کے خلاف کہتا ہے۔ ایسے شخص کی بات کب قابل یقین ہو سکتی ہے۔ گویا اس کتاب میں روایات کے اندر

marfat.com

تناقض موجود ہے۔ اس کی تفصیل اور وضاحت انشاء اللہ آئندہ صفحات پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھ کر نجفی کو یہ الفاظ لکھنے چاہیئے تھے۔

"امام اعظم کی پوزیشن تاریخ بغداد سے نقل کرتا ہوں۔ صرف ان کی طرف سے جو اس کتاب میں آپ کی مذمت کے بارے میں ہیں۔ اور جو روایات اسی کتاب میں امام موصوف کی شان میں ہیں۔ میری تحریر میں ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھوں" جس باب سے نجفی نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔ محشی اس باب اور اس میں ذکر کردہ روایات کے بارے میں لکھتا ہے۔

رِوَايَاتُ هٰذَا الْبَابِ كُلُّهَا وَاهِيَةُ الْاِسْنَادِ۔

(صفحہ نمبر ۳۹۵)

ترجمہ:

اس باب میں درج تمام روایات سند کے لحاظ سے ناقابلِ اعتبار ہیں۔

نجفی کے مذکورہ اعتراض والی روایت کے تحت محشی نے جو جرح کی ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

تاریخ بغداد:

فِيْهَا ابْنُ دُرُسْتَوَيْهِ وَقَدْ تَقَدَّمَ وَفِيْهَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحُنَيْنِيُّ مِنْ أَصْحَابِ مَالِكٍ حَكَى ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ أَنَّ أَحْمَدَ بْنَ صَالِحٍ الْمِصْرِيَّ كَانَ لَا يَرْضَاهُ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَارُوْدِيِّ فِيْ كِتَابِ الضُّعَفَاءِ وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَقَالَ الْأَزْدِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ ضَعِيْفٌ

marfat.com

مِنَ الْمِيزَانِ۔ ثُمَّ إِنَّهُ غَيْرُ مَعْقُولٍ صُدُورُ مِثْلِ هٰذَا الْقَوْلِ عَنِ الْإِمَامِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَقَلَهُ الثِّقَاتُ مِنْ تَقْرِيظِهِ لِأَبِي حَنِيفَةَ وَثَنَائِهِ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْإِنْتِقَاءِ بَعْدَ أَنْ سَاقَ مِثْلَ هٰذِهِ الْحِكَايَةِ وَرَوَى ذَالِكَ كُلَّهُ عَنْ مَالِكٍ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَأَمَّا أَصْحَابُ مَالِكٍ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ الْفُقَهَاءِ فَلَا يَرْوُونَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا عَنْ مَالِكٍ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص۴۱۵ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ المدینۃ المنورہ طبع جدید)

ترجمہ

روایت مذکورہ میں ایک راوی "ابن درستویہ" ہے۔ جس کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ (کہ یہ انتہا درجہ کا ضعیف راوی ہے۔) اور اسی روایت میں ایک اور راوی "اسحاق بن ابراہیم" بھی ہے۔ جو امام مالک رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہے۔ ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ احمد بن صالح المصری اس کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ابن الجوزی نے اس کو ضعیف راویوں میں ذکر کیا۔ امام نسائی نے اس کو "غیر ثقہ" کہا ازدی اور ابن عدی اسے ضعیف کہتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہے۔ کہ اس قسم کی بات امام مالک رضی اللہ عنہ سے صادر ہونا عجیب سا لگتا ہے۔ عقل اس کو باور نہیں کرتی۔ ثقہ لوگوں سے تو امام مالک کے متعلق یہ منقول ہے۔ کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ ابن عبد البر نے

marfat.com

"انتقاء" میں یہ روایت ذکر کرنے کے بعد کہا کہ اس قسم کی روایات امام مالک رضی اللہ عنہ سے "اہل حدیث" نے روایت کی ہیں۔ جو امام موصوف کے اصحاب میں سے نہیں۔ لیکن امام مالک کے اصحاب میں سے اہل الرائے نے اس قسم کی کوئی روایت ذکر نہیں کی۔

روایت مذکورہ پر اس جرح سے معلوم ہوا کہ اس کے راوی "ابن درستویہ اور اسحاق بن ابراہیم" ناقابلِ اعتبار ہیں، ضعیف اور غیر ثقہ ہیں۔ ان کے مقابلہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ثقہ اور قابلِ اعتبار حضرات نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل بیان کیے ہیں۔ لہٰذا امام مالک رضی اللہ عنہ سے ثقہ راویوں کے ذریعہ یہ ثابت ہے کہ امام موصوف نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان کے خلاف نہیں بلکہ ان کے حق میں ہی فرمایا ہے۔ اب نجفی شیعی کو تو وہ روایات درکار تھیں جن میں مذمت ہونی چاہیے وہ معتبر ہوں یا غیر معتبر۔ لیکن حقیقت سامنے آنے کے بعد قارئین حضرات یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہوں گے کہ امام اعظم کی ذات پر نجفی نے الزام تراشی کی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۲

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتنہ ابلیس کے فتنے سے سخت ہے

حقیقت فقہ حنفیہ: اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۱۶

تاریخ بغداد:

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ فِتْنَةُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَضَرَّ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْ فِتْنَةِ اِبْلِيْسَ۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۱۶)

ترجمہ:

یعنی مالک بن انس فرماتے ہیں۔ کہ ابوحنیفہ کا فتنہ اس امت کے لیے ابلیس کے فتنے سے زیادہ نقصان دہ تھا۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۸)

جواب:

اس روایت کا ایک راوی حبیب ابن حبیب ہے۔ اس کی کنیت ابوحبیب اور اس کے باپ کا نام زریق ہے۔ اس روای کا روایت میں کیا مقام ہے۔ ہم صاحب

marfat.com

میزان الاعتدال کی زبانی سنیئے۔

میزان الاعتدال:

حبیب ابن ابی حبیب و اسم ابیہ زریق ......
قَالَ اَحْمَدُ لَيْسَ بِثِقَةٍ ...... وَقَالَ اَبُوْ دَاوُدَ
كَانَ مِنْ اَكْذَبِ النَّاسِ وَقَالَ اَبُوْحَاتِمٍ رَوٰى
عَنِ ابْنِ اَخِي الزُّهْرِيِّ اَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةً
وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ اَحَادِيْثُهُ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ
وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ يُوْرِثُ بِالْمَدِيْنَةِ عَلَى
الشُّيُوْخِ وَرَوٰى عَنِ الثِّقَاتِ الْمَوْضُوْعَاتِ كَانَ
يُدْخِلُ عَلَيْهِمْ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيْثِهِمْ۔

(میزان الاعتدال جلد اول ذکر حرف الحاء ص ۲۶۰
مطبوعہ مصر طبع قدیم)
(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد دوم ص ۸۱۸ مطبوعہ
بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حبیب ابن حبیب اس کے باپ کا نام زریق تھا۔ امام احمد نے کہا کہ یہ غیر ثقہ تھا۔ اور ابوداؤد کا کہنا ہے کہ لوگوں میں سب سے جھوٹا شخص تھا۔ ابوحاتم نے کہا۔ کہ یہ شخص زہری کے بھتیجے سے من گھڑت روائتیں کرتا تھا۔ ابن عدی اس کی تمام احادیث کو من گھڑت قرار دیتا ہے ابن حبان نے کہا۔ کہ یہ شخص مدینہ منورہ میں شیوخ کے پاس آتا جاتا رہتا

marfat.com

تھا۔اور پھر ان کی طرف سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ اور ان کی احادیث میں ایسے پیوند لگایا کرتا تھا۔جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔

روایت مذکورہ کے راوی کا حال سامنے آنے پر آپ نجفی کو واقعی شاباش دیں گے۔کہ "حجۃ الاسلام" واقعی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ایک بناوٹی حدیثیں بنانے والا امام اعظم کی ذات پر کیچڑ اچھالے تو نجفی کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور پھر اس راوی نے اپنی دیرینہ عادت کے تحت یہ قول سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا۔ حاشا و کلا امام مالک رضی اللہ عنہ ایسی بات کہیں۔سنیے۔امام مالک رضی اللہ عنہ حضرت امام اعظم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔اور وہ بھی اسی کتاب سے ملاحظہ ہو۔

تاریخ بغداد:

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّافِعِيَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِدْرِيسَ قَالَ قِيلَ لِمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ هَلْ رَأَيْتَ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَجُلاً لَوْ كَلَّمَكَ فِي هٰذِهِ السَّارِيَةِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِحُجَّتِهِ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ تذکرہ قیل فی فقہ ابی حنیفہ ص ۳۳۸ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ طبع جدید)

ترجمہ:

ہمیں احمد بن صباح نے خبر دی۔میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے سنا۔انہوں نے فرمایا۔کہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے

marfat.com

پوچھا گیا۔ کیا آپ نے امام ابو حنیفہ کی زیارت کی ہے۔ کہنے لگے ہاں۔ میں نے انہیں ایک عظیم شخص پایا۔ اگر وہ اس ستون کے بارے میں تجھ سے گفتگو کرے۔ اور اس کو سونے کا ستون ثابت کرنا چاہے۔ تو ایسے دلائل دے گا۔ کہ وہ اس کو سونے کا ہی ثابت کرے گا۔

قارئین کرام! سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ امام اعظم کی فقاہت کے سبب کس قدر معتقد ہیں۔ ایک عظیم شخص پایا۔ اگر وہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہے تو کر دے گا۔ اور دوسری طرف ان کا امام صاحب کے متعلق یہ فرمان کہ ان کا فتنہ ابلیس کے فتنے سے زیادہ سخت ہے دونوں قول ایک ہی شخص کے اور ایک ہی کے متعلق بیک وقت درست کیسے ہو سکتے ہیں اس لیے امام وقت اور ولی کامل ہوتے ہوئے امام مالک رضی اللہ عنہ سے ایسے نازیبا الفاظ کا صدور مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ جس سے امام اعظم کی توہین اور تنقیص نکلتی ہو۔ کسی کے علم و فضل کا معتقد اسی کے متعلق غیر مہذب اور ناشائستہ الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کسی نے یہ الفاظ خود تراش کر حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَبْصَارِ

marfat.com

اعتراض نمبر ۳

ابو حنیفہ کا فتنہ دجال کے فتنہ کے بعد سب سے بڑا ہے

حقیقت فقہ حنفیہ: تاریخ بغداد:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُوْلُ مَا اَعْلَمُ فِي الْاِسْلَامِ فِتْنَةً بَعْدَ فِتْنَةِ بَعْدِ الدَّجَّالِ اَعْظَمَ مِنْ رَأْيِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۱۶)

ترجمہ:

یعنی عبدالرحمن کہتا ہے۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ اسلام میں دجال کے فتنے کے بعد ابو حنیفہ کی رائے سے کوئی بڑا فتنہ ہو۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۹)

جواب:

عبدالرحمن بن مہدی کی طرف لگایا گیا الزام تو ہمارے سامنے ہے۔ اور نجفی نے اسے بڑے طمطراق سے ذکر کر دیا۔ لیکن یہی تاریخ بغداد مختلف ثقہ لوگوں سے جو امام اعظم کی سیرت بیان کرتی ہے۔ وہ بھی پیش نظر ہونی چاہیئے۔ ثقہ لوگوں نے آپ کو علم و رائے میں بڑے پایہ کا شخص کہا ہے۔ حلت و حرمت کے جاننے والا عظیم انسان قرار دیا۔ اور شب بیداری جیسے اوصاف کا مالک گردانا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

کی حدیث صحیح اور حضرات صحابہ کرام کے اقوال صحیحہ کے مقابلہ میں اپنے قیاس واجتہاد کو خیرباد کہنے والا بزرگ فرمایا۔ ان کے برخلاف عبدالرحمٰن بن مہدی کا آپ کی ذات پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ خاص کر ایسا اعتراض والزام جس کو ذکر تو کر دیا گیا۔ لیکن اس کی وجہ وسبب معلوم نہیں۔ اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے بہت بڑا فتنہ ہے تو آخر کس سبب سے؟ عبدالرحمٰن بن مہدی کے پاس اگر اس امر کی کوئی ٹھوس دلیل اور قوی سبب ہوتا۔ تو وہ ضرور ذکر کر دیتا۔ اس لیے ہم کہتے ہیں۔ کہ ایک طرف ثقہ لوگوں کی امام اعظم کی صفت وثناء کرنا اور دوسری طرف عبدالرحمٰن بن مہدی کی جرح اور وہ بھی بلا دلیل ان میں کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ جرح بغیر دلیل تو از روئے قانون "مردود" ہوتی ہے۔ نجفی نے قولِ مردود کو سینے سے لگایا۔ اور قولِ ثقات سے آنکھیں چرالیں۔ تاریخ بغداد سے ہی پڑھیے۔

تاریخ بغداد:

قَالَ سَمِعْتُ فُضَيْلَ بْنَ عَيَّاضٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَجُلًا فَقِيْهًا مَعْرُوْفًا بِالْفِقْهِ مَشْهُوْرًا بِالْوَرَعِ وَاسِعَ الْمَالِ مَعْرُوْفًا بِالْاَفْضَالِ عَلٰى كُلِّ مَنْ يُطِيْفُ بِهِ صَبُوْرًا عَلٰى تَعْلِيْمِ الْعِلْمِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَسَنَ اللَّيْلِ كَثِيْرَ الصَّمْتِ قَلِيْلَ الْكَلَامِ حَتّٰى تَرِدُ مَسْئَلَةٌ فِيْ حَلَالٍ وَحَرَامٍ فَكَانَ يُحْسِنُ اَنْ يَدُلَّ عَلَى الْحَقِّ هَارِبًا مِنْ مَالِ السُّلْطَانِ هٰذَا الْخَبَرُ حَدِيْثُ مُكَرَّمٍ وَزَادَ ابْنُ الصَّبَّاحِ وَكَانَ اِذَا وَرَدَتْ عَلَيْهِ مَسْئَلَةٌ فِيْهَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ اِتَّبَعَهُ وَاِنْ كَانَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ

marfat.com

وَالْاَقَاسَ وَاَحْسَنَ الْقِيَاسَ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۴۰ مطبوعہ سلفیہ مدینہ منورہ طبع جدید)

ترجمہ:

ابن منصور کا کہنا ہے کہ میں نے فضیل بن عیاض (رضی اللہ عنہ) سے سنا۔ انہوں نے کہا۔ کہ امام ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) ایک فقیہ شخص تھے۔ فقہ میں معروف تھے۔ تقویٰ میں مشہور۔ مال میں وسیع جود و سخا میں کھلے ہاتھ والے اور ہر ملاقاتی کے ساتھ داد و دہش کا رویہ رکھنے والے تھے۔ علم دین کی تعلیم میں رات، دن مصروف رہتے تھے۔ راتیں اللہ کی یاد میں گزارتے۔ اکثر خاموش رہتے۔ بات نہ کرتے۔ ہاں حلال وحرام کے مسئلہ پوچھے جانے کے وقت گفتگو فرماتے۔ بات کی حقانیت اور تحقیق پر بڑی خوبصورت بات کرتے بادشاہِ وقت کے پیسے سے دُور بھاگنے والے تھے۔ یہ حدیث محرم لوی کی احادیث میں سے آخری حدیث ہے۔ ابن الصباح نے امام اعظم کے مذکورہ بالا اوصاف بیان کرنے میں یہ بھی اضافہ کیا ہے۔ کہ امام صاحب کا یہ طریقہ تھا جب آپ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا۔ اور اس کے بارے میں کوئی حدیث صحیح ہوتی۔ تو آپ حدیثِ نبوی کی اتباع کرتے۔ بصورت دیگر حضرات صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال وارشادات کی طرف رجوع کرتے اگر ان سے کوئی قول وغیرہ نہ پاتے۔ تو قیاس واجتہاد فرماتے۔ اور آپ کا قیاس واجتہاد اپنی مثال آپ ہوتا تھا

لمحہ فکریہ:

اپنے دور کے مشہور امام اور جانی پہچانی شخصیت حضرت فضیل بن عیاض (رضی اللہ عنہ

marfat.com

کے تاثرات امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ حضرات نے پڑھے۔ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ مقام ولائت پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل شرعیہ میں بہت محتاط رہتے تھے۔ اگر حدیث صحیح تھی یا صحابہ کرام اور تابعین سے کوئی اس مسئلہ کے متعلق صراحت ملتی۔ تو اپنی رائے کو استعمال نہ فرماتے۔ یعنی حتی الوسع رائے سے بچنے کی کوشش فرماتے۔ ناچار اور مجبور ہو کر قیاس و اجتہاد کا راستہ اپناتے۔ کیا اس قدر محتاط شخص کی رائے ”دو دجال کا فتنہ“ کہلا سکتی ہے۔؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ محض امام اعظم کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ان کی شخصیت کو داغدار کرنے کے لیے الزام تراشی کی گئی ہے۔ ایسے جلیل القدر آدمی کے متعلق اتنے گرے ہوئے الفاظ وہی کہہ سکتا ہے۔ جو تعصب اور عناد کا شکار ہو۔ اللہ تعالیٰ ”وہ اندھے نجفی“ کو بصیرت عطا کرے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۴

ابو حنیفہ نے اسلامی مشین کے پیچ ڈھیلے کیے ہیں

حقیقت فقہ حنفیہ:

تاریخ بغداد:

عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِذْ جَاءَهُ نَعْيُ أَبِي حَنِيْفَةَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَرَاحَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهُ لَقَدْ كَانَ يَنْقُضُ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً مَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُوْدٌ أَشْأَمُ عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْهُ۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب "تاریخ بغداد" جلد ۱۳

ص ۴۱۸)

ترجمہ:

یعنی سفیان ثوری کو جب امام ابو حنیفہ کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے شکر خدا کیا اور کہا کہ ابو حنیفہ اسلام کی رسی کے پیچ ڈھیلے کرتا تھا۔ اور اسلام میں ابو حنیفہ سے زیادہ بدبخت کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۶)

marfat.com

جواب اول:

روایت مذکورہ سے امام اعظم کی ذات پر الزام دھرنے کا کوئی جواز نہیں۔ کیونکہ اس کا ایک راوی "نعیم بن حماد" سخت مجروح ہے۔

میزان الاعتدال:

نعیم بن حماد الخزاعی ..... قال ابو داود کان عند نعیم بن حماد عشرین حدیثا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس لھا اصل وقال النسائی ضعیف ..... قال الازدی کان نعیم یضع الحدیث فی تقویۃ السنۃ وحکایات مزورۃ فی ثلب النعمان کلھا کذب۔

(میزان الاعتدال جلد سوم حرف النون ص ۲۳۸ مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ:

نعیم بن حماد خزاعی کے متعلق ابو داؤد نے کہا۔ کہ اس کے پاس بیس احادیث تھیں۔ جنہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا تھا۔ لیکن اُن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ اور نسائی نے اسے ضعیف کہا ...... ازدی کا کہنا ہے۔ کہ یہ نعیم بن حماد سنت کی مضبوطی و تقویت کے موضوع پر احادیث اپنی طرف سے بنایا کرتا تھا۔

marfat.com

اسی طرح امام ابوحنیفہ کے عیوب ونقائص بیان کرنے کے لیے من گھڑت حکایات، اور ادھر اُدھر کی باتیں کیا کرتا تھا۔ جو تمام کی تمام جھوٹی ہیں۔

جواب دوم:

روایتِ مذکورہ کی نسبت حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ تھوڑا سا آگے چل کر صاحب تاریخ بغداد نے اسی روایت کو امام اوزاعی کی طرف سے بیان کیا ہے۔ گویا جناب سفیان ثوری اور امام اوزاعی نے جب امام ابوحنیفہ کی موت کی خبر سنی۔ تو دونوں حضرات نے ایک جیسے الفاظ کہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ اتفاق کس طرح ہوا۔ ان دونوں جلیل القدر شخصیات کے وہ ارشادات جو انہوں نے امام اعظم کے فضائل ومناقب میں بیان فرمائے۔ وہ اُن کے اس قول کی نفی کرتے ہیں　　　　ہم سردست ایک تو تاریخ بغداد کی عربی عبارت کی بجائے صرف ترجمہ پر اکتفا کریں گے۔ اور دوسرا وہ تمام روایات درج نہیں کریں گے۔ جو ان دونوں سے شانِ ابی حنیفہ میں مروی ہیں۔ بطور نمونہ ایک، دو کا ذکر ہی کافی ہوگا۔ ملاحظہ ہو کہ سفیان ثوری نے کیا فرمایا۔

تاریخ بغداد:

جب حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا۔ تو ابوبکر بن عیاش نے اپنے ساتھیوں کو لیا اور سفیان ثوری کے گھر ان کے بھائی کی تعزیت کے لیے آئے۔ گھر تعزیت کرنے والوں سے بھر گیا تھا۔ ان میں عبداللہ بن ادریس بھی تھے۔ اتنے میں امام ابوحنیفہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں جناب سفیان کے گھر تشریف لائے۔ جناب سفیان ثوری ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے! امام ابوحنیفہ کو گلے سے لگایا۔ اور اپنی مسند پر انہیں بٹھایا۔ اور خود ان کے سامنے باادب بیٹھ

marfat.com

گئے ابو بکر بن عیاش کا کہنا ہے۔ کہ یہ دیکھ کر مجھے سخت غصہ آیا۔ مجھے غصہ میں آیا دیکھ کر عبداللہ بن ادریس بولے۔ کہ تجھ پر افسوس ہے۔ بلا وجہ غصہ کر رہا ہے۔ کاش تجھے حقیقت حال کا علم ہوتا۔ بہر حال ہم بیٹھے رہے۔ اور اس انتظار میں تھے۔ کہ لوگ چلے جائیں۔ اتنے میں میں (ابو بکر) نے عبداللہ بن ادریس سے کہا۔ کہ دیکھو اتنے میں ہم نے سفیان ثوری سے کہا کہ آپ نے آج وہ کام کیا۔ جو نہ مجھے پسند آیا۔ اور نہ ہی میرے ساتھی اس سے خوش ہیں۔ سفیان ثوری نے پوچھا۔ کونسا ایسا کام مجھ سے ناگوار ہو گیا۔ جو آپ کو اچھا نہیں لگا۔ میں نے کہا۔ کہ تم نے ابو حنیفہ کی اس قدر عزت کی۔ اُن کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے ان کو گلے لگایا پھر انہیں اپنی مسند پر بٹھایا۔ اس قدر عزت افزائی نہ مجھے اچھی لگی۔ اور نہ میرے ساتھیوں کو ایک آنکھ بھائی۔ تو اس پر سفیان ثوری کہنے لگے۔ تم اس کو ناپسند کیوں کرتے ہو۔ کیا دیکھتے نہیں۔ کہ

هٰذَا رَجُلٌ مِنَ الْعِلْمِ بِمَكَانٍ فَاِنْ لَمْ اَقُمْ لِعِلْمِهٖ قُمْتُ لِسِنِّهٖ وَاِنْ لَمْ اَقُمْ لِسِنِّهٖ قُمْتُ لِفِقْهِهٖ وَاِنْ لَمْ اَقُمْ لِفِقْهِهٖ قُمْتُ لِوَرَعِهٖ فَاَحْجَمَنِيْ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِيْ جَوَابٌ۔

(ص ۳۴۱ جلد سوم)

ترجمہ:

یہ شخص علم میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ میں اُسے دیکھ کر کھڑا ہوا اور اگر اس کے اعلیٰ مرتبہ کے لیے کھڑا نہ ہوتا۔ تو اس کی عمر کی وجہ سے کھڑا ہوتا۔ (کیونکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں) اور اگر عمر کی وجہ سے بھی کھڑا نہ ہوتا۔ تو اس کے تفقہ فی الدین کی وجہ سے کھڑا ہوتا۔ اور اگر فقہ بھی قیام کا سبب نہ ہوتا تو اس کا متقی اور پرہیزگار ہونا مجھے کھڑا ہونے پر مجبور کرتا۔ ابو بکر بن عیاش

marfat.com

کہتے ہیں۔ اجب جناب سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے قیام کی یہ وجوہات بتلائیں۔ تو میں لاجواب ہو گیا۔

یہ تھا ایک رویہ جناب سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے احترام و تعظیم کا۔ جو انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتا۔ اب امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ اسی کتاب سے درج ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تاریخ بغداد:

سیدنا حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک مرتبہ امام اوزاعی کو ملنے شام آیا۔ تو امام موصوف نے مجھے کہا۔ اے خراسانی! ابوحنیفہ کنیت کا ایک مرد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ یہ بدعتی کون ہے؟ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں۔ کہ میں اس کا جواب دینے کی بجائے وہاں سے واپس آگیا۔ اور اپنے گھر میں رکھی ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھنے لگا۔ ان میں سے چند چیدہ چیدہ مسائل لے کر تین دن بعد پھر امام اوزاعی کے ہاں حاضر ہوا۔ امام اوزاعی مسجد کے امام اور مؤذن بھی تھے۔ کتاب میرے ہاتھ میں دیکھی۔ دیکھ کر پوچھا۔ یہ کونسی کتاب ہے۔ اس کے جواب میں میں نے وہ کتاب ہی اُن کو دے دی۔ کتاب لے کر پڑھنے لگے۔ ایک مسئلہ کے عنوان پر نظر پڑی۔ کتاب کو چھوڑا اور اذان کہی۔ فارغ ہونے پر پھر کتاب کو پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ حصہ پڑھا۔ اُسے بند کیا اور جیب میں ڈال لی نماز پڑھانے کے بعد پھر اُس کو نکال کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اور پوچھا کہ اس کے لکھنے والا النعمان بن ثابت کون ہے۔

قُلْتُ شَيْخٌ لَقِيْتُهُ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ هٰذَا نَبِيْلٌ مِنَ الْمَشَائِخِ اِذْهَبْ فَاسْتَكْثِرْ مِنْهُ قُلْتُ هٰذَا اَبُوْحَنِيْفَةَ نَهَيْتَ عَنْهُ (جلد ۱۳ ص ۳۳۸)

marfat.com

ترجمہ:

میں نے کہا ایک بہت بڑا شیخ ہے۔ جس سے میں نے عراق میں ملاقات کی ہے۔ یہ سن کر امام اوزاعی نے کہا۔ کہ یہ تو کوئی عظیم و کبیر مشائخ کرام میں سے معلوم ہوتا ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس کے پاس جاؤ اور اس سے اور زیادہ سیکھو۔ یہ سن کر میں نے کہا۔ حضرت! یہی تو ابوحنیفہ ہے۔ جس سے آپ منع کر رہے تھے۔

لمحہ فکریہ:

نجفی شیعی نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر الزام دھرنے کے لیے۔ جو جو روایت پیش کی۔ وہ ایک ایسے راوی کی ہے۔ جس سے بیسیوں ایسی احادیث ملتی ہیں۔ جو اس نے خود بنائیں۔ اور پھر کمال جرأت سے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا۔ جو راوی اس قدر بے باک ہو۔ وہ اگر ابوحنیفہ کے متعلق گھر بیٹھ کر کوئی روایت تراش لیتا ہے۔ تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے۔ اور پھر ایسی روایت سے امام ابوحنیفہ کی ذات پر الزام کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح من گھڑت روایت اور جھوٹی بات کو ثابت کرنے کے لیے دوسرا جھوٹ یہ بولا۔ کہ مجھے (نعیم بن حماد کو) یہ روایت سفیان ثوری نے بتلائی ہے۔ اور کبھی یہ کہا۔ کہ امام اوزاعی نے مجھے ایسا کہا تھا۔

ان دونوں جلیل القدر شخصیات کے امام ابوحنیفہ کے بارے میں آپ خیال سن چکے ہیں۔ ایک یہ کہے۔ کہ ایسا نابغۂ روزگار کبھی کبھی ملتا ہے۔ اس سے کسب فیض کرو۔ دوسرا اس کے علم و تقویٰ کے پیش نظر کھڑے ہو کر استقبال کرے۔ اور اپنی مسند پیش کر دے ادھر یہ اور ادھر وہ کہ "ابوحنیفہ نے اسلامی مشین کے پیچ ڈھیلے کر دیے": ان دونوں

میں کیا تعلق و ربط ہے۔ معلوم ہوا کہ روایتِ مذکورہ "نعیم بن حماد" کی من گھڑت ہے۔ لہذا کذاب کی من گھڑت روایت نجفی کو اگر یہی نظر آئی۔ تو یہ اس کی پسند ہو گی۔ آخر "تقیہ" کے خوگر کو ایسا پسند ہو گا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض ۵

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحنیفہ کے فتووں پر عمل کرنے سے منع کیا

حقیقت فقہ حنفیہ:

تاریخ بغداد:

مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ يَقُوْلُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِي النَّظْرِ فِيْ كَلَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَصْحَابِهِ أَنْظُرُ فِيْهَا وَأَعْمَلُ عَلَيْهَا قَالَ لَا۔ لَا۔ لَا۔

(اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۲۵)

ترجمہ:

یعنی محمد بن حماد کہتا ہے۔ کہ میں نے خواب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کی۔ کہ کیا ابوحنیفہ کے مسئلوں پر عمل کرنا جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۰)

maftat.com

جواب:

جیسا کہ واضح طور پر مذکور ہے۔ کہ اس روایت کا راوی "محمد بن حماد" ہے۔ اس کے متعلق نجفی شیعی کو اسمائے رجال کی کتابیں دیکھنا نصیب نہ ہوئیں۔ اور اگر دیکھ کر اس راوی کی حیثیت معلوم ہو گئی تھی۔ تو پھر اس کا ذکر کرنا اس کی انتہائی حماقت ہے۔ کیونکہ نسب کے اعتبار سے یہ مجہول اور روایات کے اعتبار سے غیر محفوظ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

لسان المیزان:

لَا یُعْرَفُ وَخَبْرُہٗ مُنْکَرٌ اِنْتَھٰی ذَکَرَہُ الْعُقَیْلِیُّ فَقَالَ مَجْھُوْلٌ فِی النَّسَبِ وَالرِّوَایَۃِ حَدِیْثُہٗ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ ثُمَّ سَاقَ لَہٗ عَنْ مِھْرَانَ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ فُلَانِ ابْنِ عُبَیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْہِ رَفَعَہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ الخ۔

(لسان المیزان جلد پنجم حرف میم ص ۱۴۶ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

محمد بن حماد سامری غیر معروف ہے۔ اور اس کی روایات منکر ہیں عقیلی نے کہا کہ یہ شخص نسب اور روایت میں مجہول ہے۔ اس کی روایت کردہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ الخ۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا۔ کہ روایت مذکورہ ایک ایسے شخص کی ہے جس کے نسب کا کوئی پتہ نہیں۔ جس کی روایات منکر ہیں۔ جس کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔ ایسے

marfat.com

شخص کی بات سے امام ابوحنیفہ کی شان میں کیا فرق پڑتا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ سب کچھ خواب میں دیکھا گیا۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ محمد بن حماد راوی مذکور نہ تو صحابی ہے۔ اور نہ ہی تابعین میں شامل ہے۔ اگر ان دونوں طبقوں میں سے ہوتا۔ تو شاید حالت نیند میں دیکھا گیا کچھ وزن رکھتا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ خواب کے معاملات دوسرے پر دلیل و حجت نہیں بنا کرتے۔ لہٰذا اس خواب کے واقعہ کو امام ابوحنیفہ کے خلاف دلیل و حجت نہیں بنایا جا سکتا۔ ادھر خواب اور خواب دیکھنے والا مجہول النسب والروایہ ہے اور ادھر سفیان ثوری اور امام اوزاعی ایسے ثقہ لوگ ان دونوں میں سے کن کی بات وزنی ہے۔ صاف بات ہے۔ کہ ثقہ اور ہوش و حواس قائم ہوتے ہوئے بیداری میں بات کرنے والے کی بات کا وزن زیادہ ہوتا ہے۔ اور سویا ہوا خواب دیکھنے والا غیر محفوظ و منکر روایات والا ان حضرات کی بات کی برابری کیسے کر سکتا ہے۔ "محمد بن حماد" کا خواب کہتا ہے۔ کہ ابوحنیفہ کے مسائل پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کرنے اور عمل کرنے سے منع کر دیا۔ اور اُدھر ابوحنیفہ کے بارے میں یہ احتیاطی قول موجود۔ کہ حدیث پاک کے ہوتے ہوئے اور اقوال صحابہ کے سامنے یہ اپنی رائے کو بروئے کار نہیں لاتے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ ایسی روایات کے ذریعہ نجفی دراصل حسد و کینہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کا مصداق بنا ہے۔ اس سے امام ابوحنیفہ کی ذات پر الزام قطعاً ثابت نہیں ہو سکتا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۶

ابوحنیفہ کی کتاب الحیل کی شان

حقیقت فقہ حنفیہ: اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۲۷ ابن مبارک کہتا ہے۔ کہ جو شخص ابوحنیفہ کی کتاب الحیل پڑھ لے۔ تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر سکتا ہے۔ مولوی ابن المبارک کہتا ہے۔ مَا اَدْرِیْ وَضَعَ کِتَابِ الْحِیَلِ اِلَّا شَیْطَانٌ۔ کہ کتاب الحیل کسی شیطان نے بنائی ہے۔ ابن مبارک کہتا ہے۔ کہ جس نے کتاب الحیل بنائی ہے وہ ابلیس سے زیادہ شریر ہے۔ اور جو شخص کتاب الحیل کو پڑھے اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۱)

جواب اوّل:

اس ایک الزام میں نجفی شیعی نے چار الزامات جمع کر دیے ہیں۔

۱۔ کتاب الحیل کو پڑھنے والا حلال اشیاء کو حرام اور حرام اشیاء کو حلال کر سکتا ہے۔

۲۔ یہ کسی شیطان کی تصنیف ہے۔

۳۔ اس کا مصنف شریر ترین شخص ہے۔

۴۔ اس کے پڑھنے والے پر اسی کی بیوی مطلقہ ہو جاتی ہے۔

marfat.com

ان الزامات کے جواب میں اجمالی طور پر اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ یہ کتاب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیف نہیں۔ "میزان" میں ذہبی نے کہا ہے۔

ولم نر کتاب الحیل الذی نسب الی ابی حنیفه

ترجمہ:

یعنی امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب "کتاب الحیل" نامی تصنیف کو ہم نہیں جانتے۔

علاوہ ازیں خطیب بغدادی نے اپنی تصنیف میں اس باب کے اندر جن الزامات جناب عبداللہ بن مبارک کی طرف منسوب کر ذکر کیے۔ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ان تمام الزامات کو رد کر دیا ہے۔ اور اس تردید میں خطیب بغدادی کو بھی ان دونوں نے معاف نہ کیا حیران کن بات یہ ہے۔ کہ خطیب بغدادی نے یہ تمام الزامات جناب عبداللہ بن مبارک کی طرف منسوب کر کے ذکر کیے۔ عبداللہ بن مبارک وہ شخصیت ہیں۔ جو سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے انتہائی عقیدت مند تھے۔ ان کے قابل ذکر شاگردوں میں سے تھے۔ جس کتاب کے بارے میں خطیب بغدادی نے ذکر کیا۔ سرے سے وہ امام ابوحنیفہ کی تصنیف ہی نہیں۔ انہی عبداللہ بن مبارک کی ذکر کردہ روایت مذکورہ کے بارے میں محشی فرماتے ہیں۔

تاریخ بغداد:

وَكَيْفَ يَنْسِبُ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هٰذَا الْكِتَابَ اِلٰى اَبِیْ حَنِیْفَةَ مَعَ اَنَّهُ مِنْ تَلَامِذَتِهِ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُجِلُّوْنَهُ حَیًّا وَمَیِّتًا كَمَا نَقَلَ ذٰلِكَ الثِّقَاتُ الْعُدُوْلُ نَقْلًا یُفِیْدُ الْعِلْمَ

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن المبارک اس کتاب کو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کیسے کر سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ امام صاحب کے ان شاگردوں میں سے ہیں۔ جو آپ کی زندگی میں اور وصال کے بعد بھی آپ کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور ان کی شہرت کا باعث بنے۔ جیسا کہ یہ بات، بہت سے باوثوق لوگوں نے بیان کی۔ اور ان ثقہ لوگوں کا بیان کرنا مفید اور علم قطعی ہے۔

بطور نمونہ حضرت عبداللہ بن المبارک کے دو تین تعریفی اقوال اسی تاریخ بغداد سے پیش خدمت ہیں۔

تاریخ بغداد:

ابو وهب محمد بن مزاحم قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ لَوْ لَا اَنَّ اللهَ اَغَاثَنِيْ بِاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَسُفْيَانَ كُنْتُ كَسَائِرِ النَّاسِ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۷، ۳۴۷)

ترجمہ:

ابو وہب محمد بن مزاحم نے عبداللہ بن المبارک کو یہ کہتے پایا۔ اگر اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہما کے ذریعہ میری اعانت نہ فرماتا۔ تو میں بھی عام لوگوں کی طرح (بے علم و جاہل) ہی ہوتا۔

☆

marfat.com

تاریخ بغداد:

محمد بن مزاحم یقول سمعت عبد اللہ بن المبارک یقول رأیت اعبد الناس ورأیت اورع الناس ورأیت اعلم الناس ورأیت افقہ الناس فاما اعبد الناس فعبد العزیز بن ابی رواد واما اورع الناس فالفضیل بن عیاض واما اعلم الناس فسفیان الثوری واما افقہ الناس فابو حنیفۃ ثم قال ما رأیت فی الفقہ مثلہ

تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۴۲، ۳۴۳ مطبوعہ السلفیہ المدینہ المنورہ طبع جدید)

ترجمہ:

محمد بن مزاحم کا کہنا ہے۔ کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا فرمایا۔ میں (وہ خوش قسمت انسان ہوں کہ جس) نے تمام لوگوں سے بڑھ کر عبادت گزار کی زیارت کی تمام سے زیادہ پرہیز گار کو دیکھا اور سب سے بڑھ کر عالم کو پایا اور جسے فقہ میں بے مثل شخصیت کو دیکھنا نصیب ہوا۔ وہ عبادت گزار عبد العزیز ابی رواد تھے۔ وہ پرہیز گار جناب فضیل بن عیاض کی شخصیت تھی اور بڑے عالم جناب سفیان ثوری تھے۔ اور فقہ میں بے مثل جناب ابو حنیفہ تھے پھر کہا۔ کہ فقہ میں امام ابو حنیفہ سا کوئی دوسرا میں نے نہیں دیکھا۔

marfat.com

تاریخ بغداد:

مَنْصُوْرِبْنِ هَاشِمْ يَقُوْلُ كُنَّا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارِكِ بِالْقَادِسِيَّةِ اِذْجَاءَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْكُوْفَةِ فَوَقَعَ فِیْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ وَيْحَكَ اَتَقَعُ فِیْ رَجُلٍ صَلّٰى خَمْسًا وَّ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً خَمْسَ صَلَوَاتٍ عَلٰى وُضُوْءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يَجْمَعُ الْقُرْاٰنَ فِیْ رَكْعَتَيْنِ فِیْ لَيْلَةٍ وَتَعَلَّمْتُ الْفِقْهَ الَّذِیْ عِنْدِیْ مِنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ۔

ترجمہ:

منصور بن ہاشم کا کہنا ہے۔ کہ ہم مقام قادسیہ میں جناب عبد اللہ بن المبارک کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص کوفہ سے وارد ہوا۔ اور امام ابوحنیفہ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا یہ دیکھ کر جناب عبد اللہ بن المبارک نے فرمایا تیرے لیے بربادی! تو ایسے شخص کے بارے میں نازیبا الفاظ کہہ رہا ہے۔ جس نے پینتالیس سال متواتر پانچ نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں۔ اور اس کے بارے میں کہ جو ایک رات میں دو رکعتوں میں مکمل قرآن پڑھا کرتا ہے۔ اور فقہ کا جتنا علم مجھ میں دیکھ رہے ہو یہ اسی کا فیضان ہے۔

حضرت عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خیالات آپ نے ملاحظہ کیے۔ کیا ایسے شخص کا وہ قول ہو سکتا ہے۔ جو نجفی کو تاریخ بغداد سے ملا۔ ان تمام الزامات کی اصل "کتاب الحیل" تھی۔ جو امام اعظم رضی اللہ عنہ سے

marfat.com

تحقیق شدہ کتابوں میں شامل ہی نہیں۔ جس کی تصنیف ہو گی۔ وہ جانے اور الزامات کا جواب بھی اسی پر لازم۔ وہ شیطان ہے۔ شریر ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال میں تبدیل کرنے والا ہے۔ ہمیں اس سے کیا غرض۔ ہاں آخری بات کہ اس کتاب کے قاری کا اپنی بیوی سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اس بارے میں گزارش ہے۔ کہ "تقیہ" کا ہتھیار اور کس وقت استعمال کرو گے۔؟

جواب اول:

یہ الزام اور اس جیسے دوسرے الزامات جو نجفی شیعی نے تاریخ بغداد سے ذکر کیے۔ اگر تحقیق و تدقیق کی ذراسی جھلک بھی اس کے اندر ہوتی۔ تو ان الزامات کے ذکر کرنے سے قبل ان کے تحت تحریر شدہ حواشی کا بھی مطالعہ کر لیا ہوتا۔ آیئے روایت مذکورہ کے بارے میں محشی نے کیا لکھا ہے۔ ذرا اُسے ملاحظہ کریں۔

تاریخ بغداد:

"فِيهَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَبَّاسِ الْخَزَّازِ تَقَدَّمَ الْقَوْلُ فِيهِ وَذَكَرِيَّا ابْنُ سَهْلٍ غَيْرُ مَعْرُوفٍ وَإِسْحَاقُ الطَّالَقَانِي ذَكَرَهُ الْخَطِيبُ وَقَالَ كَانَ يَقُولُ بِالْإِرْجَاءِ فِيهَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ الْبَرْمَكِي ذَكَرَهُ الْخَطِيبُ وَقَالَ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ نُكْرَةٌ" وَفِيهَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِي ذَكَرَهُ الْخَطِيبُ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ نُكْرَةٌ

(حاشیہ تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۲۲)

marfat.com

ترجمہ:

ان روایات میں ایک راوی محمد بن عباس حزاز ہے۔ جس کے متعلق جرح گذر چکی ہے۔ دوسرا راوی زکریا بن سہل ہے۔ یہ غیر معروف ہے تیسرا راوی اسحاق الطالقانی ہے جس کے متعلق خود صاحب تاریخ بغداد نے کہا کہ وہ مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ چوتھا راوی ابراہیم بن عمر برمکی ہے خود خطیب بغدادی نے اس کی بعض احادیث کو منکر کہا۔ اور پانچواں راوی عمر بن محمد جوہری بھی منکر الحدیث ہے۔

خلاصۂ کلام:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر اُن کی طرف ایک غلط طور پر منسوب کتاب کے حوالہ سے نجفی نے جو الزامات ذکر کیے۔ اور پھر ان الزامات کا قائل جناب عبداللہ بن مبارک کو لکھا۔ ان الزامات کی تردید میں ہماری گزارشات آپ نے ملاحظہ فرمائیں الحیل نامی کتاب۔ جب امام اعظم کی تصنیف ہی نہیں تو پھر اس کے مندرجات کا ذمہ وار وہ کیوں کر ٹھہریں۔ دوسری بات یہ کہ جب حضرت عبداللہ بن مبارک کسی دوسرے کی زبان سے امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں بُرے الفاظ سننا گوارا نہ کریں۔ تو وہ خود ایسے الفاظ اپنے شیخ واستاذ کے متعلق کب کہہ سکتے تھے۔ تیسری بات یہ کہ اس روایت کے پانچ عدد راویوں پر جرح آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ ان میں سے دو تین راویوں پر خود خطیب بغدادی نے جرح کی۔ ان تمام امور کو اگر نظر انصاف سے دیکھا جاتا۔ تو کبھی بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پر الزام دھرنے کی جسارت نہ کی جاتی۔ لیکن بغض اور عداوت قلبی کا کیا علاج؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

اعتراض نمبر ۱

ابو حنیفہ کی بیٹھک میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا جاتا

حقیقت فقہ حنفیہ:

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۴۲۸۔ ابن مبارک کہتا ہے۔ وہ مجلس کہ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا گیا۔ وہ مجلس ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ اور قیس بن ربیع کہتا ہے۔ کہ ابو حنیفہ اجہل الناس تھا۔

(حقیقت فقہ حنفیہ ص ۲۱)

جواب:

تاریخ بغداد سے ذکر کردہ یہ روایت قطعاً مقبول نہیں۔ کیونکہ اس سند میں موجود تمام راوی مجہول ہیں۔ صرف ایک راوی کے حالات کتب اسمائے رجال میں ملتے ہیں۔ اور وہ ہے عبدالواحد بن علی۔ اس کا کیا مقام ہے؟ ملاحظہ فرمائیں اگلے صفحہ پر۔

marfat.com

لسان المیزان:

عبد الواحد بن علی بن برھان العکبری ....وَكَانَ يَمِيْلُ إِلَىٰ مَذْهَبِ مُرْجِئَةِ الْمُعْتَزِلَةِ وَيَعْتَقِدُ أَنَّ الْكُفَّارَ لَا يُخَلَّدُوْنَ فِي النَّارِ ....كَانَ يَمْشِيْ مَكْشُوْفَ الرَّأْسِ وَكَانَ يَمِيْلُ إِلَى الْمُرْدَانِ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ وَوَقَفَ مَرَّةً عَلَىٰ مَكْتَبٍ عِنْدَ خُرُوْجِهِ فَاسْتَدْعَىٰ وَاحِدًا وَاحِدًا فَيُقَبِّلُهُ وَيَدْعُوْ لَهُ وَيُسَبِّحُ اللّٰهَ فَرَاٰهَا ابْنُ الصَّبَّاغِ فَدَسَّ لَهُ وَاحِدًا قَبِيْحَ الْوَجْهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَقَالَ يَا أَبَا نَصْرٍ لَوْ غَيْرُكَ فَعَلَ بِنَا هٰذَا۔

(لسان المیزان جلد چہارم
ص ۸۲ باب حرف العین
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

عبدالواحد بن علی راوی معتزلہ کی ایک شاخ مرجئہ کی طرف میلان رکھتا ہے۔ اور اس بات کا معتقد تھا۔ کہ کفار دوزخ میں ہمیشہ کے لیے نہیں جائیں گے .... ننگے سر پھرنے کا عادی تھا۔ اور نوعمر خوبصورت لڑکوں کی طرف دلی میلان رکھتا تھا۔ اور اس میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے۔ کہ یہ ایک مدرسہ

marfat.com

کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور چھٹی کے وقت لڑکوں نے جب نکلنا شروع کیا۔ تو ایک ایک کو بلاتا۔ اُن کے بوسے لیتا۔ دعا کرتا اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا۔ ابن الصباغ نے یہ ماجرا دیکھا۔ تو ان لڑکوں میں سے ایک بدصورت لڑکے کو چھپالیا۔" بعد میں عبدالواحد کے سامنے لایا۔ تو اس بدصورت لڑکے کو دیکھ کر بوسہ لینے کی بجائے اُس نے منہ موڑ لیا۔ اور ابن الصباغ سے کہا۔ اے ابونصر! کاش کہ کوئی دوسرا شخص یہ کرتا۔ (یعنی یہ تنقید اور میرے فعل پر گرفت تمہاری بجائے کوئی دوسرا کرتا۔ تو مجھے افسوس نہ ہوتا۔)

روایت مذکورہ کے تمام راویوں میں سے جس کے حالات کتب اسمائے رجال میں ملے۔ وہ آپ نے ملاحظہ کیے۔ ذاتی طور پر نفس پرست اور احکام شرعیہ کی خلاف ورزی میں بے باک تھا اور نظریاتی طور پر کفار کے بارے میں ہمیشہ دوزخی ہونے کا قائل نہ تھا۔ ایسے شخص کی زبانی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر یہ الزام کہ ان کی مجلس میں درود و سلام نہیں پڑھا جاتا تھا۔ کون اسے تسلیم کرے گا؟ یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ جس مجلس میں درود شریف پڑھنا منع ہو۔ اس میں برکت ہرگز نہیں وہ محفل اور مجلس نقصان دہ ہوتی ہے۔ دراصل اس روایت کے سہارے ثابت یہ کیا جا رہا ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ کی مجالس سود مند اور منفعت بخش نہیں تھیں۔ حالانکہ اسی تاریخ بغداد میں آپ کی مجالس کا منفعت بخش اور پُروقار ہونا مذکور ہے۔

تاریخ بغداد:

قِيلَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مَعْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ

marfat.com

مِنْ غِلْمَانِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ قَالَ مَا جَلَسَ النَّاسُ اِلٰی اَحَدٍ اَنْفَعَ مِنْ مَجَالِسَةِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ۔

(تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۷)

ترجمہ:

قاسم بن معن سے پوچھا گیا۔ کہ کیا آپ پسند کرتا ہے کہ تو امام ابوحنیفہ کے غلاموں (فرمانبرداروں) میں سے ہو جائے تو اس نے جواب دیا۔ کہ لوگ جن مجالس میں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ابوحنیفہ کی مجالس سے بڑھ کر کوئی بھی منفعت بخش نہیں۔ (یعنی میں ان کے غلاموں میں سے ہونا بہت پسند کرتا ہوں۔)

تاریخ بغداد:

حدثنا الحماتی قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارِكِ يَقُوْلُ مَا كَانَ اَوْقَرَ مَجْلِسِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ كَانَ يُشْبِهُ الْفُقَهَاءَ وَكَانَ حَسَنَ السَّمْتِ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الثَّوْبِ وَلَقَدْ كُنَّا يَوْمًا فِیْ مَسْجِدِ الْجَامِعِ فَوَقَعَتْ حَيَّةٌ فَسَقَطَتْ فِیْ حَجْرِ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَهَرَبَ النَّاسُ غَيْرُهٗ فَمَا رَاَيْتُهٗ زَادَ عَلٰی اَنْ نَفَضَ الْحَيَّةَ وَجَلَسَ مَكَانَهٗ۔

تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۶

مطبوعہ السلفیہ، مدینہ منورہ)

marfat.com

ترجمہ:

حمانی کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابن مبارک سے یہ سنا۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کس قدر باوقار ہوتی تھی۔ آپ کی مجلس فقہاء کرام کی مجلس کے موافق و مشابہ ہوتی۔ خود امام صاحب خوبصورت، اچھے کپڑے پہننے والے اور بہترین اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم جامع مسجد میں بیٹھے تھے۔ اوپر سے ایک سانپ امام ابوحنیفہ کی گود میں آگرا۔ امام اعظم کے سوا سبھی بھاگ نکلے۔ میں نے بس یہی دیکھا۔ کہ انہوں نے گود جھاڑ کر سانپ پھینک دیا۔ اور بے خوف اپنی جگہ پر بیٹھ گئے

لمحہ فکریہ:

قارئین کرام! امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مجلس کے وقار اور "انفع" ہونے کی بات انہی سے آپ نے سنی۔ جن کی نسبت سے یہ ذکر کیا گیا تھا۔ کہ امام صاحب کی مجلس میں درود و سلام نہیں ہوتا تھا۔ صلوٰۃ و سلام کے بغیر مجلس انفع نہیں بلکہ "اقبح المجالس" ہوا کرتی ہے۔ اور اگر نجفی کے کہنے کے مطابق یہ باور کر لیا جائے۔ کہ عبداللہ بن مبارک "امام ابوحنیفہ" کی مجالس کو صلوٰۃ و سلام سے خالی قرار دیتے تھے۔ تو پھر ان کی شاگردی میں اتنی عمر کیوں صرف کی؟ بس دو چار مجالس کے بعد بھاگ جاتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ روایت من گھڑت ہے یا کسی اور طرح سے ان کی طرف منسوب کر دی گئی۔

راوی عبدالواحد بھی انتہا درجہ کا مجروح ہے۔ جبکہ عبداللہ بن مبارک نہایت احترام و عقیدت کے پیکر ہیں۔ تو یہ روایت کسی طور پر امام اعظم

marfat.com